مظہر کلیم ایم اے
عمران سیریز
بلیک ہاک

عمران سیریز

بلیک ہاک

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یوسف برادرز
پاک گیٹ
ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد اشرف قریشی
---------- محمد یوسف قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ شہکار پرنٹنگ پریس ملتان

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ اسرائیل کے سلسلے کا ناول " بلیک ہاک " آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں یورپ کا انتہائی معروف ایجنٹ " بلیک ہاک " عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے پر اترا ہے اور بلیک ہاک کا دعویٰ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے مقابل ایک لمحہ بھی نہیں ٹھہر سکتی اور ایسا ہی ہوا۔ بلیک ہاک کے مقابل آتے ہی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنی بے بسی کا شدت سے احساس ہونا شروع ہو گیا اور نہ صرف احساس ہوا بلکہ بلیک ہاک نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس انداز میں بے بس کر دیا کہ شاید اس سے پہلے وہ کبھی اس انداز میں بے بس نہ ہوئے تھے لیکن کیا واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بے بس ہو گئی تھی۔ انتہائی خوفناک اور جان لیوا جدوجہد جو اس کہانی کے ہر لمحے پر حاوی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار پر پورا اترے گا لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے حسب دستور اپنے چند خطوط اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ کسی طرح بھی کم نہیں ہیں۔

چک نمبر 91۔ ر۔ ب دھنوآنہ ضلع فیصل آباد سے کیپٹن توصیف الرحمان لکھتے ہیں۔ " مجھے آپ کے ناول اس لئے پسند ہیں کہ

آپ کے ناول پڑھ کر انسان میں اعتماد، حوصلہ اور ملک و قوم کے لئے کچھ کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے۔ خدا کرے آپ ہمیشہ اپنا یہ قلمی جہاد جاری رکھیں۔ البتہ آپ سے ایک سوال ہے کہ آپ کے ناولوں میں سرخ رنگ کا استعمال بہت زیادہ ہوتا ہے مثلاً سرخ کار، سرخ پتھروں والی کوٹھی، سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ، سرخ شرٹ وغیرہ۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم کیپٹن محمد توصیف الرحمان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ محترم میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ نوجوان نسل کو میری تحریروں سے ملک و قوم کی بہتری اور تعمیر کے سلسلے میں جدوجہد اور حوصلہ مندی کا سبق مل سکے اور میں اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں کہ اس نے میری ان حقیر کوششوں کو قبولیت عام کی سند عطا فرمائی ہے۔ جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ میری تحریروں میں سرخ رنگ کا استعمال زیادہ ہے تو محترم، آپ اگر اپنے اردگرد رنگوں سے بھری دنیا پر بغور نظر ڈالیں تو آپ کو خود ہی محسوس ہو جائے گا کہ رنگوں سے بھری اس دنیا میں بعض رنگ بہت زیادہ استعمال ہوتے ہیں اور بعض کم۔ امید ہے اس جائزے کے بعد آپ کو اپنے سوال کا جواب خود مل جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے محمد عدنان درانی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن اب موجودہ مہنگائی کے دور میں آپ کے ناولوں کی قیمت بھی بڑھتی جا رہی ہے اور اب تو لائبریریوں والے بھی اتنا کرایہ چارج کرنے لگے ہیں کہ بعض اوقات یہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ آپ اپنے ناولوں میں چند صفحات اشتہارات کے لئے مخصوص کر لیں۔ اس طرح قیمت میں بھی کمی آجائے گی اور آپ کو بھی کھل کر لکھنے کا موقع مل جائے گا۔ امید ہے آپ میری اس تجویز پر غور کریں گے"۔

محترم محمد عدنان درانی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس مسئلہ کی نشاندہی کی ہے وہ واقعی انتہائی گھمبیر ہے اور روزبروز گھمبیر تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ہر شعبے میں مہنگائی اس قدر تیزی سے بڑھتی چلی جا رہی ہے کہ ہر شخص پریشان ہو رہا ہے۔ ناولوں کی قیمتوں میں اضافہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے ان قیمتوں کی وجہ سے ہی میں کوشش کرتا ہوں کہ کم ضخامت کے ناول لکھے جائیں تاکہ وہ قارئین کی قوت خرید کے دائرے میں رہ سکیں۔ جہاں تک آپ کی تجویز کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ایک بار اگر اشتہارات کا سلسلہ شروع ہو گیا تو پھر کتاب میں اشتہارات کی بھرمار ہی نظر آئے گی اور قارئین کے لئے مواد کم سے کم تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس لئے اس پینڈورا باکس کو نہ ہی کھولا جائے تو بہتر ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے محمد عمران لکھتے ہیں۔ "میں آپ کے ناول اس قدر شوق سے پڑھتا ہوں کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں یہ خط اپنے

خون سے لکھ رہا ہوں اور یہی میرے شوق اور دیوانگی کا ثبوت ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم محمد عمران صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی اپنے خون سے خط لکھ کر اپنی محبت اور خلوص کا ثبوت دیا ہے جس کے لئے میں آپ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ آپ جیسے دیوانے قاری کسی بھی مصنف کے لئے اعزاز کا باعث ہوتے ہیں لیکن محترم ایک بات میں ضرور آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے خون سے خط لکھنے کی بجائے اگر یہ لکھ دیتے کہ آپ نے کسی جاں بلب نادار مریض کو اپنا خون عطیہ کیا ہے تو یقین جانئے مجھے بے حد مسرت ہوتی اور اللہ تعالیٰ بھی آپ پر اپنی رحمتیں نچھاور کرتا۔ کیونکہ اسے وہی لوگ پسند ہیں جو دوسروں کے لئے ایثار کرتے ہیں۔ امید ہے آپ آئندہ میری اس بات پر ضرور عمل کریں گے۔

لیہ سے سید سہیل مہدی کاظمی صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ کے ناول جس طرح ہمارے اندر کردار سازی، بلند حوصلگی اور ہر حالت میں جدوجہد کرنے کا جذبہ پیدا کر رہے ہیں وہ واقعی ایک عظیم مشن ہے اور مجھے خوشی ہے کہ موجودہ دور میں آپ کی پاکیزہ تحریریں اس مشن کو ہر لحاظ سے پورا کر رہی ہیں اور اسی وجہ سے مجھے اکثر یہ پریشانی لاحق رہتی ہے کہ انسان فانی ہے۔ آپ کے بعد اس عظیم مشن کو آگے لے کر کون چلے گا اس لئے میری درخواست ہے کہ جس طرح عمران نے ٹائیگر کو اپنا شاگرد بنایا ہے اس طرح آپ بھی اپنے چند شاگرد بنائیں جو آپ کے اس عظیم مشن کو آگے لے چلنے کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔ امید ہے آپ میری اس درخواست پر ضرور غور کریں گے"۔

محترم سید سہیل مہدی کاظمی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک آپ کی پریشانی کا تعلق ہے تو یہ بھی آپ کی محبت اور خلوص کی آئینہ دار ہے اور میں اس کے لئے آپ کا ذاتی طور پر ممنون ہوں لیکن محترم تخلیقی عمل میں شاگرد بنائے نہیں جا سکتے کیونکہ تخلیقی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ وہ جسے چاہے جتنا چاہے دے۔ یہ اس کا کرم ہوتا ہے البتہ جہاں تک آپ کی تشویش کا تعلق ہے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کا اپنا بنایا ہوا نظام ہے کہ وہ ایسے لوگ سامنے لاتا رہتا ہے جو خیر کے عمل کو کسی نہ کسی انداز میں معاشرے میں پھیلانے کا مشن جاری رکھتے ہیں اور موت انسانوں کے لئے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس نظام کے لئے نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ نیکی اور خیر کے عمل کا عظیم مشن انشاء اللہ میرے بعد بھی جاری رہے گا اور شاید مجھ سے بہتر انداز میں جاری رہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

سوہدرہ وزیر آباد سے حافظ فرحان منیر بٹ لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ طویل عرصے سے آپ کے ناولوں کا باقاعدہ قاری ہوں۔ ایک بات آپ سے پوچھنی ہے کہ آپ کے ابتدائی

ناولوں میں اکثر ایکسٹو بھی میک اپ میں ممبران کے ساتھ کام کرتا تھا اور جب وہ اچانک اپنی شناخت کراتا تھا تو ممبران حیران رہ جاتے تھے لیکن موجودہ دور کے ناولوں میں ایسا نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے"۔

محترم حافظ فرحان منیر بٹ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے درست لکھا ہے کہ ابتدائی ناولوں میں واقعی چیف ایکسٹو ممبران کے ساتھ کام کیا کرتا تھا جبکہ اب وہ ایسا نہیں کرتا۔ آپ نے اس کی وجہ پوچھی ہے تو محترم، یہ تو بڑی سیدھی اور صاف سی بات ہے کہ سینئر اس وقت تک جونیئر کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ یہ سمجھتا ہے جونیئر کو ابھی تجربات کی ضرورت ہے لیکن جب وہ اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اب وہ اس قابل ہو چکا ہے کہ اپنے طور پر کام کر سکے تو پھر سینئر کے ساتھ رہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور ایسا ہی چیف کے ساتھ بھی تھا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

اسرائیل کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں اس وقت لارڈ بوفمین، کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک تینوں موجود تھے۔ ان تینوں کے چہرے ستے ہوئے تھے اور وہ تینوں ہی خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور اسرائیل کے صدر اور ان کے پیچھے وزیراعظم اندر داخل ہوئے تو وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر صدر اور وزیراعظم کے قریب آنے پر کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ لارڈ بوفمین نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"تشریف رکھیئے"....... صدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر وہ خود اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے ساتھ آنے والی دوسری کرسی پر وزیراعظم بیٹھ گئے اور وزیراعظم کے بیٹھنے کے بعد لارڈ بوفمین، کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"لارڈ بوفمین آپ نے جیوش چینل قائم کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا تھا کہ یہ تنظیم پوری دنیا کی سیکرٹ ایجنسیوں سے زیادہ فعال، زیادہ طاقتور اور ناقابل تسخیر ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ جیوش چینل کی وجہ سے اسرائیل میں کسی بھی ملک کی سیکرٹ ایجنسی کامیاب نہ ہو سکے گی۔ اس کے بعد حکومت نے آپ کو جیوش چینل کے قیام کے لئے فری ہینڈ دے دیا۔ آپ کو اسرائیل کی قومی سلامتی کے شعبہ کا سربراہ بنا دیا اور آپ نے جس قدر بے دریغ فنڈ جیوش چینل کے قیام کے لئے طلب کئے آپ کو مہیا کر دیئے گئے۔ آپ نے جیوش چینل کے تحت پوری دنیا میں مختلف تنظیمیں قائم کر دیں جن میں ریڈ واٹر تنظیم بھی تھی۔ آپ نے اسرائیل میں جیوش چینل کا جو ہیڈ کوارٹر بنایا اسے آپ نے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر قرار دے دیا۔ آپ نے ایکریمیا کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ کلیسر اور اس کے ساتھی جیکارڈ کو جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کا انچارج بنایا۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"...... صدر نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ بات کے آغاز میں ان کا لہجہ سرد تھا لیکن جیسے جیسے وہ بولتے گئے ان کا لہجہ جذباتی ہوتا چلا گیا۔

"آپ درست فرما رہے ہیں جناب صدر"...... لارڈ بوفمین نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھیں اور آپ تینوں کو اجازت ہے کہ آپ بیٹھے بیٹھے بات کر سکتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"شکریہ سر"...... لارڈ بوفمین نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ریڈ واٹر نامی تنظیم عالمی سطح پر قائم کی جس کا ہیڈ کوارٹر بھی آپ کے بقول ناقابل تسخیر تھا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک ایجنٹ نے آپ کا یہ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا اور آپ کی یہ عالمی تنظیم تتر بتر ہو کر رہ گئی۔ اس نے عالمی سطح پر دہشت گردی کا جو امیج بنایا تھا وہ ختم ہو گیا۔ میں نے آپ کو اس وقت بھی متنبہ کیا تھا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک ایجنٹ ریڈ واٹر کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر سکتا ہے تو جب پوری ٹیم اسرائیل پہنچے گی تو پھر کیا ہو گا۔ لیکن آپ نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اسرائیل میں کسی بھی صورت کامیاب نہ ہو سکیں گے لیکن اب کیا ہوا ہے۔ جیوش چینل کا ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے۔ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ کلیسر اور اس کا نائب جیکارڈ اور ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد ان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان کے دو آدمی ایرو میزائل لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے وہاں پہنچتے ہیں اور چیک پوسٹ پر وہ قتل عام کرتے ہیں۔ پھر ان میں سے ایک ہٹ ہوتا ہے تو دوسرا اسے اٹھا کر ہسپتال اس طرح پہنچا دیتا ہے کہ جیسے ہسپتال ان کے علاج کے لئے بنایا گیا ہے۔ پھر ہسپتال سے اس زخمی کو ہیڈ کوارٹر لے جایا جاتا ہے تو آپ کے ایجنٹ اس زخمی کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں اور وہ زخمی غائب ہو جاتا ہے۔ مجھے بتائیں کہ یہ سب کیوں اور کیسے ہوا ہے"۔ صدر

نے پہلے سے بھی زیادہ جذباتی لہجے میں کہا۔

"آپ نے جو کچھ فرمایا ہے جناب صدر وہ درست ہے۔ مجھے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف ہے لیکن اب سے پہلے مجھے ان لوگوں سے واسطہ نہ پڑا تھا اس لئے میں انہیں عام ایجنٹ سمجھتا رہا لیکن یہ لوگ واقعی انتہائی تیز رفتاری سے کام کرتے ہیں اور انہوں نے اپنی جانیں اپنے مقصد کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ یہ درست ہے کہ جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی سے جیوش چینل کا ایک لحاظ سے خاتمہ ہو گیا ہے کیونکہ جیوش چینل کی اصل طاقت اس کا ہیڈ کوارٹر ہی تھی لیکن ابھی تک وہ اسرائیل میں ہیں اور انہوں نے ایرو میزائل لیبارٹری پر حملہ کرنا ہے اس لئے میں نے اس بار ان کے شایان شان مقابلے کے لئے ایک خصوصی ٹیم مقرر کر دی ہے اور اس ٹیم کا انچارج دنیا کے مشہور ترین ایجنٹ کرنل کارٹر کو مقرر کیا ہے۔ کرنل کارٹر کے بارے میں پوری دنیا جانتی ہے کہ وہ کس قسم کا ایجنٹ ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ اور اس کی ٹیم عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہر صورت میں خاتمہ کرنے میں کامیاب رہے گا۔ ابھی جنگ جاری ہے۔ ابھی انہوں نے صرف ہمیں ایک محاذ پر شکست دی ہے لیکن ابھی اور محاذوں پر جنگ ہونی ہے اور آپ یقین کریں کہ اب کسی بھی محاذ پر ہم شکست نہیں کھائیں گے"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"کرنل کارٹر تو یورپ کے کسی ملک کا ایجنٹ ہے۔ کیا وہ یہودی ہے"...... صدر نے حیران ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ وہ کٹر یہودی ہے اور پھر وہاں اس نے سیکرٹ ایجنسی جائن کر لی اور اب اس کا کریڈٹ یہ ہے کہ اسے پوری دنیا میں بلیک ہاک کے نام سے پکارا جاتا ہے اور وہ اس وقت دنیا کا سب سے خطرناک، انتہائی ذہین اور انتہائی فعال ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ جیوش چینل کی تباہی کے بعد میں نے اس سے رابطہ کیا اور جب اسے حالات کا علم ہوا تو وہ فوراً سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اسرائیل کے عظیم مفادات کے تحفظ اور اسرائیل کے دشمنوں کے خاتمے کے لئے یہاں پہنچ گیا اور پھر اس سے میری تفصیلی بات ہوئی ہے۔ اس نے بھی یہی پلاننگ کی ہے کہ ایرو میزائل لیبارٹری میں مورچہ بندی کی جائے۔ چنانچہ ایرو میزائل لیبارٹری کے اوپر بنے ہوئے ایئر فورس آپریشنل سپاٹ کا مکمل چارج بلیک ہاک کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے۔ بلیک ہاک نے جارڈن سے اپنی مخصوص ٹیم بھی منگوا لی ہے۔ یہ دس افراد ہیں اور کرنل کارٹر کے دست راست ہیں اور اس کی طرح انتہائی تیز، فعال، دلیر اور انتہائی ذہین لوگ ہیں اور یہ دس کے دس کٹر یہودی ہیں اور انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ اس آپریشنل سپاٹ اور اس کی چیک پوسٹ سمیت سب پر ان کا کنٹرول ہو چکا ہے لیکن کرنل کارٹر نے درخواست کی ہے کہ زیادہ بہتر رزلٹ حاصل کرنے کے لئے ہم بظاہر تو اس آپریشنل سپاٹ کو قائم رکھیں لیکن خفیہ طور پر اس سپاٹ کے افراد کو چھٹی دے دیں اور وہاں مکمل کنٹرول جیوش چینل کا رہے۔ باقی فوج کے کمانڈو دستوں سے بھی مدد لی جا سکتی ہے

کیونکہ وہاں موجود غیر تربیت یافتہ افراد کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مفاد حاصل کر لے۔ اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ اس وقت تک جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اس تجویز پر عمل درآمد کی اجازت عنایت فرما دیں"...... لارڈ بوفمین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے کہ آپ نے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے اس بار بہتر پلان بنایا ہے لیکن آپریشنل سپاٹ کے بارے میں آخر میں فیصلہ کیا جائے گا"...... صدر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

" جناب لارڈ بوفمین نے جو کچھ بتایا ہے اس سے واقعی ان لوگوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے"...... وزیر اعظم نے کہا۔

" ہاں۔ لیکن اس کے باوجود انہیں انتہائی محتاط رہنا ہو گا۔ سب سے بڑا پرابلم یہ ہے کہ ہماری تنظیموں کے افراد انہیں پکڑ تو لیتے ہیں لیکن ان کی چیکنگ کے چکر میں پڑ جاتے ہیں اس طرح انہیں بچ نکلنے کا موقع مل جاتا ہے جبکہ ان کو ایک لمحے کی مہلت دینا بھی حماقت ہے۔ اس کے باوجود ہر بار انہیں موقع مہیا کر دیا جاتا ہے۔ لارڈ بوفمین نے اپنی تحریری رپورٹ میں یہ بات لکھی ہے کہ عمران سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کو گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر میں قید کر لیا گیا تھا اور لارڈ بوفمین نے ان کی فوری ہلاکت کا حکم بھی دے دیا تھا لیکن اس کے باوجود انہیں فوری ہلاک نہ کیا گیا اور نتیجے میں وہ نہ

صرف بچ نکلے بلکہ انہوں نے الٹا جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر ہی تباہ کر دیا"...... صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب وہ ایسے میک اپ میں ہوتے ہیں کہ جو جدید ترین میک اپ واشر سے بھی صاف نہیں ہوتا اس لئے الجھن رہ جاتی ہے کہ کیا یہ اصل ہیں یا انہوں نے گیم کھیلی ہے کہ نقلی لوگوں کو آگے بڑھا دیا اور ان کی ہلاکت پر جب ہم مطمئن ہو جائیں تو پھر وہ اپنی کارروائی کر ڈالیں"...... لارڈ بوفمین نے جواب دیا۔

" پھر بھی انہیں کسی صورت بھی موقع نہیں ملنا چاہئے۔ بہرحال کرنل پائیک آپ کی ڈیوٹی یہ تھی کہ آپ کسی صورت بھی ان لوگوں کو اسرائیل میں داخل نہ ہونے دیں اور کرنل ڈیوڈ آپ کی ڈیوٹی یہ تھی کہ اگر وہ کسی بھی صورت اندر داخل ہو جائیں تو آپ انہیں ٹریس کر کے گرفتار کریں اور آپ دونوں اپنے اپنے مقاصد میں بری طرح ناکام رہے ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نہ صرف اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئی بلکہ وہ انتہائی دھڑلے سے کام کرتے رہے ہیں اور انہوں نے جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا اور ایرو میزائل سپاٹ پر بھی حملہ کر دیا اور اس کے باوجود آپ کی ایجنسیاں نہ انہیں روک سکیں اور نہ ہی ٹریس کر سکیں"۔ صدر نے اس بار کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جناب ہمیں اطلاع مل گئی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس بار تین ٹیموں کی صورت میں اسرائیل میں داخل ہوئی ہے۔ ان میں

سے ایک ٹیم میں دو آدمی تھے جبکہ دوسری ٹیم میں ایک عورت اور دو
مرد اور تیسری ٹیم میں چار مرد اور ایک عورت شامل تھی۔ پھر ان
سب ٹیموں کو جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی نے گرفتار کر لیا لیکن اس
سے پہلے کہ ان کا خاتمہ کیا جاتا اچانک جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی
دونوں کے پوائنٹس سے یہ گرفتار افراد غائب کر دیئے گئے۔ میرے
پاس ثبوت موجود ہیں کہ یہ کام جیوش چینل کے کلیسر اور اس کے
ساتھیوں کا تھا لیکن میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ یہ ایسے ثبوت نہ
تھے کہ جو ہر لحاظ سے حتمی ہوتے اور ان حالات میں، میں یہ بھی نہیں
چاہتا تھا کہ ہماری آپس میں نااتفاقی ہو۔ البتہ اس کے بعد ہم انہیں
ٹریس کرتے رہ گئے اور اب اطلاع ملی ہے کہ وہ جیوش چینل کا
ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس کا یہی مطلب نکلتا
ہے جناب کہ کلیسر نے انہیں جی پی فائیو اوز ریڈ اتھارٹی کے سپیشل
پوائنٹس سے اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں رکھا اور انہوں نے
ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"لارڈ بوفمین۔ کیا یہ درست ہے"...... صدر نے لارڈ بوفمین سے
مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب صدر میرا خیال ہے کہ ہماری ایجنسیاں محض کریڈٹ لینے
کی خاطر ایک دوسرے کے خلاف کام کرتی ہیں اور اس کا فائدہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس والے اٹھاتے ہیں اس لئے اس بار تینوں ایجنسیوں
میں سے ایک ایجنسی کو ان کے خلاف کام کرنے کا موقع دیا جائے"۔

وزیراعظم نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ پہلے بھی کئی بار ایسا ہوتا رہا ہے لیکن
مسئلہ یہ ہے کہ جیوش چینل تو اب صرف لیبارٹری تک محدود ہو کر
رہ گئی ہے اور وہ لوگ اسرائیل میں آزادی سے دندناتے پھریں
گے"...... صدر نے کہا۔

"تو پھر ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ شہر میں انہیں ٹریس کرنے کا کام
ایک ایجنسی کے ذمہ لگا دیا جائے۔ میرا مطلب ہے جی پی فائیو اور ریڈ
اتھارٹی میں سے کسی ایک کے ذمے"...... وزیراعظم نے کہا۔

"نہیں۔ وہ لوگ انتہائی تیز ہیں۔ اگر انہیں اس بات کی اطلاع
مل گئی تو وہ اس ایجنسی کے آدمیوں کا روپ دھار لیں گے جسے ہم
نے اس کام پر لگایا ہو گا اور اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو
جائیں گے"...... صدر نے کہا۔

"جناب میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں"...... کرنل پائیک
نے جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا کہا۔

"ہاں فرمائیے۔ کھل کر بات کیجئے۔ یہ اسرائیل کے تحفظ کی بات
ہے"...... صدر نے کہا۔

"انہیں شہر میں ٹریس کرنے کی بجائے ہم سب ان کا شکار
لیبارٹری والے علاقے میں کریں۔ لیبارٹری کے گرد ایک حصار تو
جیوش چینل کا ہو گا اس سے پہلے حصار کسی ایک ایجنسی کا ہو اور
تیسرا حصار دوسری ایجنسی کا۔ اس طرح ان کی موت یقینی ہو جائے

گی اور ایک ایجنسی کا اگر کوئی آدمی دوسری ایجنسی کے علاقے میں داخل ہو تو اسے دشمن ہی سمجھا جائے چاہے وہ میرے یا کرنل ڈیوڈ کے روپ میں ہی کیوں نہ ہو۔ ہمارا مقصد تو بہرحال انہیں ہلاک کرنا ہے اور ہم اس طرح زیادہ یقینی طور پر یہ کام کر سکتے ہیں"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"جناب کرنل پائیک کی تجویز ناقابل عمل ہے کیونکہ لیبارٹری کے گرد دور دور تک کھلا میدان ہے اور اگر ہماری ایجنسیاں وہاں موجود رہیں تو وہ لوگ ان میں شامل ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ہم انہیں چیک بھی نہ کر سکیں گے اور ویسے بھی اس کھلے میدان میں ان کے خلاف کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ یہ دونوں ایجنسیاں انہیں ٹریس کریں اور ہلاک کریں۔ ہاں اگر وہ ان سے بچ کر ہمارے پاس آئے تو پھر ہم ان سے نمٹ لیں گے"۔ لارڈ بوفمین نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ آپ کیا کہتے ہیں"...... صدر نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو آپ فیصلہ فرمائیں جناب"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"وزیراعظم صاحب کی کیا رائے ہے"...... صدر نے اس بار ساتھ بیٹھے ہوئے وزیراعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے جناب کہ جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں ایجنسیوں کو اہم تنصیبات پر مقرر کیا جائے تاکہ یہ ان کی حفاظت

کریں"...... وزیراعظم نے کہا تو صدر کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی ان کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

"میں آپ کی بات سمجھا نہیں"...... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تین ٹیمیں بھیجی ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان میں سے ایک ٹیم دو افراد پر مشتمل ہے اور صدر صاحب نے بھی بتایا ہے کہ دو افراد نے ایئر فورس کے آپریشنل سپاٹ پر حملہ کیا جبکہ باقی ٹیموں یا ان میں سے کسی ایک ٹیم نے جیوش چینل ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا ہے تو اس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے صرف لیبارٹری ہی مین ٹارگٹ نہیں ہے بلکہ وہ اسرائیل کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کی غرض سے علیحدہ علیحدہ ٹارگٹ لے کر آئے ہیں اور جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی اس کا ثبوت ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ہم صرف لیبارٹری کی حفاظت اور انہیں ٹریس کرنے کا کام کرتے رہ جائیں اور وہ ایٹمی تنصیبات، آرڈیننس فیکٹریاں، ایٹمی بجلی گھر، بڑے بڑے پل وغیرہ تباہ کر دیں اس لئے ہمیں اس طرف توجہ رکھنی چاہئے"...... وزیراعظم نے اس بار تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ نے واقعی انتہائی اہم بات کی ہے۔ آپ کا تجزیہ درست ہے۔ ان سے واقعی کچھ بعید نہیں ہے۔ ٹھیک ہے اہم

تنصیبات کی ذمہ داری ایک ایجنسی کے سپرد کر دیتے ہیں اور انہیں ٹریس کرنے کی ذمہ داری دوسری ایجنسی کے ذمہ ہو گی جبکہ جیوش چینل بدستور لیبارٹری کی حفاظت کرتی رہے گی"...... صدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ یہ انتہائی بہتر فیصلہ ہے"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"جی پی فائیو چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کئی بار ٹکرا چکی ہے اس لئے یہ انہیں ٹریس کرنے میں کامیاب رہے گی اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر کے ہلاک کرنے کی ڈیوٹی جی پی فائیو کی ہو گی جبکہ باقی اہم تنصیبات کی حفاظت ریڈ آرمی کرے گی اور جیوش چینل لیبارٹری کی حفاظت کرے گی اور کسی کی کوتاہی اب ناقابل برداشت ہو گی اور اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو اس تنظیم کے چیف کا کورٹ مارشل کیا جائے گا"...... صدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی وزیراعظم، لارڈ بوفمین، کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر صدر اور وزیراعظم کے واپس چلے جانے کے بعد وہ تینوں بھی اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے وہ میٹنگ روم میں داخل ہوئے تھے۔

اب تنویر تو زخمی ہے عمران صاحب۔ اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا جا کر اس لیبارٹری کے خلاف کام شروع کر دوں"۔ خاور نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب اس وقت ایک بڑے کمرے میں موجود تھے۔

"میں زخمی ضرور ہوں لیکن میں پیچھے نہیں رہ سکتا"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں۔ تم ابھی اس قابل نہیں ہو کہ تیز حرکت کر سکو۔ اس لئے تم نے ابھی آرام کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میں یہاں آرام کرنے نہیں آیا مس جولیا۔ جو ٹارگٹ میرے ذمے چیف نے لگایا ہے وہ میں نے ہر صورت میں ہٹ کرنا ہے۔ پہلے ہی کافی وقت ضائع ہو چکا ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" لیکن کیا تم دونوں پہلے کی طرح وہاں جا کر کام کرو گے یا تمہارے ذہن میں کوئی اور منصوبہ بھی ہے"....... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ منصوبہ وغیرہ بنانا تمہارا کام ہے میرا نہیں۔ میں تو بس آگے بڑھتا ہوں اور منصوبے خود بخود بنتے رہتے ہیں"....... تنویر نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اب ہم سب کو مل کر اصل ٹارگٹ پر کام کرنا چاہئے"....... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ تنویر کے زخمی ہونے کے بعد اب یہ ضروری ہو گیا ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" نہیں۔ چیف نے یہ ٹارگٹ میرے اور خاور کے ذمہ لگایا ہے اس لئے ہم دونوں ہی اسے ہٹ کریں گے۔ تم میں سے کوئی اس طرف کا رخ نہیں کرے گا"....... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" لیکن چیف کو یہ تو معلوم نہیں ہے کہ تم زخمی ہو چکے ہو اور ہم بھی اب فارغ ہیں"....... صفدر نے کہا۔

" جو کچھ بھی ہے چیف جب تک اس منصوبے میں تبدیلی نہ کرے یہ تبدیلی نہیں ہو سکتی اور یہاں سے چونکہ چیف کو کال نہیں کیا جا سکتا اس لئے اب اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی"....... تنویر نے کہا۔

" جولیا یہاں موجود ہے۔ یہ ڈپٹی چیف ہے اور چیف کی عدم

موجودگی میں ڈپٹی چیف بااختیار عہدہ ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ عمران درست کہہ رہا ہے۔ میں حالات کے مطابق فیصلہ کر سکتی ہوں اس لئے یہ میرا فیصلہ ہے کہ اب پوری ٹیم اصل ٹارگٹ پر کام کرے گی اور عمران ٹیم کا لیڈر ہو گا"....... جولیا نے کہا تو تنویر نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اسے جولیا کی بات سن کر خاصا صدمہ پہنچا ہو۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن وہ خاموش رہا تھا۔

" اور یہ بھی میرا فیصلہ ہے کہ اس ٹیم میں تنویر بھی شرکت کرے گا"....... جولیا نے کہا تو تنویر کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور عمران سمیت باقی سب ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ جولیا نے یہ بات خصوصی طور پر کیوں کی ہے۔

" شکریہ"....... تنویر نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

" اب تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر اعتراض ہے تو ابھی بتا دو تاکہ میں واپسی کا پروگرام بنا سکوں"....... عمران نے کہا۔

" کاش میں زخمی نہ ہوتا تو تمہیں واپسی کا ہی ٹکٹ لینا پڑتا۔ بہرحال اب جولیا کا فیصلہ ڈپٹی چیف کا فیصلہ ہے اس لئے میں کچھ نہیں کہہ سکتا"....... تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" ان باتوں کو چھوڑو۔ اب اصل ٹارگٹ کی بات کرو۔ ہماری

تلاش انتہائی سختی سے کی جارہی ہو گی اس لئے ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے"....... جولیا نے کہا۔

"وقت ۔ ارے ہاں ۔ مجھے تو وقت کا خیال ہی نہ رہا تھا"۔ عمران نے چونک کر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا سمیت سب چونک پڑے ۔

"کیا مطلب ۔ کیا تم نے کسی سے ملاقات کرنی ہے"....... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں ۔ چوتھائی ملاقات"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چوتھائی ملاقات ۔ کیا مطلب ۔ یہ کیسی ملاقات ہوتی ہے"۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"خط لکھنے کو آدھی ملاقات کہا جاتا ہے اس لئے فون پر بات کرنے کو چوتھائی ملاقات ہی کہا جا سکتا ہے یا پھر اسے تحریری ملاقات اور اسے زبانی ملاقات کہا جا سکتا ہے"....... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

"کس سے فون پر ملاقات کرنی ہے تم نے"....... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"صبح عمران صاحب کسی سے فون پر بات کر رہے تھے ۔ شاید اس وقت کوئی وقت طے ہوا ہو گا"....... صفدر نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

"میگان کلب"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی ۔

"ماسٹر راشد سے بات کراؤ میں اسماعیل بول رہا ہوں"۔ عمران نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ۔ ہولڈ آن کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ۔ راشد بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی ۔

"اسماعیل بول رہا ہوں ماسٹر راشد ۔ کیا ناراک منڈی کے تازہ ترین بھاؤ پہنچ گئے ہیں یا نہیں"....... عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔ ابھی چند منٹ پہلے پہنچے ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پھر مجھے کیسے معلوم ہو سکتے ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے معاوضہ تو دینا ہو گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"معاوضہ بے شک لے لو لیکن خیال رکھنا میرے تمام بزنس کا انحصار ان پر ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ میرا بزنس ہی تباہ ہو جائے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ پہلے بھی تو تمہیں یہ بھاؤ ملتے رہے ہیں ۔ تم ایسا کرو کہ میرے آدمی ابراہیم کو معاوضہ دے دینا۔ وہ تمہیں تازہ ترین بھاؤ کی لسٹ مہیا کر دے گا۔ میرا آدمی رمزے ٹریڈرز پر موجود ہو گا"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے

ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" صفدر رمزے چوک پر جاؤ۔ وہاں رمزے ٹریڈرز نامی دفتر موجود ہو گا۔ تم نے وہاں استقبالیہ پر موجود آدمی سے ابراہیم سے بات کرنے کے لئے کہنا ہے اور ابراہیم کو تم ایک ہزار ڈالر دو گے تو وہ تمہیں ٹیپ دے دے گا۔ وہ ٹیپ تم نے یہاں لے آنی ہے"۔ عمران نے کہا۔

" میں نے اپنے بارے میں کیا بتانا ہے"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" تم نے اپنا نام اسماعیل بتانا ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

" یہ ماسٹر راشد کون ہے اور تم نے اس کے ذمے کس قسم کی معلومات حاصل کرنا لگائی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

" فلسطینی تنظیموں نے مخبری کا ایک وسیع اور مضبوط نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے جسے انہوں نے رائزنگ سٹار کا نام دے رکھا ہے۔ یہ انتہائی خفیہ سیٹ اپ ہے۔ تمہارے چیف نے اس بارے میں فلسطین کے چند بڑوں سے بات چیت کر کے رائزنگ سٹار کے تل ابیب کے چیف سے بات کی اور پھر مجھے اس بارے میں بریف کر دیا۔ کیونکہ یہاں ہمیں کسی بھی وقت کسی بھی قسم کی معلومات حاصل کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ تل ابیب میں رائزنگ سٹار کا چیف

یہی ماسٹر راشد ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی اسرائیل حکام کے لئے بڑا دھچکا ثابت ہو گا اس لئے اسرائیل کے صدر نے لازماً اس سلسلے میں میٹنگ کال کرنی ہے اور ہمارے خلاف نئی منصوبہ بندی کرنی ہے اس لئے میں نے ماسٹر راشد سے کہا تھا کہ اگر ایسی میٹنگ ہو تو اس کی ٹیپ مجھے مہیا کی جائے۔ اس نے مجھے شام کو فون کرنے کا وقت دیا تھا اور باقی کام اور دوسرے امور اس وقت ہی طے ہو گئے تھے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ تم واقعی انتہائی گہرائی میں سوچتے ہو"...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ اصل مسئلہ تو لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے اس بارے میں آپ کو کوئی پلان بنانا چاہئے۔ صدر نے اگر کوئی میٹنگ کی بھی ہو گی تو وہ تو ہماری گرفتاری کے بارے میں احکام پر ہی مشتمل ہو گی۔ اس میں ظاہر ہے لیبارٹری کے بارے میں تفصیل تو سامنے نہیں آئے گی"...... صدیقی نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے صدیقی لیکن مجھے یقین ہے کہ لارڈ بوفمین نے کلیسر اور جیکارڈ کی ہلاکت اور ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد لیبارٹری کی حفاظت کا کوئی خصوصی انتظام کیا ہو گا۔ یا تو اس نے کسی یہودی تنظیم سے آدمی منگوائے ہوں گے یا پھر کسی سیکرٹ ایجنسی سے یہودی ایجنٹ بلوائے ہوں گے اور لامحالہ اس میٹنگ

میں صدر نے لارڈ بوفمین پر غصہ نکالنا ہے اور جواب میں لارڈ بوفمین اپنے نئے سیٹ اپ کے بارے میں بتا کر ان کا غصہ دور کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ اب وہاں کی کیا صورت حال ہے"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ ادھر ادھر کی باتوں میں مصروف تھے کہ صفدر واپس آگیا۔

"ٹیپ مل گئی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ٹیپ مل گئی ہے اور میں راستے سے ٹیپ ریکارڈر بھی لے آیا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوئی خاص بات۔ نگرانی یا چیکنگ"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے ہر طرح سے خیال رکھا ہے"...... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر صفدر نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ڈبے میں سے ٹیپ ریکارڈر نکالا اور جیب سے ٹیپ نکال کر اس میں لگائی اور پھر اس کا پلگ بجلی کے ساکٹ میں لگا کر اس نے اسے آن کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اسرائیل کے صدر کی غصے سے بھری آواز سنائی دی۔ وہ واقعی لارڈ بوفمین پر ناراض ہو رہا تھا اور ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کی بات کر رہا تھا اور عمران کے علاوہ باقی سب ساتھی حیرت سے اس کی بات سن رہے تھے۔ کیونکہ ان میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ ریڈ واٹر کے ہیڈ کوارٹر کی

تباہی کے لئے جانے والا اکیلا ایجنٹ کون تھا اور نہ انہیں اس مشن کے بارے میں کچھ معلوم تھا لیکن وہ سب خاموش بیٹھے ٹیپ سے نکلنے والی آوازیں سنتے رہے۔ جب ٹیپ کی ایک سائیڈ ختم ہو گئی تو صفدر نے اسے نکالا اور دوسری سائیڈ لگا کر بٹن آن کر دیا۔ چونکہ گفتگو کا باقاعدہ اختتام نہ ہوا تھا اس لئے سب ہی سمجھ گئے تھے کہ بقیہ گفتگو ٹیپ کی دوسری سائیڈ پر ریکارڈ کی گئی ہو گی اور پھر واقعی گفتگو دوبارہ سنائی دینے لگی۔ پھر ٹیپ کے اختتام سے پہلے اس میٹنگ کا اختتام ہو گیا اور صفدر نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

"ویری گڈ عمران صاحب۔ آپ واقعی دور اندیش ہیں۔ اگر آپ یہ سب کچھ نہ کرتے تو واقعی اس بلیک ہاک والے سیٹ اپ اور باقی ایجنسیوں کے سلسلے میں معلومات نہ مل سکتی تھیں"۔ صدیقی نے کہا۔

"اب ہم نے اس ٹارگٹ پر کام کرنا ہے اور جی پی فائیو سے بھی بچنا ہے۔ کرنل ڈیوڈ کی مجھے اتنی فکر نہیں ہے جتنی اس کے سیکنڈ انچیف راسٹر کی ہے۔ وہ خاصا ذہین آدمی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس نے اس سڑک پر سیٹ اپ کر رکھا ہو گا جہاں سے بقول تنویر اور خاور سڑک گوام پہاڑی کی طرف جاتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہ خاصا ذہین آدمی ہے"...... اس بار جولیا نے کہا۔

"اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم اس سڑک کی طرف سے وہاں جانے کی بجائے کسی اور راستے کا انتخاب کریں"...... صدیقی نے

کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ہم کوئی فوجی ہیلی کاپٹر اغوا کر لیں اور فوجی یونیفارم پہن لیں تو ہم آسانی سے اس سپاٹ پر پہنچ سکتے ہیں"۔ نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ ان کا ان لوگوں نے یقیناً خصوصی خیال رکھا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے"۔ عمران نے کہا۔

"کیا تم اس آدمی کارٹر کے بارے میں کچھ جانتے ہو جس کی اتنی تعریف لارڈ بوفمین کر رہا تھا"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"بس اتنا معلوم ہے کہ وہ یورپ کا خاصا معروف ایجنٹ ہے۔ اس سے زیادہ نہیں کیونکہ وہ کبھی پاکیشیا نہیں آیا اور نہ کبھی ہمارا اس سے ٹکراؤ ہوا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں سامنے کے رخ جانے کی بجائے عقبی طرف سے وہاں داخل ہونا چاہئے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ ان لوگوں نے ہر طرف کا خصوصی خیال رکھا ہو گا اور پھر تم نے بات چیت میں لارڈ بوفمین کی یہ بات بھی سنی ہو گی کہ اس پہاڑی کے چاروں طرف دور دور تک کھلا میدان ہے اس لئے ہمیں دور سے ہی چیک کر لیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا ہم یہاں بیٹھے باتیں ہی کرتے رہ جائیں گے"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی اسے لیڈر بنایا ہے۔ اب بھگتو اسے۔ سوائے باتیں کرنے کے اور آتا کیا ہے اسے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں واقعی آغاز کر دینا چاہئے ورنہ حالات کا شکنجہ ہمارے گرد تنگ ہوتا چلا جائے گا"...... صفدر نے کہا۔

"وہ تو تنگ ہو چکا ہے۔ تم سب میرے گرد شکنجے کی طرح موجود ہو کہ میں بھاگ بھی نہیں سکتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آخر کوئی نہ کوئی پلان تو بہرحال بنانا ہو گا اور سنو اگر تمہارا ذہن یہاں آکر ماؤف ہو گیا ہے تو پھر تم یہ سب باتیں ہم پر چھوڑ دو۔ ہم آپس میں مشورہ کر کے کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی لیں گے"۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ ماسٹر راشد اس لیبارٹری کے بارے میں معلومات مہیا نہیں کر سکتا"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"نہیں۔ میں نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے معذرت کر لی تھی"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر ایک صورت ہے کہ ہم اسلحہ لے کر وہاں پہنچ جائیں اور

پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا اور کوئی صورت واقعی نظر نہیں آتی"۔ صفدر نے کہا۔

"حیرت ہے صالحہ کی موجودگی میں یہ بات کر رہے ہو کہ کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ صورت بلکہ خوبصورت یہاں موجود ہے۔ ویسے تمہیں چاہے نظر نہ آ رہی ہو ہمیں تو نظر آ رہی ہے۔ بے شک جولیا سے پوچھ لو"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انتہائی اہم باتیں ہو رہی ہیں۔ ہم اس وقت ایک لحاظ سے بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے ہیں"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جولیا تم کمانڈ اپنے ہاتھ میں لے لو اور یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ عمران لیڈ کرے گا ورنہ چیف ناراض بھی ہو سکتا ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بھگتو"...... تنویر نے ایسے لہجے میں کہا کہ عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"میں ایک تجویز پیش کر سکتی ہوں"...... اچانک صالحہ نے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ اس میں اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے"...... جولیا نے کہا۔

"چونکہ میں آپ سب سے جونیئر ہوں اس لئے مجھے اجازت لینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بہرحال میرے ذہن کے مطابق ہمیں

اندھا دھند اقدام نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کسی نہ کسی مقام پر ہمیں بہرحال روک لیا جائے گا اور میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہے کہ جیوش چینل کا ہیڈ لارڈ بوفمین ہے اگر ہم لارڈ بوفمین کو کسی طرح اغوا کر لیں تو اس کے ذریعے اس کرنل کارٹر اور اس کے ساتھیوں کو آسانی سے کور کیا جا سکتا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے ہمیں لارڈ ہاؤس پر حملہ کرنا پڑے گا۔ بالکل ایسا ہی حملہ جیسے ہم نے جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر پر کیا تھا اور اس میں بہرحال کافی وقت لگ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"بہرحال کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہ بات درست ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لارڈ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کرائیں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"لارڈ بوفمین بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد بوفمین کی بھاری

آواز سنائی دی۔

" صدر صاحب سے بات کریں جناب "....... عمران نے کہا۔

" یس "....... دوسری طرف سے لارڈ بوفمین نے کہا۔

" ہیلو "....... عمران نے ایک بار پھر بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

" یس سر۔ میں لارڈ بوفمین بول رہا ہوں "....... لارڈ بوفمین کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" آپ کا کرنل کارٹر سے رابطہ ہے یا نہیں "....... عمران نے کہا۔

" یس سر "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا اس کا کوئی خصوصی فون نمبر ہے "....... عمران نے کہا۔

" یس سر "....... لارڈ نے جواب دیا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا۔

" میں چاہتا ہوں کہ اس سے خود بات کروں کیونکہ مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے بے حد فکر ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ جی پی فائیو انہیں ٹریس نہ کر سکے گی اور اگر انہوں نے لیبارٹری کو تباہ کر دیا تو اسرائیل کو انتہائی نقصان پہنچے گا "....... عمران نے کہا۔

" جناب آپ بے شک بات کر لیں لیکن ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس بار ان کی موت یقینی ہے "....... لارڈ بوفمین نے کہا۔

" بہرحال آپ بھی محتاط رہیں کیونکہ آپ کا رابطہ لیبارٹری سے ہے اور عمران کو بھی یقیناً یہ بات معلوم ہو گی اس لئے وہ اس معاملے میں آپ کو بھی استعمال کر سکتا ہے "....... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ میں سمجھتا ہوں۔ میں ہر طرح سے محتاط ہوں "۔ لارڈ

نے کہا۔

" آپ ایسا کریں کہ کرنل کارٹر سے کوئی کوڈ طے کر لیں کیونکہ عمران آپ کی آواز بنا کر بھی اسے چکر دے سکتا ہے۔ وہ انتہائی شاطر آدمی ہے "....... عمران نے کہا۔

" میں نے پہلے ہی ایسا کر رکھا ہے جناب "....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے۔ اگر کوئی اہم بات ہو تو آپ نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے "....... عمران نے کہا۔

" یس سر "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبا کر لائن کاٹ دی اور پھر ہاتھ اٹھایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو لارڈ بوفمین نے بتائے تھے۔

" کرنل کارٹر بول رہا ہوں "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سرد تھا۔

" ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ صدر صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں "....... عمران نے اس بار ملٹری سیکرٹری کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ لیکن ان کے پاس میرا یہ خصوصی نمبر کیسے پہنچ گیا "۔ دوسری طرف سے الجھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" لارڈ بوفمین سے یہ نمبر صدر صاحب نے معلوم کیا ہے "۔ عمران نے ملٹری سیکرٹری کے لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا۔ کر لیجئے بات"....... کرنل کارٹر نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" ہیلو"....... عمران نے اس بار صدر کی آواز اور لہجے میں کہا۔

" کرنل کارٹر بول رہا ہوں سر"....... کرنل کارٹر کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" مجھے لارڈ بوفمین نے آپ کے بارے میں تفصیل بتائی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ اسرائیل کے عظیم مفاد کے لئے یہاں آئے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

" یہ میرا فرض تھا جناب"....... دوسری طرف سے کرنل کارٹر نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ نے پہلے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کیا ہے"....... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" جبکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل میں کئی بار کام کر کے اسرائیل کو نقصان پہنچا چکی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس بار اس کا خاتمہ یقینی طور پر ہو جائے"....... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ ایسا ہی ہو گا سر"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" آپ نے اسپیشل سپاٹ کی ان اطراف میں جو اوپن ہیں کیا خصوصی احتیاطیں کی ہیں"....... عمران نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے جناب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس روٹین سے

ہٹ کر کام کرتی ہے اس لئے ہم نے چاروں طرف کا خیال رکھا ہوا ہے۔ پہاڑی کی چوٹی پر خصوصی چیکنگ ٹاور موجود ہے جس کی رینج خاصی وسیع ہے اور وہاں ایسا اسلحہ بھی موجود ہے جو خاصی وسیع رینج میں فائرنگ کر سکتا ہے اور ہم نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ ہم اس طرف آنے والی کسی بھی کار یا ایسی ہی کسی سواری کو دور سے ہی میزائل سے اڑا دیں گے کیونکہ اب یہاں صرف ہم ہی ہیں۔ ہم نے چیک پوسٹ بھی بند کر دی ہے"....... کرنل کارٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن لیبارٹری میں تو کام ہو رہا ہے یا اسے بھی بند کر دیا گیا ہے"....... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" دو ہفتے کے لئے انہیں ہر چیز مہیا کر دی گئی ہے اور لیبارٹری کو دو ہفتے کے لئے سیلڈ کر دیا گیا ہے جناب۔ نہ اندر سے کوئی باہر آسکے گا اور نہ ہی کوئی باہر سے اندر جا سکے گا۔ اگر کوئی ایمرجنسی ہوئی تو لیبارٹری انچارج ڈاکٹر ہارڈ مجھے فون پر بتا دیں گے ورنہ کام اسی انداز میں چلتا رہے گا اس طرح ہم ہر طرح سے بے فکر ہو کر صرف دشمنوں کے خلاف کام کر سکیں گے"....... کرنل کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ویری گڈ۔ آپ نے یہ سب کچھ کر کے مجھے واقعی مطمئن کر دیا ہے لیکن اگر کوئی اہم بات ہو تو آپ نے پریذیڈنٹ ہاؤس کو ضرور رپورٹ دینی ہے"....... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب وہاں صرف کرنل کارٹر اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ پھر تو وہاں ریڈ کیا جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ اب معاملہ کافی کلیئر ہو گیا ہے لیکن اصل مسئلہ وہاں تک پہنچنے کا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہم کاروں کی بجائے پیدل وہاں جا سکتے ہیں۔ ان کی پوری توجہ کاروں یا ایسی ہی دوسری سواریوں کی طرف ہو گی"...... صدیقی نے کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ چلو اٹھو۔ تنویر ٹھیک کہتا ہے کہ کچھ نہ کچھ کرنا صرف باتیں کرنے سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتا ہے"۔ عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

کرنل ڈیوڈ کی سرکاری کار خاصی تیز رفتاری سے تل ابیب کے سب سے معروف کلب جس کا نام راسٹی کلب تھا، کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ عقبی سیٹ پر کرنل ڈیوڈ اپنے مخصوص اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ باوردی ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر راسٹر موجود تھا۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ بیکر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتا ہے"...... اچانک کرنل ڈیوڈ نے راسٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا تھا جناب کہ وہ جانتا ہے۔ میں نے تو یہ کہا تھا کہ اسرائیل میں ایک ایسی فلسطینی تنظیم کام کر رہی ہے جو باقی فلسطینی تنظیموں کے لئے مخبری کا کام کرتی ہے اور اس کا نیٹ ورک اس قدر مضبوط ہے کہ پریذیڈنٹ ہاؤس سے لے کر عام

لوگوں تک اس کے مخبر پھیلے ہوئے ہیں اور یہ بات بہرحال طے ہے
کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی نہ کسی فلسطینی تنظیم کا تعاون
حاصل ہے ورنہ جس طرح ہم انہیں ٹریس کر رہے ہیں وہ اب تک
ٹریس ہو چکے ہوتے اور بیکر کے تعلقات اس مخبری کرنے والی تنظیم
سے خاصے گہرے ہیں اس لئے اگر بیکر چاہے تو پاکیشیا سیکرٹ
سروس کا سراغ جلدی اور آسانی سے لگا سکتا ہے"....... راسٹر نے
تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

" تمہارا کیا خیال ہے کہ بیکر ایسا نہیں کرے گا"....... کرنل
ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" وہ وزیراعظم صاحب کا حقیقی بھائی ہے اس لئے میں کیا کہہ سکتا
ہوں جناب"....... راسٹر نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

" وہ تو صرف وزیراعظم کا بھائی ہے جبکہ میں کرنل ڈیوڈ ہوں۔ کیا
سمجھے "....... کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور راسٹر
صرف مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کار راسٹی کلب کے کمپاؤنڈ میں مڑ کر مین گیٹ کی
طرف بڑھتی چلی گئی۔ چونکہ کار پر جی پی فائیو کے الفاظ جلی حروف میں
لکھے ہوئے تھے اور جی پی فائیو کا مخصوص جھنڈا بھی لہرا رہا تھا اس لئے
اسے دیکھتے ہی سب سمجھ جاتے تھے کہ یہ کار کرنل ڈیوڈ کی ہے۔ مین
گیٹ کے سامنے کار جیسے ہی رکی مین گیٹ کے پاس موجود دونوں
دربان بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے کار کی دونوں

سائیڈ کے دروازے کھول دیئے اور وہ دونوں باہر آ گئے۔

" میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے۔ سمجھے۔ بیکر میرے استقبال کے لئے
باہر کیوں نہیں آیا"....... کرنل ڈیوڈ نے دربان سے مخاطب ہوتے
ہوئے کہا۔

" مالک اپنے آفس میں موجود ہیں جناب"....... دربان نے سہمے
ہوئے لہجے میں کہا۔

" جاؤ جا کر اسے کہو کہ وہ یہاں آ کر ہمارا استقبال کرے"۔ کرنل
ڈیوڈ نے اور زیادہ اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سر اس طرح وقت ضائع ہو گا جبکہ ہم نے جلد از جلد پاکیشیا
سیکرٹ سروس کا سراغ لگانا ہے"....... راسٹر نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ آؤ۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم یہ بات
پہلے کر دیتے۔ خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کیا ہے تم نے نانسنس"۔
کرنل ڈیوڈ نے اپنی عادت کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا لیکن
راسٹر چونکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا اس لئے وہ مسکرا دیا۔
اسے معلوم تھا کہ بیکر کبھی بھی استقبال کے لئے باہر نہیں آئے گا
اور کرنل ڈیوڈ کا غصہ اس حد تک بڑھ جائے گا کہ وہ پورے کلب کو
ہی میزائلوں سے اڑانے کا حکم دے دے گا۔ اس طرح معاملات
سلجھنے کی بجائے الجھ جائیں گے۔ اسی لئے اس نے بات کی تھی اور وہ
اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا۔ بیکر اگر وزیراعظم کا بھائی نہ ہوتا تو
راسٹر خود ہی اس سے نمٹ لیتا۔ وہ بیکر سے ملا تھا لیکن بیکر نے اسے

گھاس تک نہ ڈالی تھی اس لئے اس نے کرنل ڈیوڈ کے کان میں یہ بات ڈال دی اور کرنل ڈیوڈ فوراً اس بیکر کے پاس چلنے کے لئے تیار ہو گیا تھا اور راسٹر یہ بھی جانتا تھا کہ اگر بیکر وزیر اعظم کا بھائی نہ ہوتا تو کرنل ڈیوڈ خود چل کر اس کے پاس جانے کی بجائے اسے ہیڈ کوارٹر بلوا لیتا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں بیکر کے انتہائی وسیع و عریض اور انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں موجود تھے۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے کرنل ڈیوڈ"....... ادھیڑ عمر بیکر نے رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم ڈیوٹی پر ہیں مسٹر بیکر اس لئے یہ پینے پلانے والی بات رہنے دو۔ تمہیں معلوم ہو گا کہ اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم اسرائیل کی ایک انتہائی اہم دفاعی لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے تل ابیب میں موجود ہے اور صدر اور وزیر اعظم صاحب نے یہ ڈیوٹی جی پی فائیو کے ذمے لگائی ہے کہ انہیں فوری طور پر ٹریس کر کے ہلاک کر دیا جائے۔ لیکن ہم باوجود کوشش کے انہیں ٹریس نہیں کر سکے۔ ہم اسی سلسلے میں یہاں آئے ہیں"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"....... بیکر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" مجھے بتایا گیا ہے کہ تمہارے تعلقات فلسطین کی کسی ایسی تنظیم سے ہیں جو فلسطینی تنظیموں کے لئے مخبری کا کام کرتی ہے۔ کیا نام بتایا تھا تم نے راسٹر اس تنظیم کا"....... کرنل ڈیوڈ نے بات

کرتے کرتے ساتھ بیٹھے ہوئے راسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" رائزنگ سٹار"....... راسٹر نے جواب دیا۔

" ہاں رائزنگ سٹار۔ یہ تنظیم مخبری کا کام کرتی ہے۔ لامحالہ اسے معلوم ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کہاں ہے یا یہ معلوم کر سکتی ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" لیکن میرا تو کسی رائزنگ سٹار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا تو ان فلسطینی تنظیموں سے تعلق ہے جو اسرائیل کی حمایتی ہیں"۔ بیکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے خصوصی فون سے رائزنگ سٹار کو باقاعدہ کال کی گئی ہے۔ اس کال کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے"....... راسٹر نے کہا۔

" میرے خصوصی فون سے۔ اوہ نہیں۔ آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار آپ سے سن رہا ہوں"۔ بیکر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" اس کال میں بات کس نے کی تھی راسٹر"....... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" مسٹر بیکر نے"....... راسٹر نے جواب دیا۔

" کہاں ہے وہ کال۔ مجھے سنواؤ"....... بیکر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو راسٹر نے جیب سے ایک مائیکرو ٹیپ نکال لیا۔

" مائیکرو ٹیپ ریکارڈر منگوائیں"....... راسٹر نے کہا تو بیکر اٹھا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود ایک الماری کھول کر اس میں سے

ایک مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکال کر راسٹر کے سامنے رکھ دیا اور خود واپس اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ راسٹر نے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر میں ٹیپ لگائی اور پھر بٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلو ہیلو کی آوازیں سنائی دیں۔

"یس کون بول رہا ہے"...... دوسرے لمحے ریکارڈر سے آواز سنائی دی اور بیکر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ کیا مطلب۔ یہ تو واقعی میری آواز ہے۔ وہی آواز۔ وہی لہجہ۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ میں نے تو کوئی کال نہیں کی اور نہ میرے فون سے یہ کال کی گئی ہے"...... بیکر نے کہا۔

"دیکھو بیکر میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے۔ سمجھے۔ تم وزیراعظم کے بھائی ہو یا کچھ بھی ہو جہاں اسرائیل کے مفادات سامنے آجائیں وہاں میں اپنی گردن پر بھی خنجر چلا سکتا ہوں۔ تم سب کچھ سچ سچ بتا دو"۔ کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ مسٹر بیکر نے واقعی یہ کال نہیں کی"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ اور بیکر دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا اچانک تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ کیا میں بیکر کی آواز نہیں پہچانتا۔ یہ اسی کی آواز ہے اور یہی بات کر رہا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ یہ مسٹر بیکر کی آواز اور لہجے کی کامیاب نقل کی جا رہی ہے اور ان کے فون پیس کا لنک کسی اور فون سے بھی ہے جہاں وہ آدمی موجود ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"لیکن تم اپنی بات کیسے ثابت کرو گے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ابھی لیجئے"...... راسٹر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر اس کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے۔ مجھے تو آج تک معمولی سا شک بھی نہیں پڑا"...... بیکر نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈیوڈ خاموش بیٹھا رہا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کسی بات پر بھی یقین نہ آرہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور راسٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک آدمی تھا جس کے کاندھے پر کوئی دوسرا آدمی لدا ہوا تھا جو بے ہوش تھا۔

"کون ہے یہ"...... بیکر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ اسمتھ ہے باس"...... بے ہوش آدمی کو لے آنے والے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کو اس نے ایک خالی کرسی پر ڈال دیا۔

"کیسے چیک کیا ہے تم نے اسے"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

" باس۔ اس فون سے ایک تار دیوار کے ساتھ ساتھ دوسری طرف جا رہی ہے۔ میں اس تار کی وجہ سے دوسری طرف گیا تو وہاں ایک کمرہ ہے۔ اس کمرے کے پاس ایک مسلح محافظ موجود تھا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ یہ کمرہ سیکنڈ باس اسمتھ کا ہے اور وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ میں نے اسے اپنا مخصوص کارڈ دکھایا اور پھر اس کے ساتھ ہی اندر داخل ہوا۔ میں نے تار تلاش کی۔ اس دوران اسمتھ اندر آگیا اور پھر میں نے اس کے سنبھلنے سے پہلے اسے بے ہوش کر دیا اور اسے اٹھوا کر یہاں لے آیا"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اسمتھ ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے تو اس پر بے پناہ اعتماد تھا"۔ بیکر نے کہا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ اور اس سے معلوم کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر نے آگے بڑھ کر پہلے اسمتھ کے لباس کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل نکل آیا جو راسٹر نے ایک طرف رکھ دیا۔ پھر اس نے اسمتھ کا کوٹ اس کی پشت پر نیچے کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ تیسرے چوتھے تھپڑ پر اسمتھ کراہتا ہوا ہوش میں آگیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اپنے کاندھے اچکا کر کوٹ اوپر کرنے کی کوشش کی لیکن جب دو تین جھٹکے دینے کے باوجود وہ کوٹ اوپر نہ کر سکا تو اس کے چہرے

یکلخت انتہائی حیرت اور الجھن کے تاثرات ابھر آئے اور پھر اس نے اس طرح ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا جیسے اسے اب احساس ہوا ہو کہ وہ کہاں اور کن لوگوں میں موجود ہے۔

" بب۔ بب۔ باس۔ یہ سب کیا ہے"...... اسمتھ نے بیکر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" تم میری آواز اور لہجے میں میرے خصوصی فون کی ایکسٹینشن پر فلسطینی تنظیم رائزنگ سٹار سے باتیں کرتے رہتے ہو"...... بیکر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں باس۔ میں تو کچھ نہیں سمجھا"...... اسمتھ نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" سنو اسمتھ۔ یہ کرنل ڈیوڈ ہیں جی پی فائیو کے چیف اور میں ان کا نائب ہوں۔ ہمارے پاس تمہارے بارے میں مکمل ثبوت موجود ہیں اس لئے انکار کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور ہمارے نزدیک اگر ایسا ہے تو یہ بات اسرائیل کے مفاد میں ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تم اسرائیل سے وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے ہماری مدد کرو"۔ راسٹر نے کہا۔

" مم۔ مم۔ میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا"...... اسمتھ نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اسرائیل کے خلاف کام کرنے اور اس کی انتہائی اہم دفاعی لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم

تل ابیب میں موجود ہے۔ جی پی فائیو اسے ٹریس کر رہی ہے۔ ہمارے پاس ثبوت موجود ہیں کہ تمہارا رابطہ اس تنظیم رائزنگ سٹار سے ہے جو فلسطینی تنظیموں کے لئے مخبری کرتی ہے اور لامحالہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہاں کی کسی فلسطینی تنظیم کا تعاون حاصل ہو گا۔ رائزنگ سٹار اس تنظیم کا سراغ لگا سکتی ہے بلکہ اگر وہ چاہے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی فوری طور پر ٹریس کر سکتی ہے۔ تم نے اس کام میں ہماری مدد کرنی ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمہارے لئے بہت بڑا اعزاز ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ تمہیں اسرائیل کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے اور اگر تم نے انکار کیا تو پھر یہ اسرائیل سے غداری کے مترادف ہو گا اور غداری کی سزا تم خود جانتے ہو کہ کیا ہوتی ہے"۔ راسٹر نے کہا۔

"اسمتھ۔ اگر تم واقعی یہ کام کر دو تو میں بھی تمہاری اس حرکت کو معاف کر دوں گا"...... اس بار بیکر نے کہا۔

"میں اسرائیل کے لئے جان دینے سے بھی گریز نہیں کروں گا باس۔ لیکن میرا کوٹ اوپر کر دیں۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں"۔ اسمتھ نے کہا تو راسٹر نے آگے بڑھ کر اس کا کوٹ اوپر کر دیا۔ اسمتھ نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے راسٹر نے آخر میں خود ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اسمتھ بول رہا ہوں رابرٹ۔ ابو مسلم اس وقت کس نمبر پر ہو گا۔ میں نے اسے ایک اہم اطلاع دینی ہے"...... اسمتھ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ اسمتھ نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اسمتھ بول رہا ہوں راسٹی کلب سے"...... اسمتھ نے کہا۔

"ابو مسلم بول رہا ہوں۔ کیسے یہاں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میں تمہیں اطلاع دینا چاہتا تھا اس لئے تمہارا فون نمبر رابرٹ سے معلوم کیا ہے"...... اسمتھ نے کہا۔

"کیسی اطلاع"...... ابو مسلم نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاع ہے"...... اسمتھ نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں۔ کیا مطلب۔ کون سی سروس۔ کیا کہہ رہے ہو"...... ابو مسلم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں تل ابیب میں کام کر رہی ہے اور اس کا رابطہ یہاں تمہاری تنظیم سے ہے"...... اسمتھ نے کہا۔

"نہیں۔ میں تو یہ بات سن ہی تمہارے منہ سے رہا ہوں"۔ ابو

مسلم نے جواب دیا۔
"اوہ۔ پھر تو بات کرنا ہی فضول ہے"...... اسمتھ نے جواب
دیا۔
"لیکن اطلاع کیا ہے۔ میں چیف تک پہنچا دیتا ہوں۔ شاید چیف
کا رابطہ ہو"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
"اطلاع یہ ہے کہ جو فلسطینی تنظیم یہاں انہیں سپورٹ کر رہی
ہے اس کا ایک آدمی جی پی فائیو کا مخبر ہے اور وہ ان کے بارے میں
تمام معلومات مہیا کر رہا ہے"...... اسمتھ نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں بات"...... دوسری طرف سے کہا
گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔
"آپ کو غلط اطلاع ملی ہے جناب۔ ابو مسلم رائزنگ سٹار کا
انتہائی اہم آدمی ہے۔ اگر اس کے پاس ان کے بارے میں کوئی
اطلاع ہوتی تو اسے لازماً علم ہوتا"...... اسمتھ نے رسیور رکھ کر
کرنل ڈیوڈ اور راسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اس ابو مسلم کے کیا کوائف ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے
میں کہا۔
"یہ کپڑے کا تاجر ہے۔ بس اتنا مجھے معلوم ہے اس سے زیادہ
نہیں"...... اسمتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن اب تم نے تو اپنی آواز اور لہجے میں بات کی ہے لیکن پہلے
تم میری آواز اور لہجے کی نقل کرتے رہے ہو۔ اس کا کیا مطلب

ہوا"...... بیکر نے کہا۔
"باس۔ آپ کے لہجے اور آواز کی اس لئے نقل کی جاتی ہے کہ
جب میں یہاں سے کال کروں تو کسی کو شک نہ پڑ سکے"۔ اسمتھ نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
"مجھے اس ابو مسلم کا پتہ چاہئے۔ ابھی اور اسی وقت"...... کرنل
ڈیوڈ نے کہا۔
"باس۔ میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں"...... راسٹر نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔
"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔
"جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر سے بول رہا ہوں۔ ایک نمبر نوٹ کرو اور
چیک کر کے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں اور کس کے نام پر نصب ہے"۔
راسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا
اور راسٹر نے وہی نمبر بتا دیا جس پر ابو مسلم سے بات ہوئی تھی۔
"میں چیک کر کے بتاتی ہوئی ہوں سر"...... دوسری طرف سے
کہا گیا۔
"اچھی طرح تسلی سے چیک کرنا۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے"۔
راسٹر نے کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحے لائن پر

خاموشی طاری رہی۔

" ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں "....... انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" یس "....... راسٹر نے کہا۔

" یہ نمبر ڈیفنس سیکرٹری سر آرنلڈ کی ذاتی رہائش گاہ پر نصب ہے جناب۔ سکسٹی ون گراؤنڈ ایریا پران کے نام پر ہی ہے "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو راسٹر کے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" کیا تم نے اچھی طرح چیک کیا ہے "....... راسٹر نے کہا۔

" یس سر "....... دوسری طرف سے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا گیا۔

" اوکے "....... راسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

" یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں۔ یہ آپریٹر غلط بیانی کر رہی ہے "۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے جناب کہ ان کا نمبر کسی طرح غلط استعمال کیا جا رہا ہو۔ ہمیں وہاں چھاپہ مارنا چاہیئے "....... راسٹر نے کہا۔

" نہیں۔ ڈیفنس سیکرٹری کی ذاتی رہائش گاہ پر چیف سیکرٹری، صدر یا پرائم منسٹر کی خصوصی اجازت کے بغیر چھاپہ نہیں مارا جا سکتا "....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" دوبارہ یہ نمبر تو چیک کیا جا سکتا ہے "....... بیکر نے کہا۔

" ہاں۔ راسٹر چیک کرو "....... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور وہی نمبر دوبارہ پریس کرنے شروع کر دیئے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے ہی پریسڈ تھا اس لئے اسے دوبارہ پریس کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

" یس "....... رابطہ قائم ہوتے ہی وہی آواز سنائی دی جس نے پہلے جواب دیا تھا۔

" جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر سے راسٹر بول رہا ہوں "....... راسٹر نے کہا۔

" یس سر۔ فرمایئے "....... اس بار دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا لیکن لہجہ اور آواز ابو مسلم کی ہی تھی۔

" آپ کون صاحب بول رہے ہیں "....... راسٹر نے کہا۔

" میں ولسن بول رہا ہوں جناب۔ سر آرنلڈ کا پرسنل سیکرٹری "۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

" کیا یہاں سٹاف میں کوئی فلسطینی بھی ہے "....... راسٹر نے کہا۔

" فلسطینی۔ نہیں جناب۔ فلسطینی کیسے ڈیفنس سیکرٹری صاحب کے سٹاف میں شامل ہو سکتا ہے "....... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوکے بس یہی معلوم کرنا تھا "....... راسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" یہ سب کیا گورکھ دھندہ ہے "....... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی الجھے

ہوئے لہجے میں کہا۔

" یہ سب گیم ہے باس۔ یہی ولسن ابو مسلم کے نام سے خصوصی کالیں رسیور کرتا ہے۔ بظاہر یہ پرسنل سیکرٹری ہے لیکن دراصل یہ رائزنگ سٹار کا آدمی بھی ہے"....... راسڑ نے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو اسے چیک کرنا پڑے گا"....... کرنل ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور راسڑ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" آپ تشریف رکھیں میں ابھی معلوم کراتا ہوں"....... اچانک اسمتھ نے کہا تو کرنل ڈیوڈ اور راسڑ دونوں چونک پڑے۔

" کیسے معلوم کرو گے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" آپ تشریف تو رکھیں"....... اسمتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ریمزے ٹریڈرز"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" ابراہیم سے بات کراؤ میں بیکر بول رہا ہوں"....... اسمتھ نے بیکر کی آواز اور لہجے میں کہا تو بیکر نے چونک کر اسمتھ کی طرف دیکھا اور پھر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کرنل ڈیوڈ اور راسڑ کے بھی ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

" یس سر ہولڈ آن کریں"....... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو۔ ابراہیم بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ

آواز سنائی دی۔

" بیکر بول رہا ہوں ابراہیم۔ پریذیڈنٹ ہاؤس والی ٹیپ کہاں پہنچی ہے"....... اسمتھ نے کہا۔

" کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"....... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" چیف کو اطلاع ملی ہے کہ ٹیپ غلط جگہ پر پہنچ گئی ہے"۔ اسمتھ نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ٹیپ لے جانے والا گرینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں گیا تھا اور کوڈ بھی درست طور پر دوہرائے گئے تھے"۔ ابراہیم نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

" تم نے تو درست کام کیا ہے ابراہیم لیکن وہ آدمی جو ٹیپ لے گیا ہے وہ غلط تھا۔ بہرحال وہ ٹیپ واپس حاصل کر لی گئی ہے۔ مسئلہ صرف اس آدمی کو چیک کرنے کا تھا اس لئے میں نے تم سے پوچھا ہے۔ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے"....... اسمتھ نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے شکریہ"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی اسمتھ نے رسیور رکھ دیا۔

" آپ کے مطلوبہ لوگ گرینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں موجود ہیں جناب"....... اسمتھ نے کہا۔

" تم کسی ٹیپ کی بات کر رہے تھے"....... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" پریذیڈنٹ ہاؤس سے ایک ٹیپ مجھ تک پہنچائی گئی تھی جس میں کسی خفیہ میٹنگ کی کارروائی ریکارڈ تھی اور یہ ٹیپ میں نے ابراہیم تک پہنچائی تھی جو میں نے پہنچا دی۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ یہ ٹیپ کسی غیر ملکی نے حاصل کرنی ہے اور آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ ٹیپ انہیں پہنچائی گئی ہو گی اور ابراہیم کی عادت ہے کہ وہ کام کی نگرانی کراتا ہے اس لئے مجھے یقین تھا کہ جو شخص یہ ٹیپ لینے ابراہیم کے پاس گیا ہو گا اس کی مکمل نگرانی کرائی گئی ہو گی اور اب آپ کے سامنے ابراہیم نے بتایا ہے کہ ٹیپ گرینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس میں لے جائی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کے مطلوبہ افراد وہاں موجود ہیں"...... اسمتھ نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ ٹیپ یقیناً پریذیڈنٹ صاحب سے ہماری خفیہ میٹنگ کی ٹیپ ہو گی۔ یہ تو صریحاً ملک سے غداری ہے۔ ویری بیڈ۔ اس غداری میں تم بھی شامل ہو۔ ویری بیڈ"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا کرنل ڈیوڈ نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے گولیوں کے دھماکوں کے ساتھ ہی اسمتھ کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت نیچے گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔ بیکر اور راسٹر دونوں بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

" یہ غدار ہے۔ اس نے غداری کی ہے اور تمہارا بھی یہی حشر ہوتا

بیکر لیکن مجھے یقین آگیا ہے کہ تم اس گھناؤنے کام میں ملوث نہیں ہو اس لئے تمہیں چھوڑا جا رہا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" باس۔ اگر اس اسمتھ کو گرفتار کر لیا جاتا تو اس سے پورے نیٹ ورک کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی تھیں"...... کار میں بیٹھ کر راسٹر نے ڈرتے ڈرتے لہجے میں کہا۔

" میں کسی غدار کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ جو ٹیپ اس نے عمران تک پہنچائی ہے وہ ہمارے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جناب ہیڈ کوارٹر واپس جانا ہے یا"...... ڈرائیور نے کہا۔

" ہاں۔ ہیڈ کوارٹر چلو۔ وہاں سے میں دوسرے لوگ ساتھ لے کر گرینڈ کالونی جاؤں گا"...... راسٹر نے کہا۔

" نہیں۔ گرینڈ کالونی چلو۔ میں ان لوگوں کو دوسرا سانس بھی نہیں لینے دوں گا۔ چلو"...... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا تو راسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور خاموش ہو گیا۔ کار تیزی سے گرینڈ کالونی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد کار گرینڈ کالونی میں داخل ہوئی تو ڈرائیور نے کار آہستہ کر دی۔

" کوٹھی نمبر اٹھائیس چیک کرو اور پھر اس سے کچھ فاصلے پر کار روک دو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا

اور پھر اس نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔
"جناب وہ سامنے کوٹھی نمبر اٹھائیس ہے"....... ڈرائیور نے کہا۔
"جاؤ راسٹر اور اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دو اور پھر اندر کود کر پھاٹک کھولو تاکہ میں خود اندر جا کر اپنے ہاتھوں سے ان لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچا دوں"....... کرنل ڈیوڈ نے راسٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور راسٹر سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اترا۔ اس نے سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود باکس میں سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا مخصوص پسٹل اٹھایا اور پھر باکس بند کر کے سیٹ سیدھی کی اور کار کا دروازہ بند کر کے وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ کرنل ڈیوڈ کار کے اندر ہی بیٹھا رہا تھا البتہ اس کی نظریں راسٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ راسٹر کوٹھی کی سائیڈ گلی میں پہنچ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
"کاش یہ لوگ یہاں مل جائیں پھر میں ان کے جسموں کو چھلنی کر دوں گا"....... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"کن لوگوں کو جناب"....... ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"خاموش رہو نانسنس"....... کرنل ڈیوڈ اس پر پلٹ پڑا تو ڈرائیور بے چارہ سہم کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد راسٹر واپس آتا دکھائی دیا لیکن اس کا چہرہ دیکھ کر کرنل ڈیوڈ سمجھ گیا کہ وہ کوئی اچھی خبر

نہیں لایا ہے۔
"کیا ہوا۔ کیا وہ لوگ اندر موجود ہیں"....... کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے کار سے نیچے اترتے ہوئے بے چین لہجے میں کہا۔
"باس۔ کوٹھی تو خالی ہے لیکن اس کے اندر موجود سامان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لوگ یہاں رہ رہے ہیں اس لئے لازماً وہ واپس آئیں گے"....... راسٹر نے قریب آ کر کہا۔
"اوہ۔ پھر نگرانی کراؤ یہاں کی۔ اس بار انہیں بچ کر نہیں جانا چاہئے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
"ایسے ہی ہو گا۔ میں ٹرانسمیٹر کال کر کے ہیڈ کوارٹر سے آدمی منگوا لیتا ہوں"....... راسٹر نے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے ڈیش بورڈ کھول کر اندر موجود ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی جبکہ کرنل ڈیوڈ بھی دوبارہ عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
"ہیلو ہیلو۔ راسٹر کالنگ۔ اوور"....... راسٹر نے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے بار بار کال دینا شروع کر دی۔
"یس باس جیکب بول رہا ہوں۔ اوور"....... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔
"جیکب تم اپنے ساتھ چار مسلح افراد لے کر گرینڈ کالونی پہنچ جاؤ۔ یہاں کوٹھی نمبر اٹھائیس کی نگرانی کرنی ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ یہاں رہ رہی ہے۔ اس

وقت وہ لوگ موجود نہیں ہیں لیکن بہرحال انہوں نے یہیں واپس
آنا ہے۔ ٹرپل ایکس سیٹلائٹ ریز ساتھ لے آنا تاکہ دور سے ان کی
واضح طور پر نگرانی ہو سکے۔ اوور"...... راسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلدی پہنچو۔ چیف باس اور میں یہاں موود ہیں۔ ہم تمہاری
ڈیوٹی لگا کر جائیں گے۔ اوور"...... راسٹر نے کہا۔

"یس باس۔ ہم ابھی پہنچ رہے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف
سے کہا گیا تو راسٹر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ معلوم کرو کہ یہ کوٹھی انہیں کس نے دی ہے"...... کرنل
ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس۔ انہیں کور کر لیں پھر اس کا بھی پتہ چلا لیں گے"......
راسٹر نے جواب دیا۔

"تم اس دوران اس کوٹھی کی تلاشی تو لے سکتے ہو۔ ہو سکتا ہے
کہ کوئی خاص چیز ہاتھ لگ جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میں نے چیکنگ کر لی ہے باس۔ ایسی کوئی چیز موجود نہیں
ہے"...... راسٹر نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچ لئے۔
اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف
فوری طور پر کوئی نہ کوئی کارروائی کر گزرے لیکن ان کی وہاں عدم
موجودگی کی وجہ سے وہ اس وقت بے بس سا ہو کر رہ گیا تھا۔

کرنل کارٹر ایئر فورس آپریشنل سپاٹ میں بنے ہوئے اپنے
خصوصی آفس میں موجود تھا۔ یہ آفس پہلے ایئر فورس کے کمانڈر کا تھا
لیکن اب اسے کرنل کارٹر نے اپنے آفس کے طور پر استعمال کرنا
شروع کر دیا تھا کیونکہ آپریشنل سپاٹ کو ایئر فورس کے تمام لوگوں
سے خالی کرا لیا گیا تھا اور اب یہاں کرنل کارٹر کے چند ساتھیوں اور
فوج کے کمانڈو دستے کا ہولڈ تھا۔ یہ دستہ بھی کرنل کارٹر کے تحت ہی
کام کرتا تھا۔ کرنل کارٹر لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا تھا۔ اس کا
چہرہ لمبوترا تھا اور اس کا سر بالوں سے قطعی بے نیاز تھا۔ اس کی
آنکھوں میں سانپ کی آنکھوں کی طرح تیز چمک تھی۔ اس کی آنکھوں
پر چوکور فریم کی ایک عینک موجود تھی۔ بظاہر دیکھنے میں وہ کوئی
سیاستدان نظر آ رہا تھا اس وقت اس کے چہرے پر قدرے الجھن کے

تاثرات نمایاں تھے۔

" صدر صاحب کو مجھے براہ راست فون کرنے کی کیا ضرورت
تھی۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی"....... کرنل کارٹر نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور
تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" لارڈ ہاؤس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
دی۔

" بلیک ہاک بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کراؤ"۔ کرنل
کارٹر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ آن کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہیلو"....... چند لمحوں بعد لارڈ بوفمین کی بھاری اور مخصوص آواز
سنائی دی۔

" بلیک ہاک بول رہا ہوں سر"....... کرنل ڈیوڈ نے قدرے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"....... لارڈ بوفمین نے
قدرے پریشان لہجے میں کہا۔

" ابھی مجھے صدر صاحب کی براہ راست کال آئی ہے۔ ان کا کہنا
ہے کہ میں ہوشیار رہوں اور اگر کوئی پیش رفت ہو تو انہیں براہ
راست آگاہ کرتا رہوں"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" تو پھر اس میں الجھن کی کیا بات ہے"....... لارڈ بوفمین نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ صدر صاحب کو
براہ راست مجھے کال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ آپ سے بھی تو
رپورٹ لے سکتے تھے"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" تمہیں یہاں کی پوزیشن معلوم نہیں کارٹر۔ صدر صاحب
اسرائیل کے ایسے معاملات میں بے حد دلچسپی لیتے ہیں اور خاص طور پر
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معاملے میں تو وہ بے حد ٹچی ہیں۔ وہ چاہتے
ہیں کہ جلد از جلد ان لوگوں کا خاتمہ ہو جائے۔ تمہیں معلوم ہے کہ
ان لوگوں نے کس طرح جیوش چینل کے ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر کو
تباہ کر دیا ہے اور اتنا بڑا اقدام کر گزرنے کے باوجود ان کے بارے
میں ابھی تک کسی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ اس لئے
صدر صاحب کی بے چینی فطری ہے"....... لارڈ بوفمین نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ ٹھیک ہے۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے لیکن آپ نے
بتایا تھا کہ انہیں ٹریس کرنے کی ڈیوٹی جی پی فائیو کے سپرد ہے۔ وہ
کیا کر رہی ہے۔ اب تک ان کا سراغ لگا لیا جانا چاہئے۔ آخر یہ جن
بھوت تو نہیں ہیں کہ غائب ہو جاتے ہیں"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" جو کام جی پی فائیو کا ہے اس کی ذمہ داری بھی ان کی ہے۔ تم
اپنی ذمہ داریوں پر توجہ دو۔ کسی بھی لمحے یہ لوگ یہاں حملہ کر سکتے
ہیں"....... لارڈ بوفمین نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں کی تو آپ فکر مت کریں۔ یہاں تو ان کی موت منتظر ہے"....... کرنل کارٹر نے انتہائی پریقین لہجے میں کہا۔

"جب تک میرا ٹکراؤ ان سے نہیں ہوا تھا میرا بھی یہی خیال تھا لیکن جب سے انہوں نے کلیسر کو ہلاک کیا ہے اور جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا ہے تب سے میرے خیالات بھی تبدیل ہو گئے ہیں اور اب میری بھی وہی حالت ہے جو صدر صاحب کی ہے"۔ لارڈ بوفمین نے کہا۔

"آپ قطعاً بے فکر رہیں۔ میں نے یہاں ایسے انتظامات کر رکھے ہیں کہ وہ یہاں آنے کے بعد کسی صورت بھی بچ کر واپس نہیں جا سکتے"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"بس ایک بات کا خیال رکھنا کہ کسی انکوائری اور چیکنگ کے چکر میں مت پڑنا۔ جو آدمی مشکوک لگے اسے پہلے گولی سے اڑا دینا پھر بعد میں چیکنگ ہوتی رہے گی۔ اگر ان لوگوں کی وجہ سے سو پچاس بے گناہ بھی مارے جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن انہیں کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے"....... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا باس"....... کرنل کارٹر نے جواب دیا۔ اس کے جواب دینے کا انداز اب ایسا ہو گیا تھا کہ جیسے وہ اب لارڈ بوفمین کو فون کر کے پچھتا رہا ہو کیونکہ لارڈ بوفمین ایسی باتیں کر رہا تھا جیسے وہ نادان بچہ ہو۔ لیکن وہ مجبور تھا اور لارڈ کو کوئی سخت جواب نہ دے سکتا تھا اس لئے وہ اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھنے کی کوشش کر رہا تھا

حالانکہ اگر لارڈ بوفمین کی جگہ کسی اور نے ایسی بات کی ہوتی تو وہ اب تک اسے ایک نہیں دس گولیاں مار چکا ہوتا کیونکہ اس کی فطرت ہی ایسی تھی۔ وہ اپنے بارے میں کوئی توہین آمیز بات سننے کا روادار ہی نہ تھا۔

"تم نے ایئر ڈیفنس کا بندوبست بھی کر لیا ہے یا نہیں"۔ اچانک لارڈ بوفمین نے کہا تو کرنل کارٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"ایئر ڈیفنس۔ کیا مطلب باس"....... کرنل کارٹر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس والے کسی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ گئے تو پھر"....... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"لیکن وہ ہیلی کاپٹر کہاں سے حاصل کریں گے باس"....... کرنل کارٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ وہ کسی بھی ملٹری ایئر پورٹ سے ہیلی کاپٹر اڑا سکتے ہیں۔ وہ ایسے کاموں میں بے حد تیز ہیں۔ تمہیں ہر طرف کا خیال رکھنا چاہئے"....... لارڈ بوفمین نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا۔ میں ابھی چیک پوسٹ والوں کو احکامات دے دیتا ہوں کہ جو ہیلی کاپٹر بھی رینج میں آئے اسے وہ فضا میں ہی میزائل فائر کر کے اڑا دیں لیکن اس کے لئے آپ کو تمام ملٹری اور سول ایئر پورٹس کو ہدایات دینا ہوں گی تاکہ وہ ادھر کا رخ ہی نہ کر سکیں"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں ابھی یہ احکامات دے دیتا ہوں "....... لارڈ بوفمین نے کہا۔

" یس سر "....... کرنل کارٹر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سن کر اس نے بھی رسیور رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نیکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

" ایئر چیکنگ پوسٹ "....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" بلیک ہاک بول رہا ہوں سارکر "....... کرنل کارٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس باس "....... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

" سارکر ہماری رینج میں جو بھی ہیلی کاپٹر آئے اسے بغیر کسی وارننگ کے فضا میں ہی میزائل سے اڑا دینا "....... کرنل کارٹر نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" جو بھی سے کیا مطلب ہے آپ کا باس "....... سارکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مطلب ہے سول ہیلی کاپٹر ہو یا فوجی۔ کسی کو بچ کر نہیں جانا چاہیئے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی یہاں واردات کر سکتے ہیں "....... کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

" لیکن باس یہاں سے تو فوجی ہیلی کاپٹر گزرتے رہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی بڑا مسئلہ کھڑا ہو جائے "....... سارکر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میں نے چیف باس لارڈ کو کہہ دیا ہے کہ وہ اس کا بندوبست کر دیں تاکہ کوئی سول یا فوجی ہیلی کاپٹر یہاں سے نہ گزرے "۔ کرنل کارٹر نے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ اب ایسا ہی ہو گا "....... سارکر نے کہا۔

" ہر لحاظ سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ معمولی سی کوتاہی بھی بہت بڑا نقصان پہنچا سکتی ہے "....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" ہم ہر لحاظ سے چوکنا اور محتاط ہیں باس "....... سارکر نے کہا اور کرنل کارٹر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" نجانے کب یہ لوگ یہاں آئیں "....... کرنل کارٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سامنے رکھی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل کارٹر نے چونک کر انٹرکام کی طرف دیکھا اور پھر تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "....... کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

" ساؤتھ ونگ سے رچرڈ بول رہا ہوں باس "....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور کرنل کارٹر بے اختیار چونک پڑا۔

" یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے "....... کرنل کارٹر نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

" باس ۔ ساؤتھ ونگ سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر دو کاریں آ کر رکی ہیں ۔ ان میں سے عورتیں اور مرد نکل کر وہاں اس انداز میں کام کر رہے ہیں جیسے وہ یہاں پکنک منانے آئے ہوں ۔ میں انہیں مسلسل واچ کر رہا ہوں ۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں "۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا وہاں پکنک منانے کا کوئی سپاٹ ہے "...... کرنل کارٹر نے چونک کر کہا۔

" درختوں کا ایک جھنڈ تو ہے باس ۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے "...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے پوری طرح محتاط رہنا۔ اگر یہ لوگ آگے بڑھیں یا کوئی مشکوک حرکت کریں تو بے شک فائر کھول دینا۔ میں کسی قسم کا رسک نہیں لینا چاہتا "...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" یس باس ۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو میں چیکنگ پارٹی وہاں بھجوا دوں "...... رچرڈ نے کہا۔

" نہیں ۔ اس کی ضرورت نہیں ہے ۔ دو کلومیٹر دور سے وہ کچھ نہیں کر سکتے ۔ ہاں اگر قریب آئیں تو پھر دوسری بات ہے "۔ کرنل کارٹر نے کہا۔

" یس باس "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل کارٹر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر اسے رسیور رکھے دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ ایک بار پھر انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے

ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

" رچرڈ بول رہا ہوں باس ۔ ان لوگوں کی حرکتیں مشکوک سی ہیں باس ۔ وہ اس انداز میں فوٹوگرافی کر رہے ہیں جیسے وہ یہاں کی تنصیبات چیک کر رہے ہوں "...... رچرڈ نے کہا۔

" ان کے پاس اسلحہ بھی ہے یا نہیں "...... کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" اسلحہ تو ابھی تک سامنے نہیں آیا باس ۔ لیکن مجھے یہ لوگ بہرحال مشکوک لگ رہے ہیں ۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہی ہمارے مطلوبہ لوگ ہیں "...... رچرڈ نے جواب دیا۔

" لیکن دو کلومیٹر دور رہ کر وہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں ۔ بعض اوقات زیادہ احتیاط بھی انسان کو پریشان کر دیتی ہے ۔ بہرحال تم ان کی طرف سے محتاط رہو "...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" اگر آپ خود آ کر چیک کر لیں تو زیادہ مناسب ہو گا "...... رچرڈ نے کہا۔

" مجھے تمہاری صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے رچرڈ ۔ تم میری ٹیم کے سب سے تجربہ کار ساتھی ہو اس لئے مجھے چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ تم خود ہی محتاط رہو "...... کرنل کارٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ اپنے ساتھیوں پر بے حد اعتماد کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے خود وہاں

جا کر چیکنگ کرنے کا فیصلہ نہ کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رچرڈ
بروقت اور مناسب کارروائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لئے وہ
اس کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی دو کاروں میں سوار اپنی رہائش گاہ سے
نکلے اور پھر وہ گوام پہاڑی کے اس راستے پر جانے کی بجائے جس کے
ذریعے تنویر اور خاور گئے تھے ایک طویل چکر کاٹ کر اس پہاڑی کی
جنوبی طرف پہنچ گئے لیکن وہ پہاڑی سے تقریباً دو کلومیٹر دور ہی رک
گئے۔ پہلی کار میں عمران ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر
جولیا اور عقبی سیٹ پر نعمانی، چوہان اور صفدر موجود تھے جبکہ دوسری
کار کی ڈرائیونگ سیٹ کیپٹن شکیل کے پاس تھی۔ سائیڈ سیٹ پر
صالحہ اور عقبی سیٹ پر صدیقی، تنویر اور خاور موجود تھے۔ عمران کی کار
رکتے ہی کیپٹن شکیل نے بھی کار روک دی تھی۔

"یہ یہاں کیوں رک گیا ہے"....... تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں"....... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ
دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا کیونکہ عمران اور اس کے ساتھی بھی کار سے

نیچے اتر رہے تھے۔ عقبی سیٹ پر موجود صدیقی اور خاور بھی نیچے اتر آئے جبکہ تنویر جو زخمی تھا کار کے اندر ہی بیٹھا رہا تھا۔

" کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ یہاں کیوں رک گئے ہیں" ۔ خاور نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

" تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم کاریں دوڑاتے سیدھے لیبارٹری میں داخل ہو جاتے۔ ہم نے پہلے سروے کرنا ہے اور میرا خیال ہے کہ اتنے فاصلے سے بھی ہمیں باقاعدہ چیک کیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" لیکن اگر وہ چیکنگ کر رہے ہیں تو ہمارے اس طرح رکنے پر وہ مشکوک بھی ہو سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" ہمیں یہاں اس انداز میں کارروائی کرنی چاہئے جیسے ہم یہاں پکنک منانے آئے ہیں"...... صالحہ نے کہا۔

" ہاں۔ صالحہ کا آئیڈیا درست ہے۔ کاروں میں سے گدے نکال کر گھاس پر بچھا دو اور اس طرح ظاہر کرو جیسے ہم واقعی پکنک منا رہے ہیں اور کیپٹن شکیل تم سامنے کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں تمہاری فوٹو گرافی کی آڑ میں چیک کروں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گلے میں موجود مخصوص انداز کے کیمرہ کو اٹھا کر آنکھوں سے لگا لیا۔ یہ ایک خصوصی ساخت کی دوربین تھی۔ کیپٹن شکیل اس انداز میں سامنے کھڑا ہو گیا جیسے اس کی تصویر بنائی جا رہی ہو جبکہ باقی ساتھی کار سے گدے وغیرہ نکال کر ادھر ادھر اس انداز

میں رکھنے لگے جیسے وہ واقعی پکنک منانے آئے ہوں۔

" باقاعدہ چیک پوسٹس بنی ہوئی ہیں اور چیک پوسٹوں پر میزائل گنیں اور بھاری مشین گنیں نصب ہیں اور ہمیں بھی دوربین سے باقاعدہ چیک کیا جا رہا ہے"...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے کسی کرکٹ میچ پر رواں تبصرہ کر رہا ہو۔

" عمران صاحب۔ یہاں تو چھپ کر آگے بڑھنے کی کوئی سکوپ ہی نہیں ہے۔ دور دور تک کھلا میدان ہے اور جس انداز میں چیکنگ کی جا رہی ہے اس طرح تو ہم آگے نہ بڑھ سکیں گے"...... عمران کے پاس کھڑے صفدر نے کہا۔

" ہاں۔ بظاہر تو یہی حالات نظر آ رہے ہیں۔ بہر حال ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہے"...... عمران نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ ہمیں رات کو کارروائی کرنی چاہئے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" رات کو یہاں سرچ لائٹس روشن ہوں گی کیونکہ ہر طرف نصب شدہ یہ لائٹس نظر آ رہی ہیں"...... عمران نے کہا۔

" سرچ لائٹس کو گولیوں سے اڑایا بھی تو جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ اس طرح تو کھلے مقابلے کا منظر بن جائے گا۔ ہمیں اس انداز میں کارروائی کرنا ہے کہ جب تک ہم ان کے سروں پر نہ پہنچ جائیں انہیں اس کا احساس تک نہ ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"خاردار تاروں کا کیا ہوگا۔ ان پر باقاعدہ بلب روشن ہیں۔ اس کا
مطلب ہے کہ ان میں نہ صرف بجلی کی طاقتور رو گزر رہی ہے بلکہ
اس کا باقاعدہ سرکٹ بھی بنایا گیا ہے تاکہ جیسے ہی کوئی تار کٹے یا
کاٹی جائے انہیں فوراً اطلاع ہو جائے"...... صفدر نے کہا۔
"میرا خیال ہے کہ ہماری چیکنگ کے لئے کوئی پارٹی بھیجی جا
رہی ہے"...... اچانک عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔
"پارٹی۔ کیا مطلب۔ کیا وہ خاردار تاروں سے گزر کر یہاں آئیں
گے"...... سب نے چونک کر کہا۔
"دو جیپوں میں مسلح آدمی سوار ہو رہے ہیں۔ دیکھو کیا کرتے
ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے دوربین آنکھوں سے ہٹا کر
اسے تسموں کی مدد سے گلے میں لٹکا لیا۔
"یہ لوگ ہماری طرف سے مشکوک ہو گئے ہیں اور چیکنگ پارٹی
بھیج رہے ہیں اور ساتھ ساتھ چیک پوسٹ سے چیکنگ بھی جاری
ہے"...... عمران نے کہا۔
"تو پھر اب ہمیں کیا کرنا ہوگا"...... صفدر نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔
"پہلے یہ دیکھنا ہے کہ چیکنگ پارٹی کس انداز میں ہمارے پاس
پہنچتی ہے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر ایک
بار پھر اس نے دوربین آنکھوں سے لگا لی۔
"اوہ۔ دونوں جیپیں خاردار تاروں کی طرف ہی آ رہی ہیں"۔

عمران نے کہا اور ایک بار پھر اس نے دوربین گلے میں لٹکا لی اور اس
انداز میں مڑ گیا جیسے اس نے اپنی فوٹو گرافی مکمل کر لی ہو۔
"سنو۔ اسلحہ وغیرہ نکال لو۔ اگر ممکن ہو سکا تو اس پارٹی کا خاتمہ
کر کے ہم یہ جیپیں حاصل کر لیں گے اور پھر آگے بڑھیں گے"۔
عمران نے کہا۔
"لیکن میرا خیال ہے کہ یہ لوگ خاردار تاروں کی دوسری طرف
رک کر ہمیں چیک کریں گے اس لئے ان پر قبضہ کیسے کیا جا سکتا
ہے اور اس کے ساتھ ساتھ چیک پوسٹ سے ہمیں چیک بھی کیا جا
رہا ہے"...... صفدر نے کہا۔
"دیکھو کیا ہوتا ہے۔ آؤ۔ فی الحال ہم نے واقعی پکنک ہی منانی
ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرف کو آئے
جہاں دوسرے ساتھی گدوں اور گھاس پر بیٹھے ایک دوسرے سے
باتوں میں مصروف تھے۔
"تم کون لوگ ہو۔ اچانک لاؤڈ سپیکر پر تیز اور گونجتی ہوئی آواز
سنائی دی اور عمران اور اس کے ساتھی اس انداز میں مڑے جیسے
انہیں پہلی بار احساس ہوا ہو کہ کوئی ان کے قریب موجود ہے
حالانکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ دونوں جیپیں خاردار تاروں سے کچھ فاصلے
پر آ کر رک گئی تھیں اور ایک آدمی ہاتھ میں مائیک اٹھائے باہر کھڑا
انہیں پکار رہا تھا۔
"ہم یہاں پکنک منانے آئے ہیں۔ تم کون ہو"...... عمران نے

اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ انتہائی حساس علاقہ ہے اس لئے یہاں سے چلے جاؤ ورنہ ت
فائر کھولا جا سکتا ہے"...... مائیک پر بولنے والے نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ ہم جا رہے ہیں"...... عمران نے کہا
اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو سامان پیک کرنے
واپس چلنے کا کہہ دیا اور پھر وہ سب تیزی سے سامان سمیٹنے لگے۔
لمحوں بعد دونوں کاریں تیزی سے چیک پوسٹس سے دور واپس دو
چلی گئیں۔ آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ کافی فا
پر پہنچ جانے کے بعد جب وہ مین روڈ پر پہنچ گئے تو عمران نے کار ایک
سائیڈ پر کر کے روک دی۔ پیچھے آنے والی کار بھی رک گئی اور
سوائے تنویر کے باقی سب کاروں سے باہر آ گئے۔

" رک کیوں گئے۔ کیا کوئی منصوبہ ذہن میں آ گیا ہے"۔ جو
نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

" اب ہم لوگ چیکنگ رینج سے باہر ہیں اس لئے اب ہم آئند
لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

" میری تو سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا لائحہ عمل ہونا چاہئے۔
لیبارٹری کے گرد تو دور دور تک کھلا میدان ہے اور پھر پہاڑی
تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر چاروں طرف خاردار تاریں ہیں۔ پہا
پر چیکنگ سپاٹ بھی بنے ہوئے ہیں اور ان پر خوفناک اور دو
اسلحہ بھی موجود ہے۔ رات کو یہاں ہر طرف سرچ لائٹس رو

ہوں گی۔ ایسی صورت میں کیا منصوبہ بندی کی جا سکتی ہے"۔ صفدر
نے کہا۔

" دراصل ہم ایک گروپ کی صورت میں یہاں آئے ہیں اس لئے
ہمیں فوراً مارک کر لیا گیا ہے۔ ابھی تو انہیں ہم پر شک نہیں پڑا ورنہ
لامحالہ وہ ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیتے اور پھر ہم پر فائر کھول دیا
جاتا۔ میرا خیال ہے کہ اب انہیں باقاعدہ ڈاج دینا چاہئے"۔ صدیقی
نے کہا۔

" ڈاج۔ وہ کیسے"...... نعمانی نے پوچھا۔

" بڑا آسان سا ڈاج تو یہ ہے کہ ہم میں سے چند ایک سائیڈ سے
کھلے عام آگے بڑھیں اور خاردار تاروں کو بموں سے اڑا کر پہاڑی کی
طرف بڑھتے چلے جائیں۔ اس طرح ان کی پوری توجہ اس طرف
مبذول ہو جائے گی اور دوسری پارٹی دوسری طرف سے آگے بڑھ کر
اپنی کارروائی مکمل کرے۔ جب وہ پارٹی فائر کھولے گی تو لازماً یہ اس
طرف متوجہ ہوں گے اور پہلی پارٹی کو آگے بڑھنے کا موقع مل جائے
گا۔ اس طرح ہم اس آپریشنل سپاٹ کو ختم کر کے پہاڑی پر قبضہ کر
سکتے ہیں"...... صدیقی نے باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس طرح دونوں پارٹیاں ماری بھی تو جا سکتی ہیں"۔ صالحہ
نے کہا۔

" تو پھر تین پارٹیاں بنا لیتے ہیں اور تین اطراف سے حملہ کر دیتے
ہیں"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ اس طرح ہم کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ ہمیں کوئی ایسا طریقہ استعمال کرنا چاہیئے کہ کرنل کارٹر خود ہی با
جائے اور پھر ہم میں سے جس کا قدوقامت کرنل کارٹر سے ملتا ہو کرنل کارٹر کا روپ دھار لے"....... جولیا نے کہا۔

"میری بات سنو"....... اچانک تنویر نے کار سے نیچے اتر
ہوئے کہا اور وہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"زیادہ سوچ بچار کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اسلحہ ہمارے پا
موجود ہے۔ پہلے اس ایئر سپاٹ کا خاتمہ کرو اور پھر آگے بڑھتے
جاؤ"....... تنویر نے کہا۔

"نہیں تنویر۔ یہ صریحاً خودکشی ہو گی۔ ہمیں سوچ سمجھ کر کام
ہو گا ورنہ ہم سب مارے جائیں گے"....... صفدر نے انتہائی سنج
لہجے میں کہا۔

"تم کوئی بات نہیں کر رہے۔ کیوں"....... جولیا نے عمران
مخاطب ہو کر کہا جو اب تک خاموش کھڑا تھا اور اس کا انداز ایسا
جیسے اس کا اس سارے سلسلے سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ کیا یہ وہی پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے
کی شہرت کے ڈنکے چار وانگ عالم میں پوری قوت سے بج رہے ہیں
ایک معمولی سے سپاٹ پر قبضہ ہی ان کے لئے پہاڑ بنا ہوا ہے"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیڈر تم ہو اور تم ہی ہم سے پہلے یہاں آئے ہو اور پھر ان

کہنے پر تم نے ہی واپسی کا بگل بجا دیا۔ اب باتیں بھی تم ہی کر رہے ہو"....... جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تو پکنک منانے آیا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ یہ حساس علاقہ ہے اس لئے میں نے سوچا کہ زیادہ حساسیت نقصان وہ بھی ثابت ہو سکتی ہے اس لئے واپس چل پڑا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب لگتا ہے کہ آپ کے ذہن کی بیٹری فیل ہو گئی ہے۔ اسے دوبارہ چارج کرانا پڑے گا"....... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں۔ چارجر کام ہی نہیں کر رہا"....... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تو کراؤ اسے چارج تمہیں کس نے منع کیا ہے"....... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"صرف تم مسکرا کر بات کر دو تو بیٹری فل چارج کیا ڈبل چارج ہو جائے لیکن تمہاری ناک پر تو ہر وقت غصہ دھرا رہتا ہے۔ اب صالحہ کو دیکھو کس طرح مسکرا مسکرا کر بات کر رہی ہے اور صفدر کے ذہن کی بیٹری پھٹنے کے قریب ہو چکی ہے"....... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے اور نجانے کیا بات تھی کہ اس بار جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی تھی۔

"لیجئے عمران صاحب۔ اب تو جولیا مسکرانے کی بجائے ہنس رہی

ہے"...... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو پھر مسئلہ حل۔ آؤ بیٹھو کاروں میں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن ہمیں تو بتاؤ کہ کس طرح مسئلہ حل ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"ہر مسئلے کا ایک آسان حل بھی ہوتا ہے لیکن تنویر جیسے عقلمندوں کا المیہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آسان حل کی بجائے مشکل حل سوچتے رہ جاتے ہیں اور آسان حل کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی وہ آسان حل آخر ہے کیا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چیک پوسٹ پر فوجی کمانڈوز موجود ہیں۔ لازماً وہاں فوجی جیپیں بھی ہوں گی۔ ہم اگر چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیں اور ان کمانڈوز کے انچارج کو زندہ رکھ کر اس سے معلومات حاصل کر لیں اور پھر ان کی یونیفارمز میں ہم آسانی سے پہاڑی پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی بھی بہانہ بنایا جا سکتا ہے۔ مثلاً یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں نے چیک پوسٹ پر حملہ کیا تھا اور کمانڈوز نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب ان کی لاشیں بلیک ہاک کے معائنہ کے لئے لائی جا رہی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی یہ اچھا اور قابل عمل پلان ہے۔ گڈ شو"...... عمران

کی بات ختم ہوتے ہی تنویر نے بے ساختہ تحسین آمیز لہجے میں کہا اور سب اس کی بات سن کر مسکرا دیئے۔

"شکریہ۔ عقلمندوں اور دانشوروں کی یہ خصوصیت ہے کہ زبان کے نہ سہی دل کے بہرحال اچھے ہوتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"اوکے۔ پھر آؤ چلیں۔ اب یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے"...... جولیا نے کہا اور وہ سب تیزی سے مڑ کر کاروں کی طرف بڑھ گئے۔

کرنل پائیک اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے ہلکے سے تاثرات نمایاں تھے کہ آفس کا دروازہ کھلا اور اس کا نائب آرتھر اندر داخل ہوا۔ کرنل پائیک آرتھر کے چہرے کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا۔

" آؤ بیٹھو آرتھر "...... کرنل پائیک نے اپنے مخصوص ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

" باس ہمیں دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر ایک طرف پھینک دیا گیا ہے "...... آرتھر نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

" کیا ہوا ہے۔ کیوں اس قدر غصے میں ہو۔ ہم اپنا کام کر رہے ہیں اور بس "...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے لازماً اس پہاڑی پر حملہ کرنا

ہے اس لئے جیوش چینل کے ساتھ ان کا ٹکراؤ ہو گا۔ جی پی فائیو کو انہیں ٹریس کرنے کا ٹاسک دیا گیا ہے۔ وہ بھی ان کے خلاف کام کر رہی ہو گی لیکن ہم کیا کر رہے ہیں۔ چند کارخانوں کی حفاظت اور یہ ضروری تو نہیں ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ان کارخانوں کے خلاف کام کرے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ہمیں بے کار سمجھ کر ایک طرف پھینک دیا گیا ہے "...... آرتھر نے اسی طرح پرجوش لہجے میں کہا۔

" تو تم کیا چاہتے ہو کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے "...... کرنل پائیک نے کہا۔

" میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا کریڈٹ ہر صورت میں ریڈ اتھارٹی کو ملے "...... آرتھر نے جواب دیا۔

" تو تمہیں کسی نے منع تو نہیں کیا کہ تم ان کے خلاف کام نہ کرو۔ یہ ٹھیک ہے کہ سرکاری طور پر ہمیں علیحدہ ٹاسک دیا گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اگر ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر لیں تو اس کی طرف سے آنکھیں بند کر لیں "...... کرنل پائیک نے کہا تو آرتھر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" باس۔ آپ نے خود ہی تو منع کیا تھا۔ اب آپ یہ بات کر رہے ہیں "...... آرتھر نے کہا۔

" وہ سرکاری بات تھی۔ اب غیر سرکاری بات ہو رہی ہے "۔

کرنل پائیک نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ اب میں آپ کی بات سمجھ گیا۔ اب یہ لوگ بچ کر نہ جا سکیں گے "...... آرتھر نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا۔

" سنو آرتھر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہم ٹکرا چکے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ یہ لوگ عام انداز میں کام نہیں کرتے۔ اب تم خود دیکھو انہوں نے کس طرح جیوش چینل کے بظاہر ناقابل تسخیر ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا ہے۔ کوئی سوچ بھی سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن ایسا ہوا ہے اور ڈنکے کی چوٹ پر ہوا ہے۔ اب لارڈ بوفمین نے کرنل کارٹر اور اس کے گروپ کو یورپ سے منگوایا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ کرنل کارٹر اور اس کا گروپ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ جی پی فائیو کا کرنل ڈیوڈ انتہائی جذباتی آدمی ہے اس لئے وہ ان لوگوں کا بھرپور انداز میں مقابلہ کرنے سے قاصر ہے البتہ اس کا نائب راسٹر ذہین آدمی ہے۔ وہ یہ کام کر سکتا ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ کرنل ڈیوڈ کی جذباتیت اسے کام نہیں کرنے دے گی اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اگر کسی کا مقابلہ ہو سکتا ہے تو وہ ریڈ اتھارٹی ہے "...... کرنل پائیک نے کہا۔

" لیکن باس کیا یہ بات صدر اور وزیراعظم صاحب کو سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے جی پی فائیو کو ہم پر ترجیح دے دی ہے "...... آرتھر نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار مسکرا دیا۔

" مجھے جو کچھ معلوم ہے وہ تمہیں یا کسی کو بھی معلوم نہیں ہے اور میرے علاوہ صرف صدر اور پرائم منسٹر کو اس کا علم ہے "۔ کرنل پائیک نے کہا تو آرتھر بے اختیار چونک پڑا۔

" کون سی بات باس "...... آرتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اگر تم وعدہ کرو کہ یہ بات لیک آؤٹ نہیں کرو گے تو تمہیں بتائی جا سکتی ہے "...... کرنل پائیک نے کہا۔

" آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں باس۔ پھر بھی میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی اجازت کے بغیر بات لیک آؤٹ نہیں کروں گا "۔ آرتھر نے کہا۔

" تو پھر سنو۔ ایرو میزائل لیبارٹری وہاں نہیں ہے جہاں بتائی جا رہی ہے۔ ایسا خاص طور پر کیا گیا ہے تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈاج دیا جا سکے "...... کرنل پائیک نے کہا۔

" لیکن باس عام طور پر یہی بتایا گیا ہے کہ لیبارٹری گوام پہاڑی کے نیچے ہے اور اس پر ایئر فورس آپریشنل سپاٹ بنایا گیا ہے اور جیوش چینل کو اس کی حفاظت کے لئے مامور کیا گیا ہے اور اس وقت میری معلومات کے مطابق اس سپاٹ سے ایئر فورس کے تمام آدمیوں کو ہٹا دیا گیا ہے اور اب وہاں کرنل کارٹر اور اس کا گروپ اور فوجی کمانڈوز تعینات ہیں "...... آرتھر نے کہا۔

" ہاں۔ ظاہر یہی کیا گیا ہے اور اسے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ

لارڈ بوفمین کو جو قومی سلامتی امور کا چیئرمین ہے اسے بھی اصل بات کا علم نہیں ہے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا آپ کو معلوم ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے"...... آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ یہ تجویز میری ہی تھی جسے صدر اور وزیراعظم صاحب دونوں نے منظور کر لیا ہے۔ اصل لیبارٹری آمان ڈیم کے مغربی کنارے پر واقع پہاڑیوں کے نیچے ہے اور اس کے اوپر ایک چھوٹا سا ایٹمی بجلی گھر ہے جسے آمان پاور ہاؤس کہا جاتا ہے اور جس کی حفاظت کی ذمہ داری ریڈ اتھارٹی کی ہے"...... کرنل پائیک نے کہا تو آرتھر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ اصل اہمیت بھی ریڈ اتھارٹی کو دی گئی ہے کہ اصل لیبارٹری کی حفاظت کی ذمہ داری اسے سونپی گئی ہے۔ ویری گڈ"...... آرتھر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ لیکن اس کا علم صرف مجھے اور اب تمہیں ہے اس لئے تو میں مطمئن تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے آخری ٹکراؤ بہرحال ریڈ اتھارٹی کا ہی ہو گا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" لیکن باس یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پہلے ہی ختم ہو جائے"...... آرتھر نے کہا۔

" ہاں۔ ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے آرتھر لیکن مجھے یقین ہے

کہ ایسا نہیں ہو گا"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

" لیکن باس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بات کا علم ہو گا تو وہ ہم سے ٹکرائے گی۔ اسے کیسے علم ہو گا"...... آرتھر نے بالکل بچوں کے سے انداز میں پوچھا تو کرنل پائیک بے اختیار مسکرا دیا۔

" تم خود سوچو۔ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس گوام پہاڑی پر حملہ کرے گی اور وہاں کرنل کارٹر اور اس کے گروپ کا اگر انہوں نے خاتمہ کر دیا تو لامحالہ وہ اس پہاڑی کو تباہ کریں گے لیکن جب انہیں معلوم ہو گا کہ اس پہاڑی کے نیچے لیبارٹری موجود نہیں ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ اسے ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے اور ان لوگوں کی شہرت یہی ہے کہ کسی نہ کسی انداز میں یہ اصل بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" تو پھر باس آپ نے مجھے کیوں اجازت دی ہے کہ میں غیر سرکاری طور پر انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دوں۔ ان کا مقابلہ تو بہرحال ہم سے ہونا ہی ہے"...... آرتھر نے کہا۔

" یہ تو میں نے تمہاری وجہ سے کہا تھا۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر بھی یہ ہمارے کریڈٹ میں ہی جائے گا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" نہیں باس۔ اب جب ساری بات سامنے آ گئی ہے تو اب ہمیں انتظار کرنا ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ جب جیوش چینل، جی پی فائیو سب ان کے مقابلے میں ناکام رہیں تب ریڈ اتھارٹی ان کا یہاں خاتمہ کرے تا کہ یہ بات مسلمہ ہو جائے کہ ریڈ اتھارٹی ان دونوں

ایجنسیوں سے زیادہ فعال اور زیادہ کامیاب ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی۔ بہرحال جی پی فائیو اور جیوش چینل میں اپنے آدمیوں کو الرٹ رکھنا تاکہ تازہ ترین صورت حال سے ہمیں آگاہی حاصل ہوتی رہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس باس"...... آرتھر نے کہا اور پھر اٹھ کر اس نے سلام کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مڑا اور آفس سے باہر چلا گیا تو کرنل پائیک نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ایک طرف پڑی ہوئی فائل اٹھا کر اس نے سامنے رکھی اور اس پر جھک گیا۔

راسٹر جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ گرینڈ کالونی کی اس کوٹھی جس کے بارے میں خیال تھا کہ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس ٹھہری ہوئی ہے، کی نگرانی جاری تھی لیکن چونکہ ابھی وہاں سے کوئی کال نہ آئی تھی اس لئے راسٹر مطمئن تھا کہ ابھی وہ لوگ واپس اس کوٹھی میں نہیں پہنچے۔ ویسے اسے کبھی کبھی خیال آجاتا تھا کہ شاید عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہ کوٹھی چھوڑ دی ہے لیکن اس نے اندر جو کچھ دیکھا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ انہوں نے اس کوٹھی کو ہمیشہ کے لئے نہیں چھوڑا ورنہ وہ اپنا سامان وہاں اس بکھری ہوئی حالت میں نہ چھوڑ جاتے۔ اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا کیونکہ راسٹی کلب میں کرنل ڈیوڈ نے اسے کہا تھا کہ وہ معلوم کرے کہ یہ کوٹھی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے کس سے حاصل کی ہے۔ اس وقت تو وہ اس بات کو ٹال گیا تھا لیکن

اب اسے خیال آیا تھا کہ اگر یہ بات معلوم ہو جائے تو پھر اس کوٹھی میں موجود کاروں کے بارے میں تفصیل بھی معلوم ہو سکتی ہے ورنہ ظاہر ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس اب بازار سے تو نئی کاریں خریدنے سے رہی کیونکہ ان کی رجسٹریشن کے لئے خاصا طویل پروسیجر ہوتا ہے اس لئے انہوں نے کوٹھی کاروں سمیت ہی حاصل کی ہو گی اور اگر ان کاروں کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں تو پھر ان کاروں کو شہر میں زیادہ آسانی سے اور جلد ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ اسی خیال کے تحت اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"آسکر بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"راسٹر بول رہا ہوں آسکر"....... راسٹر نے کہا۔

"یس باس۔ حکم"....... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹیکسیشن آفس سے معلوم کرو کہ گرینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس کا مالک آج کل کون ہے اور مجھے اطلاع دو۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام کرو"....... راسٹر نے کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور راسٹر نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ راسٹر بول رہا ہوں"....... راسٹر نے کہا۔

"آسکر بول رہا ہوں باس۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ گرینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھائیس کا مالک میگان کلب کا مالک سردار ہاشم ہے"....... آسکر نے کہا تو راسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ فوراً اس سردار ہاشم کو اغوا کر کے اپنے پوائنٹ پر لے آؤ اور پھر اس سے مکمل معلومات حاصل کرو کہ اس کا تعلق کس فلسطینی تنظیم سے ہے اور اس نے یہ کوٹھی عمران کو کیوں دی اور اس میں موجود کاروں کی تفصیل معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ یہ کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہو جانا چاہئے۔ میں تمہاری رپورٹ کا انتظار کروں گا"....... راسٹر نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میرا سیکشن ایسے کاموں میں ماہر ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور راسٹر نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"سردار ہاشم۔ ہونہہ۔ اب معلوم ہو جائے گا کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کو کون سی فلسطینی تنظیم سپورٹ کر رہی ہے"....... راسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راسٹر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"راسٹر بول رہا ہوں"....... راسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"آسکر بول رہا ہوں باس۔ سردار ہاشم نے ذاتی طور پر عمران کی مدد کی ہے۔ وہ عمران سے پہلے سے واقف تھا۔ ویسے اس کا تعلق کسی

فلسطینی تنظیم سے نہیں ہے۔ میں نے اچھی طرح چیکنگ کر
ہے"...... آسکر نے کہا۔

"کس طرح چیکنگ کی ہے تم نے"...... راسٹر نے چونک کر
پوچھا۔

"رسیونک کی مدد سے اس کے لاشعور کو کنٹرول کر کے باس"۔
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے۔ کاروں کے متعلق کیا ہوا"...... راسٹر
نے پوچھا۔

"وہاں دو کاریں تھیں جن کی تفصیل معلوم ہو گئی ہے"۔ آسکر
نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتا دی۔

"سردار ہاشم زندہ ہے یا ہلاک ہو گیا ہے"...... راسٹر نے پوچھا۔

"ابھی تک تو زندہ ہے"...... آسکر نے جواب دیا۔

"اسے سمجھا کر واپس بھجوا دو کہ اگر اس نے عمران یا اس کے
ساتھیوں کو کچھ بتایا تو اسے گولی مار دی جائے گی اور پھر اس کی کڑی
نگرانی کراؤ۔ ہو سکتا ہے کہ عمران اس سے دوبارہ رابطہ کرے۔
ایسی صورت میں ہم زیادہ آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو
ٹریس کر سکتے ہیں"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راسٹر نے ہاتھ بڑھا
کر کریڈل دبایا اور پھر اٹھانے پر جب ٹون آئی تو اس نے ایک بار پھر
تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"راک مین کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"راسٹر بول رہا ہوں ہیڈ کوارٹر سے۔ راک مین سے بات
کراؤ"...... راسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ راک مین بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ایک
مردانہ آواز سنائی دی۔

"راسٹر بول رہا ہوں۔ دو کاروں کی تفصیل نوٹ کرو"۔ راسٹر
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بیان کرنی شروع کر
دی۔

"یس باس۔ نوٹ کر لی ہے"...... راک مین نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"یہ دونوں کاریں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہیں۔
ٹریفک سیٹلائٹ والوں سے رابطہ قائم کر کے ان دونوں کاروں کو
خصوصی طور پر چیک کراؤ اور پھر مجھے اطلاع دو کہ یہ کاریں کہاں ہیں
لیکن انہیں کہہ دینا کہ وہ انہیں گم نہ کریں"...... راسٹر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راسٹر نے اوکے
کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات
نمایاں تھے۔ اسے یقین ہو چکا تھا کہ اب وہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کو نہ صرف آسانی سے ٹریس کر لے گا بلکہ ان کا خاتمہ بھی کر

دیا جائے گا۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی
تو راسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس۔ راسٹر بول رہا ہوں"...... راسٹر نے کہا۔
" باس۔ دونوں کاریں گوام پہاڑی کی جنوبی سمت میں کھلے
میدان میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راسٹر بے
اختیار اچھل پڑا۔
" موجود ہیں کا کیا مطلب ہوا۔ کیا رکی ہوئی ہیں"...... راسٹر نے
کہا۔
"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔
" اوہ۔ تو یہ لوگ وہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ اوکے میں تمہیں اب
مخصوص فریکونسی پر کال کروں گا۔ تم نے مجھے ساتھ ساتھ ان کاروں
کے بارے میں بتاتے رہنا ہے۔ میں وہیں گوام پہاڑی پر ہی جا رہا
ہوں"...... راسٹر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھ کر آفس
سے باہر نکلا ہی تھا کہ ایک آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔
" کرنل صاحب آپ کو اپنے آفس میں یاد فرما رہے ہیں"۔ اس
آدمی نے کہا۔
" اوہ۔ کرنل صاحب کو کہو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا
سراغ مل گیا ہے۔ اگر دیر ہو گئی تو وہ نکل جائیں گے۔ میں وہاں جا
رہا ہوں۔ انہیں کہو کہ وہ بھی آ جائیں۔ جلدی جاؤ"...... راسٹر نے
کرنل ڈیوڈ کے آفس میں جانے کی بجائے پیغام بھجوا دیا اور خود تیزی

سے بیرونی طرف کو دوڑتا چلا گیا۔ اس نے چار مسلح افراد کو ساتھ لیا
اور پھر وہ جیسے ہی پورچ میں پہنچے کرنل ڈیوڈ بھی تیز تیز قدم اٹھاتا
پورچ میں پہنچ گیا۔
" کہاں ہیں عمران اور اس کے ساتھی۔ کہاں ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران اور اس کے ساتھی یہاں ہیڈ کوارٹر
میں پہنچ چکے ہوں۔
" آپ میرے ساتھ کار میں آجائیں پھر راستے میں بات ہو گی"۔
راسٹر نے کہا اور پھر تیزی سے ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ
کھول کر اندر بیٹھ گیا تو کرنل ڈیوڈ تیزی سے اس کار کی عقبی سیٹ پر
بیٹھ گیا۔ وہ ہمیشہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھنے سے گریز کرتا تھا کیونکہ اس
کے نقطہ نظر سے عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا آدمی زیادہ پروقار دکھائی دیتا
ہے۔ کرنل ڈیوڈ کے بیٹھتے ہی راسٹر نے کار آگے بڑھائی اور پھر اس کی
کار اور اس کے پیچھے مسلح محافظوں کی کار سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے
بڑھتی چلی گئیں۔
" اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے۔ کہاں ہے عمران"...... کرنل ڈیوڈ نے
بے چین سے لہجے میں کہا تو راسٹر نے کاروں کو ٹریس کرنے اور پھر
کاروں کے بارے میں آخری اطلاع تک سب کچھ بتا دیا۔
" اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ ویری گڈ"۔
کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
" یہ سب کچھ آپ کی ذہانت کی وجہ سے ہوا ہے۔ آپ نے مجھے کہا

تھا کہ میں اس کوٹھی کے مالک کا پتہ چلاؤں لیکن اس وقت میرا ذہن آپ کی ذہانت کا درست ادراک نہ کر سکا تھا ورنہ ہم بہت پہلے ان پر ہاتھ ڈال چکے ہوتے "....... راسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عقب نما آئینے میں دیکھا تو کرنل ڈیوڈ کا نہ صرف چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا بلکہ اس کا سینہ بھی مزید پھول گیا تھا۔

" لیکن اب تم کیا اس طرف جا رہے ہو۔ میرا مطلب ہے کہ گوام پہاڑی کی جنوبی سمت "....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر "....... راسٹر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس پر آسکر کی فریکونسی وہ پہلے ہی فکسڈ کر چکا تھا اس لئے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور پھر کال دینا شروع کر دی۔

" ہیلو ہیلو۔ راسٹر کالنگ۔ اوور "....... راسٹر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس میں آسکر بول رہا ہوں۔ اوور "....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آسکر کی آواز سنائی دی۔

" تازہ ترین رپورٹ کیا ہے کاروں کے بارے میں۔ اوور "۔ راسٹر نے کہا۔

" دونوں کاریں اب ستاگوم روڈ پر پہنچ چکی ہیں اور ان کا رخ شہر کی طرف ہے۔ اوور "....... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

" اوہ اچھا۔ اوور اینڈ آل "....... راسٹر نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر

کے اس نے کار کی رفتار بڑھا دی۔

" کیا ہوا "....... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" میرا خیال ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی یا تو واپس اپنی رہائش گاہ پر جا رہے ہیں یا پھر وہ ستاگوم سے ایئر فورس آپریشنل سپاٹ کی طرف جانے والی سائیڈ روڈ سے گوام پہاڑی کی طرف جانا چاہتے ہیں "....... راسٹر نے کہا۔

" اوہ۔ پھر تمہارا کیا پروگرام ہے "....... کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

" ہم اس سڑک پر ان سے پہلے پہنچ جائیں گے کیونکہ انہوں نے جنوبی طرف سے آنا ہے اور انہیں ایک لمبا چکر کاٹ کر آنا ہو گا۔ ہم وہاں پکٹنگ کر لیں گے اور پھر انہیں مار گرائیں گے "....... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کاش ایسا ہو جائے "....... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" ایسا ہی ہو گا باس "....... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ مسلسل تیز ڈرائیونگ کرتے ہوئے آخر کار دونوں کاریں اس مخصوص ٹرن پر پہنچ گئیں جہاں سے سڑک گوام پہاڑی کی طرف جاتی تھی۔ راسٹر نے کاریں سائیڈ پر کر کے رکوائیں اور پھر نیچے اتر آیا۔ اس نے اپنے آدمیوں کو وہاں اس انداز میں پھیلا دیا کہ ٹرن کا پورا ایریا ان کے ٹارگٹ میں رہے۔

" جب تک میں اشارہ نہ کروں تم نے کاروں پر فائر نہیں کھولنا"....... راسٹر نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ کرنل ڈیوڈ کار میں ہی بیٹھا رہا تھا۔ وہ کار سے باہر نہ نکلا تھا۔ راسٹر کے مسلح ساتھی اس کی ہدایت پر میزائل گنیں اٹھائے اس موڑ کی چاروں سائیڈوں پر اس انداز میں بیٹھ گئے کہ وہ مین روڈ پر آپریشنل سپاٹ کی طرف سے جانے والی سڑک پر مڑنے والی گاڑی کو آسانی سے ہٹ کر سکتے تھے۔

" یہ تمہارے آدمی میزائل گنیں لئے ہوئے ہیں"....... اچانک کرنل ڈیوڈ نے کار کے اندر سے چیختے ہوئے کہا اور اس کی چیختی ہوئی آواز کچھ فاصلے پر کھڑے راسٹر کے کانوں تک پہنچ گئی۔

" میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کاروں کو عمران اور اس کے ساتھیوں سمیت اڑا دیا جائے۔ ان کے ٹکڑے کر دیئے جائیں تاکہ آئندہ ان کے بچ نکلنے کا کوئی سکوپ باقی نہ رہے اور جب ایک کی بجائے چار میزائل یکے بعد دیگرے ان کاروں سے ٹکرائیں گے تو پھر آپ خود سوچیں کہ ان کا کیا حشر ہو گا"....... راسٹر نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی جذباتی لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ یو نانسنس۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔ کیا تمہارے ذہن میں ذرا بھی عقل نہیں ہے۔ انہیں گرفتار کرنا ہے۔ بے ہوش کرنا ہے۔ ان کے ٹکڑے نہیں اڑانے "....... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

" وہ کیوں باس۔ آپ خود ہی تو انہیں ہلاک کرنے کی باتیں کرتے رہتے ہیں"....... راسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ یو نانسنس۔ ان کے اگر ٹکڑے اڑ گئے تو ہم حکومت اور دوسری ایجنسیوں پر کیا ثابت کریں گے کہ ہم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور کسی نے اس پر اعتبار نہیں کرنا۔ وہ لامحالہ میک اپ میں ہوں گے اس لئے ان کے میک اپ واش کرنے کے بعد جب تک کنفرمیشن نہ ہو جائے یہ بات کیسے حتمی طور پر طے کی جا سکتی ہے کہ مرنے والے عمران اور اس کے ساتھی ہیں اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہ سب کچھ ڈاج دینے کے لئے کیا ہو۔ ہم انہیں ہلاک کر کے مطمئن ہو جائیں اور وہ بعد میں کارروائی کر ڈالیں۔ عمران ایسے چکر چلانے کا ماہر ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" آپ واقعی درست کہتے ہیں۔ میرا تو ان باتوں کی طرف دھیان ہی نہ گیا تھا۔ بہرحال میں اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ کاروں کے ٹائروں پر فائر کریں اور کاریں رکتے ہی ان پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں"....... راسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا قریب موجود اپنے ساتھی کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اسی طرح اس نے چاروں ساتھیوں کو نئی ہدایات دیں تو انہوں نے میزائل گنیں وہیں زمین پر رکھ دیں اور اپنی پشت پر موجود تھیلوں میں سے مشین گنوں کے پرزے نکال کر انہیں جوڑا اور پھر انہیں ایک سائیڈ پر رکھ کر انہوں نے پشت پر موجود بیگز میں سے چھوٹی نال

کی گنیں نکال کر ساتھ رکھ لیں۔ اس میں بے ہوش کرنے والی انتہائی زود اثر گیس کے کیپسول تھے اور گن کی وجہ سے کافی رینج میں ان کی فائرنگ کی جا سکتی تھی۔

"میں نے ہدایات دے دی ہیں باس"...... راسٹر نے واپس کار کے قریب پہنچ کر کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ راسٹر نے جیب سے ایک مشین پسٹل نکالا اور اسے ہاتھ میں لے کر وہ ایک درخت کے چوڑے تنے کی اوٹ میں ہو گیا۔ مختلف کاریں، بسیں، ویگنیں اور ٹرک اس سڑک پر سے گزر رہے تھے لیکن اس رنگ اور ماڈل کی کاریں اسے ابھی تک نظر نہ آئی تھیں جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس تھیں اور پھر اچانک اسے دور سے دو کاریں تیزی سے اپنی طرف آتی دکھائی دیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے سیٹی کی آواز نکلی۔ یہ اس کے ساتھیوں کے لئے کاشن تھا کہ وہ مشن مکمل کرنے کے لئے چوکنا ہو جائیں۔ تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں قریب آئیں تو راسٹر کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی کیونکہ اس نے اب کاروں کے نمبرز بھی چیک کر لئے تھے۔ یہ ان کی مطلوبہ کاریں ہی تھیں۔ دونوں کاروں کی رفتار اب آہستہ ہو رہی تھی اور پھر اگلی کار اس سڑک پر مڑی اور اس کے پیچھے دوسری کار بھی مڑی۔ دونوں کاریں ایئر فورس آپریشنل سپاٹ کی طرف مڑی ہی تھیں کہ راسٹر نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے ایک دھماکہ فضا میں گونج اٹھا۔ ابھی اس دھماکے کی بازگشت بھی ختم نہ

ہوئی تھی کہ مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی دونوں کاریں ڈولتی ہوئیں سڑک سے نیچے اتریں اور پھر تیزی سے آگے بڑھ کر رک گئیں۔ اس کے ساتھ ہی کاروں کی کھڑکیوں سے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول گرے اور پھر کاروں کے اندر دودھیا رنگ کی گیس سی بھر گئی جو اب کھلی کھڑکیوں سے باہر نکل رہی تھی۔ کاریں رکی ہوئی تھیں اور اس کے اندر موجود افراد کی گردنیں ڈھلک چکی تھیں۔ راسٹر تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکلا اور دوڑتا ہوا ان کاروں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چاروں ساتھی بھی اوٹ سے نکلے اور تیزی سے کاروں کی طرف بڑھنے لگے۔

"ہاں۔ یہی عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ان کے مخصوص قد و قامت اور ان کی تعداد بتا رہی ہے کہ یہی ہیں۔ تم ان کا خیال رکھو میں آرہا ہوں"...... راسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر واپس اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا جس میں کرنل ڈیوڈ موجود تھا۔ راسٹر کے قریب پہنچنے پر کرنل ڈیوڈ کار سے باہر آ گیا۔

"کیا ہوا۔ کیا یہ واقعی عمران اور اس کے ساتھی ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ ان کے قد و قامت اور ان کی تعداد بتا رہی ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ اب ان کے لئے مزید کیا حکم ہے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ ان کی چیکنگ بعد میں ہوتی رہے گی۔ انہیں بہرحال ہلاک کر

دیا جائے۔ اگر یہ لوگ اصل ثابت نہ بھی ہوئے تب بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن اگر یہ اصل ہوئے اور انہیں موقع مل گیا تو یہ سچوئشن بدل بھی سکتے ہیں"....... راسٹر نے کہا۔

"انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ اور انہیں بلیک روم میں رکھو۔ میں انہیں زندہ صدر صاحب کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور سنو آئندہ میرے سامنے بزدلی کی بات مت کرنا ورنہ میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دوں گا۔ اس سے بڑی بزدلی کیا ہو گی کہ تم بے ہوش افراد سے خوفزدہ ہو رہے ہو نانسنس"۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور راسٹر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"لیکن باس بے ہوش آدمی کیسے چل سکتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی"....... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بے ہوش آدمی کیسے چل سکتا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا ایک معمولی سا کام کر کے۔ کیوں"....... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ دونوں کاروں کے ٹائر برسٹ ہو چکے ہیں اور ہمارے پاس بھی دو کاریں ہیں اور ان کی تعداد دس ہے اور آپ بھی ہیں۔ میں بھی اور ہمارے ساتھی بھی۔ اس لئے دو کاروں میں تو ہم سب اکٹھے نہیں چل سکتے اس لئے یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں بے ہوشی کے

عالم میں پیدل چلا کر ہیڈ کوارٹر پہنچایا جائے"....... راسٹر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ کرنل ڈیوڈ نے اس کی رائے کو مسترد کر کے اسے ذہنی تکلیف پہنچائی ہے اور اب وہ ایک لحاظ سے انتقام لینے پر اتر آیا ہو۔

"ہیڈ کوارٹر کال کر کے کاریں منگوا لو نانسنس۔ جلدی کرو ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر"....... راسٹر نے جواب دیا اور پھر اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر ہیڈ کوارٹر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل کارٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کارٹر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جناب۔ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے انتہائی حیرت انگیز اطلاع ملی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پہلے اپنا تعارف کرایا کرو۔ کون بول رہے ہو"...... کرنل کارٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں راشیل بول رہا ہوں جناب۔ جیوش چینل کے عارضی ہیڈ کوارٹر سے۔ میں یہاں انچارج ہوں اور مجھے لارڈ صاحب نے حکم دیا ہے کہ انتہائی اہم اطلاعات میں آپ کے نوٹس میں لایا کروں"۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ہاں۔ مجھے تمہارے بارے میں لارڈ صاحب نے بتایا تھا۔ کیا

اطلاع ہے"...... اس بار کرنل کارٹر نے نرم لہجے میں کہا۔

"باس۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ایک کوٹھی میں رہائش پذیر تھے۔ کرنل ڈیوڈ اور اس کے نائب راسٹر نے اس کوٹھی پر ریڈ کیا لیکن یہ لوگ وہاں موجود نہ تھے لیکن راسٹر نے کسی ذریعے سے ان دو کاروں کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں جنہیں یہ لوگ استعمال کر رہے تھے۔ پھر اس نے ٹریفک سیٹلائٹ کے ذریعے ان کاروں کو چیک کرایا تو اسے بتایا گیا کہ دونوں کاریں گوام پہاڑی کی جنوبی سمت میں موجود ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کارٹر بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اسے پہلے ہی بتایا گیا تھا کہ وہاں واقعی دو کاریں موجود تھیں۔ یہ لوگ پکنک منانے آئے ہوئے تھے اور پھر انہیں واپس بھجوا دیا گیا تھا۔

"پھر"...... کرنل کارٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"پھر راسٹر کو اطلاع ملی کہ دونوں کاریں ایئر فورس آپریشنل سپاٹ کی طرف گوام پہاڑی کی طرف سے آ رہی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے ساتھ چار مسلح آدمی لئے اور انہوں نے وہاں پکٹنگ کر لی۔ پھر ان لوگوں کو گیس فائر کر کے بے ہوش کر دیا گیا اور پھر راسٹر نے ہیڈ کوارٹر کال کر کے چار کاریں منگوائیں ہیں تاکہ انہیں جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر شفٹ کر دیا جائے"...... راشیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ بات کنفرم ہے کہ ان کاروں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہی تھے"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"ان کا خیال یہی ہے باس۔ بہرحال وہ انہیں ہیڈ کوارٹر اس لئے لے جا رہے ہیں تاکہ وہاں ان کی چیکنگ کر کے انہیں ہلاک کیا جا سکے"....... راشیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ تو ہم سب کے لئے اچھی اطلاع ہے۔ اسرائیل کے دشمنوں کا خاتمہ ہو رہا ہے"....... کرنل کارٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جناب اس طرح کریڈٹ جی پی فائیو لے جائے گی"....... راشیل نے دبے دبے سے لہجے میں کہا تو کرنل کارٹر چونک پڑا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ جی پی فائیو بھی تو اسرائیل کی ہی تنظیم ہے۔ مقصد تو دشمنوں کی ہلاکت ہے"....... کرنل کارٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لارڈ صاحب اس بات کو شاید پسند نہ کریں کیونکہ وہ کریڈٹ جیوش چینل کو ہی دلانا چاہتے ہیں"....... راشیل نے کہا۔

"لیکن کریڈٹ ہمیں کیسے مل سکتا ہے۔ انہیں گرفتار جی پی فائیو نے کیا ہے۔ ہلاک بھی وہی کریں گے پھر کریڈٹ ہمیں کیسے مل جائے گا"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"جناب انہیں وہاں سے نکالا جا سکتا ہے۔ اس طرح کریڈٹ ہمیں شفٹ ہو سکتا ہے"۔ راشیل نے کہا تو کرنل کارٹر چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو غلط بات ہے"....... کرنل کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر ہے کہ آپ لارڈ صاحب سے بات کر لیں۔ وہ زیادہ بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے میں کرتا ہوں بات"....... کرنل کارٹر نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ہاتھ اٹھایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لارڈ ہاؤس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپریشنل سپاٹ سے بلیک ہاک بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کراؤ"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"....... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ لارڈ بوفمین بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد لارڈ بوفمین کی بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل کارٹر بول رہا ہوں لارڈ صاحب"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"یس۔ کیا کوئی خاص بات ہے"....... لارڈ بوفمین نے کہا تو کرنل کارٹر نے راشیل سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کریڈٹ جی پی فائیو لے

گئی۔ ویری بیڈ۔ کیا تم انہیں چیک نہیں کر سکتے تھے"....... لارڈ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" وہ چونکہ رینج سے کافی دور تھے اور انہوں نے آگے بڑھنے کی کوشش بھی نہ کی تھی اس لئے ہم بھی خاموش رہے تھے"۔ کرنل کارٹر نے جواب دیا۔

" بہرحال یہ کریڈٹ جی پی فائیو کے پاس نہیں جانا چاہئے اور انہوں نے اسی لئے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہماری رینج سے نکالا ہے اس لئے یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ اگر جی پی فائیو یہ حرکت نہ کرتی تو لامحالہ یہ لوگ آپریشنل سپاٹ پر ہی آتے اور پھر ہمارے ہاتھوں مارے جاتے۔ ٹھیک ہے میں کرتا ہوں اس کا بندوبست"۔ لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کارٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" حیرت ہے۔ یہاں اس طرح کام ہوتے ہیں۔ بہرحال میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مجھے تو یہاں باندھ کر رکھ دیا گیا ہے"....... کرنل کارٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کرنل کارٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ بلیک ہاک بول رہا ہوں"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" لارڈ بول رہا ہوں کرنل کارٹر"....... دوسری طرف سے لارڈ کی آواز سنائی دی۔

" یس سر۔ حکم"....... کرنل کارٹر نے چونک کر کہا۔

" جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر کے گرد انتہائی سخت پہرہ ہے اور وہ لوگ انتہائی چوکنا بھی ہیں۔ شاید انہیں یہ خطرہ لاحق ہے کہ ان سے شکار چھینا جا سکتا ہے اس لئے میں نے انہیں حاصل کرنے کی کوشش ترک کر دی ہے البتہ تم نے انتہائی ہوشیار رہنا ہے"....... دوسری طرف سے لارڈ نے کہا تو کرنل کارٹر بے اختیار چونک پڑا۔

" جب یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے لارڈ تو پھر میرے چوکنا اور ہوشیار رہنے کا کیا مطلب ہوا"....... کرنل کارٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جی پی فائیو کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ وہ لازماً وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پھر اس کے بعد لامحالہ انہوں نے اس لیبارٹری پر ہی حملہ کرنا ہے اس لئے کہہ رہا ہوں"....... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس میرے لئے پرابلم ہے کہ میں یہاں پابند ہو کر رہ گیا ہوں اور جب تک یہ لوگ یہاں نہ آئیں میں ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا۔ اگر مجھے فیلڈ میں کام کرنے کی اجازت مل جاتی تو زیادہ بہتر تھا"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" تو پھر سپاٹ کی حفاظت کون کرے گا"....... لارڈ نے کہا۔

" میرا ایک ساتھی یہاں کافی ہے لارڈ۔ ویسے بھی وہ لوگ یہاں کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتے"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" اچھا اگر یہ لوگ جی پی فائیو سے بچ گئے تو پھر اس بارے میں

سوچیں گے "...... لارڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کارٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے فی الحال وہ اس کے سوا اور کیا کر سکتا تھا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو درد کی ایک تیز لہر اسے اپنے جسم میں دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ راڈز والی کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا اور اس کا نچلا جسم قطعی بے حس تھا البتہ اس کے اوپر والے جسم میں حرکت موجود تھی۔ یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس میں راڈز والی کرسیوں کی ایک طویل قطار موجود تھی۔ اس کے دونوں ہاتھ کرسی کے بازوؤں پر کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور اس کے دونوں اطراف میں اس کے ساتھی بھی کرسیوں پر موجود تھے اور ایک آدمی سب سے آخر میں موجود نعمانی کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ عمران کے ذہن میں سابقہ واقعات کسی فلم کے سین کی طرح گھوم گئے۔ وہ گوام پہاڑی کی

جنوبی سمت سے مین روڈ پر پہنچے تھے اور پھر ایک طویل چکر کاٹ کر وہ اس پوائنٹ کی طرف بڑھتے چلے آئے تھے جہاں سے آپریشنل سپاٹ کو سڑک نکلتی تھی اور پھران کی کاریں اس سڑک پر مڑی ہی تھیں کہ ریوالور کا دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازیں آئیں اور کار ڈولنے لگ گئی۔ ابھی عمران نے کار کو سنبھال کر روکا ہی تھا کہ سفید رنگ کا دھواں کار کے اندر پھیلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوب گیا تھا اور اب اسے یہاں ہوش آیا تھا۔ اسی لمحے انجکشن لگانے والا آدمی واپس مڑا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

" ہم کس کی قید میں ہیں مسٹر"....... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اوہ۔ تمہیں اتنی جلدی ہوش آ گیا۔ حیرت ہے۔ انجکشن کا اثر تو دس منٹ بعد ہونا تھا"....... اس آدمی نے رک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ذرا زیادہ حساس آدمی ہوں اس لئے انجکشن کا اثر مجھ پر بہت جلد ہو جاتا ہے۔ بہرحال تم بتاؤ کہ ہم کس کی قید میں ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں ہو۔ اس سے تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تم کس کی قید میں ہو"....... اس آدمی نے جواب دیا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل

سانس لیا۔ وہ آدمی ہال سے باہر جا چکا تھا۔ عمران نے کرسی کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن اصل مسئلہ اس کے نچلے جسم کے بے حس و حرکت ہونے کا تھا۔ اگر وہ اس کرسی سے کسی طرح نجات حاصل کر لیتا تب بھی وہ حرکت نہ کر سکتا تھا اور اس بات نے عمران کے ذہن میں خطرے کے الارم بجانے شروع کر دیئے تھے۔ وہ کرنل ڈیوڈ کی مشتعل مزاجی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے تو اس بات پر بھی حیرت تھی کہ کرنل ڈیوڈ نے انہیں بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کرنے کی بجائے انہیں اس طرح ہوش میں لانے کا کیوں حکم دیا ہے اور بے ہوشی تو ایک طرف وہ تو انہیں کاروں سمیت ہی اڑا دیتا لیکن پھر اسے خیال آیا کہ شاید یہ ساری کارروائی راسٹر کی ہو اور وہ انہیں اچھی طرح چیک کر کے ہلاک کرنا چاہتا ہو۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس کے ساتھی یکے بعد دیگرے کراہتے ہوئے ہوش میں آتے چلے گئے۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ یہ کون سی جگہ ہے"....... تقریباً سب نے ہی ہوش میں آتے ہوئے ایک ہی سوال کیا تھا۔

" ہم جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہارے نچلے جسم بھی مفلوج ہیں یا نہیں"....... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ واقعی میرا نصف جسم مفلوج کر دیا گیا ہے"....... صفدر نے کہا اور پھر باری باری سب نے یہی جواب دیا۔

"لیکن مجھے مفلوج نہیں کیا گیا"...... جولیا نے کہا اور پھر اس کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی صالحہ نے بھی یہی جواب دیا۔

"اچھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ خاصے بااخلاق واقع ہوتے ہیں کہ خواتین کا لحاظ کرتے ہیں لیکن اب کیا کیا جائے کہ موجودہ دور کی خواتین مردوں کا خیال ہی نہیں کرتیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا موقع ہے اس قسم کی بکواس کا"...... جولیا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب کا مطلب ہے کہ گو انہوں نے ہمارا لحاظ کیا ہے اور ہمارے نصف جسم مفلوج نہیں کئے لیکن ہمیں ان کا لحاظ نہیں کرنا چاہئے اور ان راڈز سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے"...... صالحہ نے کہا۔

"یہ۔ یہ تم عمران کی باتوں کا مطلب اتنی جلدی کیوں سمجھنے لگ گئی ہو جبکہ مجھے مدت ہو گئی ہے عمران کے ساتھ کام کرتے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی"...... جولیا نے ہونٹ چباتے اور خاصے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران تو عمران باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔ وہ جولیا کی بات کی تہہ میں چھپا ہوا اس کا مطلب بخوبی سمجھ گئے تھے۔

"جو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے اسے تو سمجھ آتی ہے۔ کیوں تنویر"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو اور مس جولیا کو ضرورت ہی نہیں

ہے تمہاری بات سمجھنے کی"...... تنویر نے جواب دیا تو سب بے اختیار قہقہے مار کر ہنس پڑے۔ ان سب کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی خطرے میں گھرے ہونے کی بجائے کسی پکنک پوائنٹ پر موجود آپس میں گپ شپ لگا رہے ہوں۔

"نہیں عمران صاحب ان کرسیوں کو شاید خصوصی انداز میں بنایا گیا ہے اس لئے ہمارے جسم معمولی سی حرکت کرنے کے بھی قابل نہیں ہیں"...... اچانک صالحہ نے کہا۔

"لیکن پھر ہم مردوں کو کیوں مفلوج کیا گیا ہے۔ لازمی بات ہے کہ ان کے ذہنوں میں یہ بات موجود تھی کہ ہم ان راڈز سے نجات حاصل کر سکتے ہیں"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی ہاتھوں میں پلاسٹک کی کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے کرسیاں ان کے سامنے ساتھ ساتھ رکھیں اور پھر تیزی سے واپس چلے گئے۔

"عمران کا ذہن اب تیزی سے ان راڈز سے نجات کے بارے میں سوچنے میں مصروف تھا۔ اس نے ہاتھوں کی انگلیاں موڑ کر کلائیوں کے گرد موجود کڑوں کے بٹن تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن باوجود کوشش کے وہ انہیں ٹریس نہ کر پا رہا تھا۔

"یہ واقعی عجیب بات ہے کہ کوئی کوشش کامیاب ہی نہیں ہو رہی"...... جولیا کی آواز سنائی دی۔

"اپنے سامنے پیروں سے زمین کو پریس کرو"...... عمران نے کہا۔

"وہ میں پہلے ہی کر کے دیکھ چکی ہوں"...... جولیا نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ان کرسیوں کا سسٹم بالکل علیحدہ ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ یہ خصوصی طور پر تیار کرائی گئی ہیں لیکن اصل نکتہ اسی میں پنہاں ہے کہ ہمارے نچلے جسموں کو مفلوج کر دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ٹانگوں کی حرکت سے کوئی کام لیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ سب سے نچلے راڈ کے درمیان جوڑ ہے۔ ایک منٹ"...... اچانک جولیا کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے کیونکہ جولیا کی ٹانگوں کے سامنے موجود تین راڈز غائب ہو گئے تھے۔ باقی راڈز موجود تھے۔ اسی لمحے ایک بار پھر کٹک کی آواز سنائی دی اور صالحہ کی ٹانگوں کے سامنے موجود تین راڈز بھی غائب ہو گئے کیونکہ اس نے بھی جولیا کی طرح گھٹنوں کی ٹکر سب سے نچلے راڈز پر لگائی تھی اور اس طرح وہ تینوں راڈز غائب ہو گئے تھے۔

"کیا تم اب نیچے کھسک سکتی ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے کوشش کی ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور کرنل ڈیوڈ اس طرح اکڑتا ہوا اندر داخل ہوا

جیسے کوئی فاتح اپنی مفتوحہ مملکت میں پہلی بار داخل ہوتا ہے۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت اور فتح مندی کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے پیچھے راسٹر تھا اور راسٹر کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح دو افراد تھے۔

"اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا ان لڑکیوں کے جسم مفلوج نہیں کئے تھے تم نے"...... راسٹر نے کرسی کے قریب پہنچتے ہی مڑ کر اپنے پیچھے آنے والے دونوں مسلح آدمیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا ہوا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار اچھل کر پوچھا۔ اس کے چہرے پر موجود اطمینان اور فتح مندی کا تاثر یکلخت غائب ہو گیا تھا بلکہ اس کی جگہ پریشانی اور الجھن نے لے لی تھی۔

"اوہ باس۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ خصوصی ساخت کی کرسیاں ہیں۔ ان کے راڈز کے دو سیٹ ہیں جن میں سے ایک سیٹ ٹانگوں کے سامنے ہے جبکہ دوسرا سیٹ اوپر والے جسم کے گرد ہوتا ہے۔ نیچے والا سیٹ یہاں سے آپریٹ کیا جاتا ہے جبکہ اوپر والا بڑا سیٹ یہاں سے نہیں بلکہ آپریشن روم سے آپریٹ ہوتا ہے اس لئے عام لوگوں کے لئے تو مجھے کبھی ان کے بارے میں کوئی خدشہ محسوس نہیں ہوتا تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھی بہرحال عام ایجنٹ نہیں ہیں اس لئے میں نے اس خیال کے تحت کہ کہیں یہ نیچے والے سیٹ کو آپریٹ نہ کر لیں ان کے نچلے جسموں کو مفلوج کر دینے والے انجکشن لگوا دیئے تھے تاکہ یہ کسی طرح بھی ہمارے خلاف

کوئی حرکت نہ کر سکیں لیکن شاید ان دونوں لڑکیوں کے نصف جسموں کو مفلوج نہیں کیا گیا تھا اس لئے انہوں نے گھٹنوں کی ضرب سے ٹانگوں کے سامنے والے سیٹ کو آپریٹ کر لیا ہے اور میں نے چیک کر لیا تھا کہ ان کی ٹانگوں کے سامنے والے سیٹ غائب ہیں اس لئے میں ٹونی سے پوچھ رہا تھا کیونکہ انجکشن اس نے ہی لگائے تھے"...... کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات کو دیکھتے ہوئے راسٹر نے پوری تفصیل سے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"باس آپ نے کہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں میں انجکشن لگائے جائیں اور میں یہی سمجھا تھا کہ آپ نے مردوں کے بارے میں حکم دیا ہے"...... اس مشین گن بردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ٹھیک ہے۔ یہ لوگ بھی اگر ایسا کر لیتے تو بھی کوئی فرق نہ پڑتا"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیوں فرق نہ پڑتا۔ کم از کم ہم مرتے ہوئے ایڑیاں تو رگڑ لیتے۔ اب تو ہم اس لطف سے بھی محروم ہو گئے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ اور راسٹر دونوں چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"تو تم نے کیا سمجھ لیا تھا کہ تم ہمیشہ فاتح رہو گے۔ اب دیکھو آخر کار ہم نے تمہیں تسخیر کر لیا ہے نان"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے ہمارا سراغ کیسے لگا لیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کام راسٹر کا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اب جبکہ ہم نے ہلاک تو ہو ہی جانا ہے راسٹر کیا تم ہمیں اپنی مہارت کے بارے میں نہ بتاؤ گے تاکہ ہمیں کم از کم یہ تو معلوم ہو سکے کہ ہم سے غلطی کیا ہوئی ہے"...... عمران نے اس بار راسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسا باس کی ذہانت کی وجہ سے ہوا ہے"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کوٹھی کو ٹریس کرنے سے لے کر کاریں ٹریس کرنے تک کی تفصیل بتا دی۔

"مطلب ہے کہ کرنل ڈیوڈ کی عقل داڑھ اب واقعی نکل آئی ہے۔ مبارک ہو کرنل ڈیوڈ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو کرنل ڈیوڈ کا سینہ بے اختیار پھولتا چلا گیا۔

"راسٹر معلوم کرو کہ صدر صاحب پریذیڈنٹ ہاؤس سے روانہ ہوئے ہیں یا نہیں۔ میں انہیں زیادہ وقت نہیں دینا چاہتا"۔ کرنل ڈیوڈ نے راسٹر سے کہا اور راسٹر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"تم دونوں باہر جاؤ اور دروازہ بند کر دو"...... کرنل ڈیوڈ نے ان مسلح افراد سے کہا اور وہ دونوں بھی خاموشی سے باہر چلے گئے۔

کرنل ڈیوڈ کے ان احکامات کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں
کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سنو عمران۔ اگر تم وعدہ کرو کہ تم جیوش چینل کے لارڈ بوفمین
کا خاتمہ کر دو گے تو میں تمہیں رہا کر سکتا ہوں۔ بولو۔ جواب دو"۔
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"وعدے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس نے بہرحال ہلاک ہونا
ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ تم وعدہ نہیں کرنا چاہتے۔ او کے ٹھیک ہے پھر
تمہیں خود ہلاک ہونا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تم مجھے کیسے رہا کر سکتے ہو۔ اب تو ایسا ہونا ناممکن ہے جبکہ تم
نے صدر کو بھی یہاں بلوا لیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ مجھ پر چھوڑ دو۔ تم اپنی بات کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سوری کرنل ڈیوڈ میں تم جیسے لوگوں سے بھیک مانگ کر
رہائی نہیں چاہتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے میری زندگی بچانی ہے تو پھر وہ خود
ہی کوئی نہ کوئی سبب بنا دے گا اور اگر میری موت آ گئی ہے تو پھر
تم بھی مجھے نہیں بچا سکتے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب
دیا۔

"ہونہہ۔ تم واقعی عمران ہو۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے۔ میں نے
آخری ٹیسٹ کے طور پر یہ بات کی تھی۔ اگر تم رضامند ہو جاتے تو
پھر میں سمجھ جاتا کہ تم جو کوئی بھی ہو بہرحال عمران نہیں ہو سکتے"۔

کرنل ڈیوڈ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا اور پھر اس سے پہلے
کہ مزید کوئی بات ہوتی راسٹر اندر داخل ہوا۔

"باس۔ صدر صاحب وہاں سے روانہ ہو چکے ہیں"...... راسٹر نے
اندر آ کر کہا۔

"اوہ۔ پھر ہمیں ان کا استقبال گیٹ پر کرنا ہو گا۔ کیا تم پوری
طرح مطمئن ہو کہ یہ لوگ رہا تو نہیں ہو جائیں گے"...... کرنل
ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ یہ چاہے کچھ بھی کر لیں یہ رہا نہیں ہو سکتے"۔ راسٹر
نے انتہائی یقین بھرے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا مڑا اور
تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی ہال کا دروازہ
بند ہوا اسی لمحے کھٹاک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی نہ
صرف جولیا کے جسم کے گرد موجود راڈز غائب ہو چکے تھے بلکہ اس کی
کلائیوں کے گرد موجود راڈز بھی غائب ہو گئے تھے اور اس کے ساتھ
ہی جولیا اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"اوہ۔ یہ کیسے ہو گیا"...... عمران سمیت سب کے منہ سے بے
اختیار نکلا۔

"بعد میں بتاؤں گی"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ
تیزی سے صالحہ کی کرسی کی طرف بڑھی اور چند لمحوں بعد صالحہ کے جسم
اور بازوؤں کے گرد موجود راڈز بھی کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے
ساتھ ہی غائب ہو گئے۔

" صالحہ سنو۔ ہم نے صدر کو اس انداز میں یرغمال بنانا ہے کہ یہ لوگ مجبور ہو کر نہ صرف عمران اور دوسرے ساتھیوں کو ٹھیک کر کے انہیں آزاد کرنے پر مجبور ہو جائیں بلکہ ہمیں یہاں سے صحیح سلامت باہر نکلنے کے لئے بھی مجبور ہو جائیں"...... جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ارے ہمارے راڈز تو غائب کر دو تاکہ مرنے سے پہلے ہم ہاتھ اٹھا کر دعا تو مانگ سکیں"...... عمران نے کہا اور جولیا بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف مڑی۔ اس نے عمران کی کرسی کے دائیں پیر کی اندرونی سائیڈ میں اپنی جوتی کی نوک ڈالی اور چند لمحوں بعد کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران کی ٹانگوں کے سامنے موجود راڈز کے علاوہ ہاتھوں کے گرد اور باقی جسم کے گرد موجود راڈز بھی غائب ہو گئے جبکہ جولیا نے جھک کر ٹانگوں کے سامنے سب سے نچلے راڈ پر ہاتھ مارا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹانگوں کے سامنے والے راڈز بھی غائب ہو گئے۔

" اوہ۔ کیا آپریشنل ورکر باہر تھا"...... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ جب اس راسٹر نے بتایا کہ اوپر والے راڈز کو آپریشنل سسٹم سے آپریٹ کیا جاتا ہے تو میں اس کا سسٹم سمجھ گئی تھی"۔ جولیا نے کہا اور تیزی سے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر کی طرف مڑ گئی جبکہ صالحہ نے دروازے کو اندر سے چٹخنی لگائی اور پھر وہ بھی جولیا کی طرف بڑھی۔ جولیا نے اسے بتا دیا کہ اس نے کیا کرنا ہے اس لئے وہ

دوسرے ساتھیوں کو آزاد کرانے میں جولیا کی مدد کرنے لگی۔ وہ دونوں چونکہ انتہائی تیزی سے کام کر رہی تھیں اس لئے تھوڑی ہی دیر بعد ان کے سارے ساتھی راڈز کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے لیکن اس کے باوجود وہ کرسیوں پر بیٹھنے پر مجبور تھے کیونکہ ان کے نچلے جسم بے حس و حرکت تھے۔

" جولیا تمہارے بالوں میں پن موجود ہے۔ اس کے تیز کونے سے میری پنڈلی پر زخم ڈال کر خون نکالو۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے بغیر کچھ پوچھے بجلی کی سی تیزی سے اس کی ہدایت پر عمل کیا تو عمران کی دونوں ٹانگوں میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے اور اب تو جولیا نے ایک ایک کر کے باقی تمام ساتھیوں کے ساتھ بھی یہی کارروائی کی اور پھر سب سے پہلے عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے وہ لڑکھڑایا لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔ چند لمحوں بعد باقی ساتھی بھی اسی انداز میں کھڑے ہو گئے اور دیکھتے دیکھتے وہ سب باقاعدہ حرکت کرنے کے قابل ہو گئے۔

" آؤ۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے اس کمرے کی شمالی دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار کے کونے میں موجود ذرا سے ابھار پر اپنے بوٹ کی ٹو ماری تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے غائب ہو گئی۔ اب دوسری طرف ایک راہداری نظر آ رہی تھی۔

" آجاؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا اور تیزی سے اندر داخل

ہوا۔ اس کے پیچھے باقی ساتھی بھی اندر داخل ہوئے تو عمران نے مڑ کر ایک بار پھر ابھار پر بوٹ کی ٹو ماری تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔

"آؤ"....... عمران نے کہا اور دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کا اختتام ایک سٹور نما کمرے میں ہوا۔ عمران نے یہاں بھی اس کے فرش کا ایک حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھایا اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اترنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔ ان سب کے سیڑھیاں اترنے کے بعد عمران نے مڑ کر آخری سیڑھی کے درمیان میں زور سے پیر مارا تو اوپر فرش برابر ہو گیا۔ اب وہ ایک اور طویل سرنگ میں دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔

"عمران"....... جولیا نے کہا۔

"خاموش رہو"....... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ اس طویل سرنگ کا اختتام ایک بند کمرے میں ہوا جس میں نہ کوئی دروازہ تھا نہ کوئی کھڑکی اور نہ روشندان۔ عمران اس کمرے میں پہنچتے ہی پیروں کے بل اکڑوں ایک دیوار کی جڑ میں بیٹھ گیا جبکہ باقی ساتھی حیرت بھری نظروں سے اسے وہاں بیٹھا دیکھ رہے تھے۔ عمران نے دیوار کی جڑ میں دائیں بائیں اپنا ہاتھ مارا تو دوسرے لمحے ایک بار پھر سرر کی آواز سنائی دی اور دیوار درمیان سے کھل کر سائیڈوں میں ہو گئی۔ دوسری طرف ایک اور کمرہ تھا اور وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے۔ ان سب کے

چہروں پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ یہ کمرہ اسلحے کا سٹور تھا اور پہلے کمرے کی طرح چاروں طرف سے بند تھا۔ عمران تیزی سے ایک بند پیٹی کی طرف بڑھا۔ اس نے اسے کھولا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ اس نے اس کے اندر سے ایک انتہائی طاقتور بم نکالا اور اسے مخصوص انداز میں آپریٹ کر کے اس نے اسے واپس پیٹی میں رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اس کمرے کے ایک کونے میں اس نے ایک بار پھر دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے کھل گئی۔ دوسری طرف سڑک تھی جس پر ٹریفک رواں دواں تھی۔

"آؤ"....... عمران نے کہا اور باہر آگیا۔ چند لمحوں بعد اس کے باقی ساتھی بھی باہر آگئے تھے اور عمران نے مڑ کر دیوار کے ایک پتھر کو دبایا تو دیوار دوبارہ برابر ہو گئی۔

"ہاں۔ اب تم بات کر سکتی ہو"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ان خفیہ راستوں کا علم کیسے ہوا ہے"....... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی پی فائیو کے اس ہیڈ کوارٹر کا اصل نقشہ میرے ہاتھ لگ گیا تھا اس لئے میں اس ہیڈ کوارٹر کے ہر راستے سے واقف ہوں"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ٹائم بم تھا جسے آپ نے آپریٹ کیا تھا"....... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ کرنل ڈیوڈ اور راسٹر کو کچھ نہ کچھ سزا دینا ضروری تھا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ سب اب تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"اب ہم نے کہاں جانا ہے"....... صفدر نے کہا۔

"اب ریڈ ایگل کو کال کرنا پڑے گا اور کوئی صورت نہیں رہی"....... عمران نے کہا اور سائیڈ پر موجود پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے فون بوتھ میں داخل ہو کر کوٹ کی ایک چھوٹی جیب سے کارڈ نکالا اور پھر اس کارڈ کو اس نے فون باکس کے مخصوص خانے میں ڈال کر دبایا تو فون باکس پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ عمران نے ہک سے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈار جنگ کلب"....... ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹمبکٹو بول رہا ہوں۔ بیکر سے بات کراؤ میں اسے لاسٹ وارننگ دینا چاہتا ہوں"....... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بیکر موجود نہیں ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور ہک سے لٹکا دیا اور ایسا کرتے ہی سبز رنگ کا بلب بجھ گیا۔ عمران نے کارڈ کو مزید دبایا تو سبز رنگ کا بلب ایک بار پھر جل اٹھا اور عمران نے رسیور ہک

سے اٹھا کر ایک بار پھر وہی نمبر پریس کر دیئے۔

"ڈار جنگ کلب"....... وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ٹمبکٹو بول رہا ہوں۔ کیا بیکر آ گیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ دوسرے نمبر پر ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے رسیور ایک بار پھر ہک سے لٹکایا تو سبز رنگ کا بلب بجھ گیا۔ عمران نے کارڈ کو مزید دبایا تو سبز رنگ کا بلب ایک بار پھر جل اٹھا تو عمران نے رسیور ہک سے علیحدہ کیا اور اس آدمی کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

"بیکر بول رہا ہوں"....... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ٹمبکٹو بول رہا ہوں"....... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں"....... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"پبلک فون بوتھ سے"....... عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ کیا چاہیئے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"خصوصی اسلحہ"....... عمران نے جواب دیا۔

"لسٹ موجود ہے آپ کے پاس"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں"....... عمران نے جواب دیا۔

"کتنی آئیٹمز ہیں"....... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"دس"....... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تھرڈ سٹریٹ کے پہلے چوک پر پہنچ جاؤ۔ میرا آدمی آ کر تم

سے لسٹ لے جائے گا اور پھر تمہاری ڈیمانڈ سپلائی کر دی جائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور ایک بار پھر ہک سے لٹکایا۔ کارڈ نکال کر دوبارہ کوٹ کی اسی اندرونی چھوٹی جیب میں ڈالا اور پبلک فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی ادھر ادھر ہو چکے تھے۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھا اور پھر آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چوک پر پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی ایک ایک کر کے وہاں پہنچ گئے۔

" عمران صاحب اب تک کرنل ڈیوڈ کو ہمارے فرار ہونے کا علم ہو گیا ہو گا اور اس راستے کا بھی۔ وہ یہاں پہنچ سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

" فکر مت کرو۔ ابھی ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے"۔ عمران نے کہا۔

" وہ بم بھی ابھی تک نہیں پھٹا"...... اس بار جولیا نے کہا۔

" وہ بھی پھٹ جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک اسٹیشن ویگن چوک پر آ کر رکی اور اس میں سے ایک آدمی باہر نکل کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے لپنے بال اس طرح سنوارنے شروع کر دیئے جیسے اسے سب سے زیادہ لپنے بالوں کی ہی فکر ہو اور عمران مسکراتا ہوا اس کی طرف بڑھ گیا۔

" میرا نام ٹمبکٹو ہے اور میں نے بیکر سے ملنا ہے"...... عمران نے قریب آ کر کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

" کتنے آئیٹمز ہیں"...... اس آدمی نے کہا۔

" مجھ سمیت دس"...... عمران نے کہا۔

" اوکے۔ جلدی سے ویگن میں بیٹھ جاؤ"...... اس آدمی نے کہا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ سب ویگن کی عقبی طرف کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئے جبکہ عمران ڈرائیور کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اسٹیشن ویگن تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ ڈرائیور خاموش بیٹھا ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ویگن ایک کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔ ڈرائیور نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور ویگن اندر لے گیا۔ پورچ میں چار مسلح آدمی موجود تھے۔ عمران نیچے اترا تو عقبی طرف سے اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے اور پھر وہ ابھی برآمدے تک نہیں پہنچے تھے کہ ایک ادھیڑ عمر فلسطینی تیزی سے چلتا ہوا برآمدے میں پہنچا اور غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔

" ارے تم نے تو سیاہ گاؤن پہنا ہوا ہے شیخ سالم جبکہ میں سمجھا تھا کہ ریڈ ایگل کا گاؤن سرخ ہو گا"...... عمران نے اس بار لپنے اصل لہجے میں کہا تو اس ادھیڑ عمر کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یا اخی عمران ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ کتنے طویل عرصے بعد تم سے ملاقات ہو رہی ہے"...... ادھیڑ عمر نے جسے عمران نے شیخ سالم کہا تھا تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ عمران سے اس طرح لپٹ گیا جیسے صدیوں کے بچھڑے ہوئے ایک دوسرے سے لپٹتے ہیں ۔

"ارے ارے میرے جسم میں سٹین لیس سٹیل کی پسلیاں نہیں ہیں"...... عمران نے کراہتے ہوئے کہا تو شیخ سالم ہنستا ہوا پیچھے ہٹ گیا ۔

"آؤ ۔ آؤ ۔ اندر آجاؤ ۔ آجاؤ"...... شیخ سالم نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا ۔

"سالم بھنا ہوا بکرا نہ مل سکا تو سالم مرغ مسلم ضرور مل جائے گا ۔ آؤ"...... عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ اس ادھیڑ عمر فلسطینی کے نام شیخ سالم کی وجہ سے عمران نے یہ فقرہ کہا ہے ۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک ہال نما تہہ خانے میں کرسیوں پر موجود تھے ۔

"آپ لوگ کب سے آئے ہیں ۔ مجھے اطلاع کیوں نہیں دی گئی"...... شیخ سالم نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا ۔

"اطلاع دینے کا پراسیس اس قدر طویل اور پیچیدہ ہے کہ تمہیں اطلاع دینے کے بعد آدمی پوری دنیا کے معمے حل کر سکتا ہے" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیخ سالم بے اختیار ہنس پڑا ۔

"کیا کیا جائے ۔ ان دنوں جیوش چینل والوں نے اندھیر مچا رکھا

ہے ۔ ہر تنظیم میں ان کے آدمی گھسے ہوئے ہیں"...... شیخ سالم نے معذرت آمیز لہجے میں کہا ۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم تک اطلاعات پہنچانے کے لئے تمہارے آدمیوں کو بھی خاصی مشکل پیش آ رہی ہے"...... عمران کہا تو شیخ سالم بے اختیار چونک پڑا ۔

"کیا مطلب"...... شیخ سالم نے کہا ۔

"جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب تک جی پی فائیو کا پورا ہیڈ کوارٹر نہیں تو آدھے سے زیادہ بہرحال لازماً تباہ ہو چکا ہو گا لیکن تمہیں کسی بات کی خبر ہی نہیں" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو شیخ سالم کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ تو جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کو تم لوگوں نے تباہ کیا ہے ۔ اوہ ۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ لیکن میں سمجھا تھا کہ شاید ہمیں ڈاج دینے کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے ورنہ یہاں تو ایسی کوئی تنظیم نہیں ہے جو جیوش چینل کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنا تو ایک طرف اس میں داخل ہونے میں بھی کامیاب ہو سکے ۔ اوہ ۔ تو یہ آپ لوگ تھے"...... شیخ سالم نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اسی لمحے ایک آدمی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا ۔ ٹرے میں مشروبات کے گلاس موجود تھے ۔ اس نے ایک ایک گلاس سب

کے سامنے رکھا اور خاموشی سے واپس چلا گیا جبکہ شیخ سالم رسیور اٹھائے دوسری طرف سے بولنے والے کی بات خاموشی سے سن رہا تھا۔

" ہاں۔ مجھے اطلاع مل گئی ہے لیکن کاش صدر اور کرنل ڈیوڈ بھی ہلاک ہو جاتے۔ بہرحال ٹھیک ہے"...... شیخ سالم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کتنا نقصان ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ لوگ واقعی حیرت انگیز انداز میں کام کرتے ہیں اور جب بھی آپ کوئی مشکل کام کرتے ہیں ہم سوچتے ہی رہ جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ آپ نے کیسے کیا ہو گا۔ بہرحال جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کا کافی بڑا حصہ اچانک خوفناک دھماکوں سے تباہ ہو گیا ہے اور ان دھماکوں سے چند لمحے پہلے اسرائیل کے صدر ہیڈ کوارٹر کا دورہ کر کے واپس گئے ہیں۔ اگر وہ کچھ دیر اور وہاں رہتے تو وہ بھی ہلاک ہو سکتے تھے۔ کرنل ڈیوڈ بھی بچ گیا ہے کیونکہ وہ اسرائیل کے صدر کو سی آف کرنے کے فوری بعد کار پر بیٹھ کر کہیں چلا گیا تھا"...... شیخ سالم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس کے نائب راسٹر کے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے"۔ عمران نے کہا۔

" نہیں۔ کیا معلوم کرنا ہے"...... شیخ سالم نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں"...... عمران نے کہا تو شیخ سالم نے رسیور اٹھایا اور نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ڈبل ایس بول رہا ہوں۔ جی پی فائیو کے راسٹر کے بارے میں معلوم کر کے مجھے اطلاع دو"...... شیخ سالم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" ہاں۔ اب آپ بتائیں کہ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ شیخ سالم نے کہا۔

" ہم نے اب تک اپنی سی طویل کوششیں کی ہیں لیکن جہاں بھی ہم نے کوئی رہائش گاہ حاصل کی ہے یا کاریں حاصل کی ہیں ان کو کسی نہ کسی انداز میں ٹریس کر لیا گیا ہے اور اب جبکہ جی پی فائیو کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا ہے تو اب پورے تل ابیب میں ہمیں انتہائی سرگرمی سے تلاش کیا جائے گا اور لازماً ان کے ذہنوں میں یہ بات بھی ہو گی کہ ہم نے کسی نہ کسی فلسطینی تنظیم کا تعاون حاصل کیا ہے اس لئے وہ تمام فلسطینی تنظیموں اور گروپس کو چیک کریں گے اور اس چیکنگ میں لامحالہ ریڈ ایگل بھی آئے گا۔ اس لئے تم بتاؤ کہ کیا تم اس چیکنگ سے ماورا کوئی انتظام کر سکتے ہو۔ اسلحہ، کاریں اور رہائش گاہ کا انتظام"...... عمران نے کہا تو شیخ سالم نے ایک طویل سانس لیا۔

" ریڈ ایگل کو چیک نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات حتمی ہے کیونکہ میں ہر لمحے مشکوک افراد کو ٹریس کرتا رہتا ہوں اور ہم نے ایسا نیٹ ورک قائم کر رکھا ہے کہ مشکوک آدمی ایک لمحے میں ٹریس ہو جاتا ہے۔ اب تک میں چار ایجنٹوں کو ٹریس کر کے نہ صرف انہیں ختم

کر چکا ہوں بلکہ ان سے وابستہ کئی اور افراد بھی ختم ہو چکے ہیں اس لئے ان باتوں سے بے فکر رہیں۔ باقی رہی رہائش گاہ، اسلحہ اور کاروں کی بات تو یہ ہمارے لئے انتہائی معمولی بات ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور کام بتائیں"...... شیخ سالم نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شیخ سالم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ڈبل ایس بول رہا ہوں"...... شیخ سالم نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" راسٹر شدید زخمی ہے اور ہسپتال میں ہے۔ اس کا آپریشن ہو رہا ہے"...... شیخ سالم نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" پرنس آپ کا ٹارگٹ اس بار کیا ہے"...... شیخ سالم نے کہا۔

" ہمارا ٹارگٹ ایرو میزائل لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو شیخ سالم کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے

" ایرو میزائل لیبارٹری۔ یہ کہاں ہے"...... شیخ سالم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہیں تل ابیب میں ہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شیخ صاحب کھانا لگ گیا ہے"...... اچانک ایک ملازم نے

اندر آ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا۔ آؤ پرنس پہلے کھانا کھا لیں پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی"...... شیخ سالم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" یہ تفصیل کہاں سے آئے گی"...... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا تو شیخ سالم بے اختیار چونک پڑا۔

" کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... شیخ سالم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تفصیل کا مطلب ہوتا ہے مفصل۔ یعنی بہت لمبی چوڑی اور جب معدے میں کھانا بھر جائے گا تو پھر تفصیل کی جگہ کہاں رہ جائے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ وہ بھی باہر آ جائے گی"...... شیخ سالم نے جواب دیا اور اس بار عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس کے ساتھی بھی شیخ سالم کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑے تھے۔ ویسے شیخ سالم کی ان کی طرف توجہ نہ تھی اور انہیں حیرت تھی کہ شیخ سالم بس عمران کی طرف ہی متوجہ تھا۔ اس نے انہیں اس طرح نظرانداز کر دیا تھا جیسے ان کا وجود عدم وجود کے برابر ہو۔ کھانا بے حد پرتکلف تھا اور چونکہ ان سب کو بھی بے حد بھوک لگ رہی تھی اس لئے ان سب نے بھی بغیر تکلف کے کھایا۔

" عمران صاحب۔ شیخ سالم نے ہمارے بارے میں کوئی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی وہ ہماری طرف متوجہ ہوا تھا۔ اس کی کوئی خاص

وجہ ہے"...... صفدر نے اچانک عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"شیخ سالم ریڈ ایگل کا سربراہ ہے اس لئے وہ معاملے میں بے حد محتاط رہتا ہے۔ اس نے دانستہ تم سب کے بارے میں اس لئے بات نہیں کی کہ میں نے بھی تمہارا تفصیلی تعارف نہیں کرایا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہارے اصل نام کسی کے سامنے آئیں"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" کھانا کھانے کے بعد وہ سب ایک بار پھر سٹنگ روم میں پہنچ گئے اور وہاں انہیں قہوہ پیش کیا گیا جو بے حد لذیذ تھا۔

"ہاں تو پرنس بات ہو رہی تھی لیبارٹری کی۔ کیا اس لیبارٹری کی کوئی خاص اہمیت ہے۔ مجھے تو اس بارے میں کوئی علم ہی نہیں ہے"...... شیخ سالم نے کہا اور عمران نے اسے تفصیل سے بتا دیا کہ ایرو میزائل کا اصل فارمولا پاکیشیائی سائنس دان کا تھا جسے اسرائیل نے ایکریمیا سے اغوا کیا اور پھر یہاں لیبارٹری بنا لی لیکن وہ سائنس دان یہاں سے فرار ہو کر پاکیشیا پہنچ گیا اور پھر وہاں شوگران کی مدد سے ایرو میزائل کی لیبارٹری قائم کی گئی۔ اسرائیل نے غیر متعلق تنظیموں کی مدد سے پاکیشیا کی یہ لیبارٹری تباہ کرنے کی سازش کی لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسے تباہ ہونے سے بچا لیا اور پھر پاکیشیائی حکام نے طے کیا کہ جب تک اسرائیل کی ایرو میزائل لیبارٹری تباہ نہیں ہو گی اسرائیل پاکیشیا کی لیبارٹری کے خلاف

سازشیں کرتا رہے گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا انٹی میزائل بنا کر کافرستان کو سپلائی کر دے۔ اس طرح پاکیشیا کا یہ اہم دفاعی ہتھیار ناکارہ ہو کر رہ جائے گا اور اس بنا پر ہم یہاں اس لیبارٹری کو تباہ کرنے آئے ہیں۔

"آپ نے ٹریس کر لیا ہے کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے"...... شیخ سالم نے کہا۔

"ہاں۔ گوام پہاڑی کے نیچے یہ لیبارٹری ہے جبکہ اوپر ایئر فورس کا آپریشنل سپاٹ بنا ہوا ہے اور اس کی حفاظت جیوش چینل کر رہی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن جیوش چینل کا کلبیر تو ہلاک ہو چکا ہے پھر وہاں کون کام کر رہا ہے۔ اصل آدمی تو کلبیر تھا"...... شیخ سالم نے کہا۔

"ایک اور سپر ٹاپ ایجنٹ کرنل کارٹر کو یورپ سے منگوایا گیا ہے۔ اس کا کوڈ نام بلیک ہاک ہے اور اب وہ اپنے دس ساتھیوں سمیت وہاں کی حفاظت کر رہا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ ساری تفصیل بتا دی جس میں وہ اس پہاڑی کی جنوبی سمت جائزہ لینے گئے تھے اور پھر وہاں سے وہ اس کی طرف جانے والی سڑک پر پہنچے تو انہیں بے ہوش کر کے جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر پہنچایا گیا اور پھر وہاں سے نکلے اور انہوں نے اسے کال کیا جس کے نتیجے میں وہ اس وقت یہاں موجود ہیں۔

"اوہ۔ پرنس کیا آپ کو جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کے خفیہ

راستوں کے بارے میں پہلے سے معلوم تھا"...... شیخ سالم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایک مشن کے دوران میں نے اسے تباہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اس کے لئے میں نے اس انجینئر سے اس کے اصل نقشے کی کاپی حاصل کر لی تھی لیکن پھر حالات اس قدر تیزی سے تبدیل ہو گئے تھے کہ اس پر کام کرنے کی نوبت ہی نہ آئی تھی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت نقشے پر کی جانے والی محنت آج ہمارے کام آ گئی ہے ورنہ اس وسیع و عریض ہیڈ کوارٹر سے نکلنا خاصا مشکل ثابت ہو سکتا تھا"...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ تم نے طلب کیا ہے پرنس وہ تو سمجھو ہو گیا اس کے علاوہ اگر کوئی ضرورت ہو تو بتا دو"...... شیخ سالم نے کہا۔

"نہیں۔ بس اتنا ہی کام ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر تم کہو تو میں اس گوام پہاڑی کے سلسلے میں کام کروں"۔ شیخ سالم نے کہا۔

"کیسا کام"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس پہاڑی پر یہ آپریشنل سپاٹ تقریباً پانچ چھ سال قبل بنایا گیا ہے اور یقیناً وہ لیبارٹری بھی اسی وقت بنائی گئی ہو گی جبکہ اس سے پہلے یہ پہاڑی اپنی اصل حالت میں موجود تھی اور وہاں پہاڑی خرگوشوں کی ایک خاص قسم خاصی تعداد میں پائی جاتی تھی جس کا شکار کھیلنے کے لئے بے شمار لوگ وہاں جایا کرتے تھے۔ ان میں ایک

شکاری میری تنظیم کا آدمی ہے اور وہ اس پہاڑی کے ایک ایک پتھر اور ایک ایک رخنے سے واقف ہے"...... شیخ سالم نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔

"گڈ شو شیخ سالم۔ کیا تم اسے یہاں بلوا سکتے ہو"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں سے تمہارا مطلب اس کمرے سے ہے یا اس کوٹھی سے"۔ شیخ سالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا وہ پہلے سے یہاں موجود ہے"...... عمران نے شیخ سالم کی بات سے ہی اندازہ لگا لیا تھا اس لئے اس نے یہ بات کر دی تھی۔

"تم واقعی انتہائی ذہین ہو پرنس۔ ہاں اس کا نام اسدی ہے اور وہ یہاں موجود ہے"...... شیخ سالم نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آواز دی تو ایک ملازم تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"اسدی کو بلاؤ"...... شیخ سالم نے کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور یہ ان آدمیوں میں شامل تھا جو باہر برآمدے میں موجود تھے۔

"بیٹھو اسدی۔ یہ پرنس عمران ہیں۔ تمام فلسطینیوں کے محسن"...... شیخ سالم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے جناب۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں مگر

"مجھے نہیں پہچانتے"...... اسدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک خالی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"اچھا۔ وہ کیسے۔ کیا میری تصویریں یہاں کی فٹ پاتھوں پر بک رہی ہیں"...... عمران نے کہا تو شیخ سالم کے ساتھ ساتھ اسدی بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں ابو یعقوب کا خاص ملازم تھا جناب اور آپ ابو یعقوب صاحب کے پاس کئی روز تک مہمان رہے تھے۔ ان کی شہادت کے بعد میں ریڈ ایگل میں شامل ہو گیا تھا"...... اسدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ یہ بات ہے۔ پھر تم واقعی مجھے پہچانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اسدی۔ پرنس عمران کا مشن گوام پہاڑی کے سلسلے میں ہے اور تم نے وہاں شکار کھیلا ہوا ہے اس لئے تمہیں بلوایا ہے تاکہ اس پہاڑی کے بارے میں تفصیلات تم پرنس عمران کو بتا سکو"...... شیخ سالم نے کہا۔

"میں حاضر ہوں شیخ"...... اسدی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اس سے گوام پہاڑی کے بارے میں تفصیلات پوچھنا شروع کر دیں۔

اسرائیل کے صدر کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔ وہ شاید اپنے عہدے کی وجہ سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھے ہوئے تھے ورنہ یقیناً وہ سامنے بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ کی گردن خود اپنے ہاتھوں سے دبا دیتے۔ کرنل ڈیوڈ کا چہرہ زرد پڑا ہوا تھا۔ وہ اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں موجود تھے۔ وہاں لارڈ بوفمین اور کرنل پائیک بھی موجود تھے۔

"یہ تو شکر ہے کہ یہ بم چند لمحے بعد پھٹا ورنہ تم نے تو مجھے بھی ساتھ ہی مروا دیا تھا"...... صدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ کرنل ڈیوڈ خاموش بیٹھا رہا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"اب منہ بند کر کے بیٹھے رہنے سے کیا ہو گا۔ بولو۔ کیا جواب ہے تمہارے پاس"...... صدر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں جناب صدر۔ میرے تصور

میں بھی نہ تھا کہ یہ لوگ اپنے بے حس و حرکت جسموں کے باوجود
یہ خصوصی راڈز بھی غائب کر لیں گے اور پھر خفیہ راستوں سے نکل
بھی جائیں گے۔ آپ یقین کریں آپ کی آمد سے تھوڑی دیر پہلے میں
راسٹر کے ساتھ ان سے مل کر آیا تھا اور ان کے نچلے جسم بے حس و
حرکت تھے اور راسٹر نے جو خصوصی کرسیاں تیار کرائی تھیں ان کے
آپریشنل سوئچ اس ہال میں سرے سے موجود ہی نہ تھے بلکہ آپریشن
روم میں تھے اس کے باوجود وہ اچانک غائب ہو گئے"...... کرنل
ڈیوڈ نے آہستہ سے رک رک کر کہا۔

"کیا انہیں تمہارے ہیڈ کوارٹر کے خفیہ راستوں کا پہلے سے علم
تھا"...... صدر نے کہا۔

"جناب یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہیڈ کوارٹر کا
کوئی آدمی ان سے ملا ہوا تھا۔ اس نے انہیں کھولا اور پھر خفیہ
راستوں سے باہر نکال دیا۔ اس آدمی نے ہی اسلحے کے سٹور میں ٹائم
بم بھی لگایا ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ہاں۔ واقعی ایسا ہی ہو گا ورنہ وہ جادوگر تو نہیں ہیں کہ یوں
اچانک سب کچھ ہو جاتا اور اگر جادوگر تھے تو پہلے قابو میں ہی کیوں
آتے۔ پھر تم نے انکوائری کی ہے"...... صدر نے اس بار قدرے نرم
لہجے میں کہا کیونکہ اب انہیں بھی احساس ہو گیا تھا کہ اس میں کرنل
ڈیوڈ کا کوئی قصور نہیں ہے۔

"میں نے ہیڈ کوارٹر کے تمام افراد کو ہیڈ کوارٹر سے نکال کر

دوسری جگہ پر تعینات کر دیا ہے اور وہاں یکسر نئے لوگ لگا دیئے ہیں
البتہ ان سب کے خلاف انکوائری ضرور ہو رہی ہے۔ مجھے یقین ہے
کہ میں غدار آدمی کو ڈھونڈ نکالوں گا اور پھر اسے ایسی عبرتناک سزا
دوں گا کہ اس کی روح بھی صدیوں تک بلبلاتی رہے گی"...... کرنل
ڈیوڈ نے صدر کا لہجہ نرم ہوتے ہی قدرے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب صدر۔ اس میں کرنل ڈیوڈ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ
لوگ واقعی جادوگروں کے سے انداز میں کام کرتے ہیں اور کرنل
ڈیوڈ نے ایک لحاظ سے تو انہیں واقعی بے بس کر دیا تھا لیکن ان
لوگوں کے شناخت ہونے اور آپ کے سامنے انہیں زندہ لانے کی
وجہ سے دیر ہو گئی اور انہیں بچ نکلنے اور جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر کے
ایک بڑے حصے کو تباہ کرنے کا موقع مل گیا۔ البتہ اب میری تجویز
ہے کہ انہیں ٹریس کرنے اور ان پر کام کرنے سے گریز کیا جائے
تاکہ وہ دوبارہ گوام پہاڑی پر ریڈ کریں اور ہم وہاں یقینی طور پر ان کا
خاتمہ کر سکیں"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ میں بھی اب اس نتیجے پر پہنچا ہوں
لیکن اگر آپ کا بلیک ہاک انہیں نہ روک سکا تو پھر کیا ہو گا"۔ صدر
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ وہاں کی صورت حال مکمل طور پر ہماری گرفت میں
ہے۔ وہاں اول تو وہ لوگ زندہ سلامت پہنچ ہی نہیں سکتے اور اگر پہنچ
جائیں تو زندہ سلامت واپس نہیں آ سکیں گے۔ جہاں تک بلیک

ہاک کا تعلق ہے تو وہ تو ان سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے انتہائی بے چین ہو رہا ہے"....... لارڈ نے جواب دیا۔

"آپ کیا کہتے ہیں کرنل پائیک"....... صدر نے خاموش بیٹھے ہوئے کرنل پائیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو ان ٹارگٹس کی حفاظت کر رہا ہوں جن کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے۔ ویسے لارڈ صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ ان کا اصل ٹارگٹ بہرحال لیبارٹری ہے۔ ان کے لئے جو ٹریپ بچھایا جائے وہیں بچھایا جائے اس طرح ان کی موت یقینی ہو جائے گی"....... کرنل پائیک نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ تو پھر میرا حکم سن لو۔ اب جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی دونوں خاموش رہیں گی اور صرف جیوش چینل ان کے خلاف کام کرے گی"....... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے اٹھتے ہی کرنل ڈیوڈ، کرنل پائیک اور لارڈ بوفمین بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر صدر صاحب اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جو ان کے لئے مخصوص تھا۔ جب وہ چلے گئے تو وہ تینوں بھی خاموشی سے مڑے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے انہیں باہر جانا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل ڈیوڈ اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں موجود تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا جس قدر بے عزتی اور توہین اس کی آج ہوئی تھی اتنی شاید اس کی پوری زندگی میں پہلے کبھی نہ ہوئی تھی لیکن وہ بے بس اور مجبور تھا۔ عمران اور اس

کے ساتھی جس انداز میں غائب ہوئے تھے اور جس طرح اس کے ہیڈ کوارٹر کا ایک بڑا حصہ تباہ ہوا تھا اس نے واقعی اسے بے بس کر دیا تھا۔ راسٹر بھی زخمی ہو کر ہسپتال پہنچا ہوا تھا اور جس انداز میں وہ زخمی ہوا تھا اگر وہ بچ بھی جاتا تو اب اس کا فیلڈ میں کام کرنا ناممکن تھا اس لئے کرنل ڈیوڈ کو اس سے کوئی دلچسپی نہ رہی تھی۔ وہ اب بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اسے اپنی ساکھ بحال کرنے کے لئے ہر صورت میں کوئی ایسا اقدام کرنا چاہئے جس سے صدر کی نظروں میں اس کی اہمیت دوبارہ بڑھ جائے ورنہ جو صورت حال اسے نظر آ رہی تھی اگر اس صورت حال میں جیوش چینل عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئی تو پھر یقیناً جی پی فائیو کو بھی جیوش چینل میں مدغم کر دیا جائے گا اور کرنل ڈیوڈ کو بھی لارڈ بوفمین کی ماتحتی میں کام کرنے پر مجبور ہونا پڑے گا اور یہ بات اسے کسی صورت بھی منظور نہ تھی۔ وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ میری سے بات کراؤ"....... کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ میری بول رہی ہوں"....... چند لمحوں بعد ایک دلکش نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجے میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی جیسے بولنے والی شراب کے ہلکے سے نشے میں بول رہی ہو۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ میرے آفس میں آجاؤ"....... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"تمہارے آفس میں۔ کون سے آفس"....... اسی لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ہیڈ کوارٹر آفس اور کون سے آفس"....... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیکن مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ تمہارا آفس تباہ ہو چکا ہے"۔ میری نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کا ایک حصہ تباہ ہوا ہے۔ پورا ہیڈ کوارٹر نہیں"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اچھا۔ میں آرہی ہوں"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"....... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میری آرہی ہے اسے میرے آفس بھجوا دینا"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی جس نے جینز اور پھولدار شرٹ پہن رکھی تھی اندر داخل ہوئی۔ اس کے انداز میں خاصی چستی تھی۔ اس کے سنہرے بال اس کے شانوں پر بڑے دلکش انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ کاندھے سے لیدر بیگ لٹکا ہوا تھا اور وہ کسی فلم کی اداکارہ دکھائی دے رہی تھی۔

"آؤ میری۔ تم نے دیر کر دی ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میز کی دوسری طرف کرسی پر اسے بیٹھنے کا اشارہ کر دیا۔

"کیا ہوا ہے کرنل ڈیوڈ۔ یہ آخر مجھے کس لئے یاد کیا گیا ہے ورنہ تم تو میرا نام لینا بھی پسند نہیں کرتے تھے"....... میری نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"بعض اوقات کھوٹے سکوں سے بھی کام لینا پڑتا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میری بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کی ہنسی انتہائی دلکش اور مترنم تھی لیکن کرنل ڈیوڈ کا چہرہ اسی طرح سخت ہی رہا۔

"بہت خوب۔ تم واقعی انتہائی صاف گو واقع ہوئے ہو اور اسی لئے مجھے پسند بھی ہو ورنہ تم جانتے ہو کہ میری صدر کی کال پر بھی اس سے ملنے نہ جاتی"....... میری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو میری۔ میں اس وقت اپنی زندگی کے انتہائی مشکل مرحلے سے گزر رہا ہوں۔ میری جتنی بے عزتی اور توہین آج ہوئی ہے اتنی

شاید زندگی میں پہلے کبھی نہیں ہوئی اور اب میں چاہتا ہوں کہ اس بے عزتی اور توہین کا مداوا کر سکوں۔ اس کے لئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میری کے چہرے پر سنجیدگی اور حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ۔ تم میری مرحومہ فرینڈ کے بھائی ہو۔ میرے دل میں تمہاری بے حد قدر ہے۔ جو کچھ میں کر سکتی ہوں ضرور کروں گی"...... میری نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ میری تل ابیب میں ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی وائٹ رنگ کی ایجنٹ تھی اور یہاں تل ابیب میں ایکریمی مفادات کی نگرانی کے لئے کام کرتی تھی۔ کرنل ڈیوڈ کی چھوٹی بہن مارشا اس کے ساتھ ایکریمیا میں پڑھتی رہی تھی اور وہ دونوں انتہائی گہری فرینڈز تھیں اور مارشا کی وجہ سے میری کی ملاقات کرنل ڈیوڈ سے ہوتی رہتی تھی اور کرنل ڈیوڈ کو بحیثیت چیف آف جی پی فائیو میری کے بارے میں بہت کچھ معلوم تھا۔ اسے معلوم تھا کہ میری میں کام کرنے کی بے پناہ صلاحیتیں ہیں اور اس نے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہوئے ہیں جن کی تعریف ایکریمیا میں کی جاتی رہی ہے اس لئے اس نے میری سے مدد حاصل کرنے کے بارے میں سوچا تھا۔

"تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ سنا ہوا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ بہت کچھ سنا ہوا ہے اور یہ بھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ ان

دنوں پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں تل ابیب میں موجود ہے اور اس نے جیوش چینل اور تمہارا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے لیکن چونکہ میرا ان سے براہ راست تعلق نہیں ہے اور نہ ہی مجھے غیر متعلق مسائل میں الجھنے کی ضرورت ہے اس لئے میں نے اس معاملے میں دلچسپی نہیں لی"...... میری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے سب معلوم ہے کرنل۔ تم یہ باتیں چھوڑو اور اصل بات کرو جو تم کرنا چاہتے ہو"...... اس بار میری نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اس لئے یہ باتیں کر رہا ہوں کہ یہ لوگ عام ایجنٹ نہیں ہیں۔ خاص طور پر ان کا لیڈر عمران تو عفریت ہے۔ جادوگر ہے اور نجانے کیا کیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ میں تمہیں بھی ضائع کر بیٹھوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"مجھے عمران کی کارکردگی کے بارے میں علم ہے۔ تم بتاؤ کہ تم چاہتے کیا ہو"...... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ جیوش چینل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ناکام ہو جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میری بے اختیار اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میں سمجھی تھی کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرانا چاہتے ہو"...... میری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے اس معاملے سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اب میں براہ راست ان سے نہیں ٹکرا سکتا اور میں نہیں چاہتا کہ یہ کریڈٹ جیوش چینل لے جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"تو پھر اس معاملے میں مجھے بتاؤ کہ میں کیا کر سکتی ہوں"۔ میری نے کہا۔

"کرنل کارٹر کو تم اچھی طرح جانتی ہو اور وہ بھی تمہیں جانتا ہے اور کرنل کارٹر اس وقت لارڈ بوفمین کا رائٹ ہینڈ بنا ہوا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کرنل کارٹر کے ساتھ کوئی ایسا کھیل کھیلو کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ناکام ہو جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ایسا ممکن ہی نہیں ہے کرنل ڈیوڈ۔ بلیک ہاک انتہائی خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے۔ وہ ایسا آدمی ہے کہ وہ کسی صورت بھی عمران اور اس کے ساتھیوں سے شکست نہیں کھائے گا بلکہ تم دیکھنا کہ یہ لوگ اس سے شکست کھا جائیں گے۔ میں اس معاملے میں کچھ نہیں کر سکتی"...... میری نے کہا۔

"ایک کام تو کر سکتی ہو کہ کرنل کارٹر اور اس کے ساتھیوں کو

شہ دو کہ وہ سپاٹ چھوڑ کر تل ابیب میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کریں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہو گا"...... میری نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"گوام پہاڑی ایسی جگہ ہے جہاں کرنل کارٹر کا اپر ہینڈ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ وہ اس جگہ سے ہٹ کر کام کریں پھر اس کی ناکامی کا چانس بن سکتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھہرو میں یہیں تمہارے سامنے بات کرتی ہوں"...... میری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا تو کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے نہ صرف ڈائریکٹ کر دیا بلکہ اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ میری نے نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میری بول رہی ہوں۔ میری بارش"...... میری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ میری تم۔ میں کرنل کارٹر بول رہا ہوں۔ کیسے فون کیا ہے"...... اس بار دوسری طرف سے نرم لہجے میں بات کی گئی تھی۔

"یہ تم یہاں آکر ایک پہاڑی تک محدود ہو کر بیٹھ گئے ہو بلکہ کسی چوہے کی طرح بل میں چھپے ہوئے ہو۔ اب ایسا بھی کیا مسئلہ

ہے کہ تم شہر آ ہی نہیں سکتے۔ میرے پاس آؤ مل کر جشن منائیں گے"...... میری نے کہا۔

" اوہ نہیں میری۔ جب تک ٹارگٹ ہٹ نہیں ہو جاتا میں یہ سپاٹ نہیں چھوڑ سکتا۔ میری مجبوری ہے۔ بہرحال جلد ہی میں ٹارگٹ ہٹ کر لوں گا۔ پھر تم سے ملاقات ہو گی۔ تمہاری کال کے لئے تمہارا بے حد مشکور ہوں لیکن میری مجبوری ہے۔ گڈ بائی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" دیکھا تم نے حالانکہ یہ شخص مجھ سے ملنے کے لئے ہمیشہ بے چین رہتا ہے اور میں اسے لفٹ نہیں کراتی اس لئے بھول جاؤ یہ سب کچھ جو مقدر میں لکھا گیا ہے وہ ہو کر رہے گا"...... میری نے کہا۔

" او کے ٹھیک ہے اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور میری بے اختیار مسکرا دی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت شیخ سالم کی دی ہوئی ایک کوٹھی میں موجود تھا۔ انہیں یہاں شفٹ ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ چونکہ انہوں نے شیخ سالم کے اڈے سے ڈٹ کر کھانا کھا لیا تھا اور فوری طور پر ان کے سامنے کوئی مہم بھی درپیش نہ تھی اس لئے سوائے عمران کے باقی سب آرام کرنے کے لئے علیحدہ علیحدہ کمروں میں چلے گئے تھے جبکہ عمران سٹنگ روم کی ایک آرام کرسی پر نیم دراز تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔ اچانک قدموں کی آواز سن کر اس نے آنکھیں کھول دیں اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ آنے والی جولیا تھی۔

" کیا ہوا۔ تم آرام کرنے نہیں گئے"...... جولیا نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"میری قسمت میں آرام کہاں۔ اللہ تعالیٰ نے جب میری قسمت بنائی تو اس میں آرام کا لفظ غائب کر دیا اس لئے اب بھگت رہا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح پریشان ہونے سے کیا ہو گا۔ بہتر ہے کہ کچھ دیر آرام کر لو۔ اس طرح تمہارا ذہن بھی فریش ہو جائے گا"...... جولیا نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"فی الحال نیند نہیں آرہی البتہ اگر تمہیں نیند نہ آرہی ہو تو پھر تمہارے ساتھ گپ شپ ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ گپ شپ کا موڈ نہیں ہے۔ تم اٹھو اور جا کر سو جاؤ"۔ جولیا نے کہا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر۔ لیڈر بننا سب سے کٹھن کام ہوتا ہے اور لیڈر اگر سو جائے تو پھر پوری ٹیم خطرے میں آجاتی ہے اس لئے مجھے بہرحال جاگنا پڑے گا"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فلسفہ بگھارنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اداکاری کرنے کی۔ مجھے بتاؤ کہ تم کیا سوچ رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ آخر اس طرح کی زندگی کب تک گزاروں گا"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"اس طرح کی زندگی۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"اب تم خود دیکھو کہ میری زندگی بھی کیا زندگی ہے۔ بس احمقوں کی طرح دوڑتے رہو۔ نہ کوئی منزل، نہ کوئی کنارہ۔ بس بھاگ دوڑ ہی بھاگ دوڑ ہے اور کسی روز اسی بھاگ دوڑ میں دم نکل جائے گا تو لوگ بھول جائیں گے کہ کوئی بے چارہ علی عمران بھی ہوتا تھا"...... عمران نے بڑے قنوطیت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"پہلے میں واقعی تمہاری ان باتوں سے بڑی پریشان ہو جایا کرتی تھی لیکن اب مجھے معلوم ہے کہ تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو۔ تمہارا مقصد ہے کہ میں چلی جاؤں۔ اوکے میں جا رہی ہوں۔ تم بیٹھے سوچتے رہو"...... جولیا نے کہا اور اٹھ کر دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"ہاں۔ کوئی پریشانی میں کب کسی کا ساتھ دیتا ہے۔ سب سکون اور آرام کے ساتھی ہیں"...... عمران نے بڑے درد بھرے لہجے میں کہا لیکن جولیا نے کوئی جواب نہ دیا اور کمرے سے باہر چلی گئی۔

"خاصی سمجھ دار ہو گئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ واقعی ایک اہم پوائنٹ پر غور کر رہا تھا اور اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ جولیا ناراض ہو کر چلی جائے تو وہ سکون سے دوبارہ غور و فکر شروع کر سکے اس لئے اس نے جان بوجھ کر ایسی باتیں کی تھیں لیکن تھوڑی دیر بعد اچانک قدموں کی آوازیں دوبارہ سنائی دیں تو اس بار عمران بے اختیار چونک پڑا۔ دوسرے لمحے دروازے سے کوٹھی کا مقامی ملازم جس کا نام سعید تھا

اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے سعید۔ کیوں آئے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب میں آپ سے ایک خاص بات کرنا چاہتا ہوں"۔ سعید نے قدرے جھجکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کرو۔ بیٹھو۔ اطمینان سے بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھا تھا کہ شاید سعید اس سے شیخ سالم کو اپنے بارے میں کوئی سفارش کرانا چاہتا ہے۔

"عمران صاحب۔ اسدی نے آپ کو گوام پہاڑی کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے کیا آپ کا کام اس سے چل جائے گا"...... سعید نے کہا تو عمران اس کی غیر متوقع بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا اسدی نے تمہیں بتایا ہے کہ اس سے میری بات ہوئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ اسدی آپ کو چھوڑنے یہاں آیا تھا۔ وہ میرا کزن بھی ہے اور ہمارے درمیان بڑے گہرے دوستانہ تعلقات بھی ہیں۔ اسدی اور میں اکٹھے ہی گوام پہاڑی پر خرگوشوں کا شکار کھیلتے تھے اور سچی بات تو یہ ہے کہ اسدی کم اور میں زیادہ شکار کا شوقین تھا۔ اس نے مجھے آپ کے بارے میں بھی بتایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ گوام پہاڑی پر اس وقت کسی کرنل کارٹر کا قبضہ ہے اور آپ وہاں کوئی مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں"...... سعید نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں نے پہلے ہی تمہیں کہا ہے کہ بیٹھ کر اطمینان سے بات کرو لیکن تم ابھی تک کھڑے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... سعید نے کہا اور سامنے والی کرسی پر انتہائی مودبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"اسدی نے مجھے جو کچھ بتایا ہے وہ سب عام سی باتیں ہیں اور ان سے میرا کوئی مقصد حاصل نہیں ہوا اس لئے میں خاموش ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس پہاڑی کے گرد دور دور تک انتہائی وسیع اور کھلا میدان ہے اس لئے وہاں تک پہنچنا ہمارے لئے مسئلہ بنا ہوا ہے۔ پھر اس پہاڑی کے گرد کافی فاصلے پر خاردار تاروں کی دیوار بنائی گئی ہے اور کھمبوں پر بلب اور سرچ لائٹس اس انداز میں لگائی گئی ہیں کہ بلب تو سارا دن ہی جلتے رہتے ہیں جبکہ سرچ لائٹس رات کو جلتی ہوں گی۔ ان خاردار تاروں میں یقیناً انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑتا رہتا ہو گا اور یہ بلب اس کے سرکٹ کی نشاندہی کے لئے لگائے گئے ہیں۔ کسی جگہ سے اگر تار کو کاٹا جائے تو اس سرکٹ کے بلب بجھ جائیں گے۔ اس طرح انہیں فوری علم ہو جائے گا کہ کہاں کیا ہوا ہے۔ پھر چوٹی پر چاروں طرف ایسی چیک پوسٹس بنی ہوئی ہیں جو ان خاردار تاروں کی باڑ کی وجہ سے عام مشین گنوں اور میزائل گنوں کی رینج سے بھی دور ہیں ورنہ پہلے انہیں نشانہ بنا لیا جاتا جبکہ ہر چیک پوسٹ پر ہیوی مشین گنیں، انٹی ایئر کرافٹ گنیں، ہیوی میزائل گنیں اور نجانے کون کون سا اسلحہ موجود ہے۔ ایسی

صورت میں وہاں داخل ہونے کا بظاہر تو کوئی راستہ نہیں ہے۔اس کے علاوہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہم سڑک کے راستے سیر کرتے کرتے اندر داخل ہونے کی کوشش کریں یہ اس لئے ناممکن ہے کہ وہ ہمیں ایک لمحے میں مار گرائیں گے۔ میں دراصل چاہتا تھا کہ شاید پہاڑی میں کوئی ایسی سرنگ یا کریک کا پتہ اسدی بتا دے جو ان خاردار تاروں کی باڑھ کے باہر سے شروع ہو کر اندر پہاڑی میں کہیں نکلتی ہو لیکن وہ کوئی ایسی بات نہیں بتا سکا۔ اگر تمہارے پاس ایسی معلومات ہوں تو تم بتاؤ۔ اسی لئے میں نے تمہیں یہ ساری تفصیل بتائی ہے تاکہ تمہیں یہ معلوم ہو سکے کہ ہمارا پرابلم اصل میں کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے جناب کہ آپ نے مجھے یہ سب کچھ بتایا ہے۔ اسدی نے درست کہا ہے۔ ایسا کوئی کریک یا ایسی کوئی سرنگ واقعی وہاں موجود نہیں ہے۔ اگر ہے بھی سہی تو پہاڑی کے دامن میں ہے۔ خاردار تاریں تو پہاڑی سے کافی فاصلے پر ہیں لیکن کیا آپ ہیلی کاپٹر کی مدد سے وہاں نہیں پہنچ سکتے"...... سعید نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"وہ ہیلی کاپٹر کو صحیح سلامت وہاں تک پہنچنے ہی نہ دیں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رات کو آپ ہوائی جہاز سے پیراشوٹ باندھ کر نیچے اتر جائیں"...... سعید نے ایک اور تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔اس سارے علاقے کو نان ایئر کراس قرار دیا جا چکا ہے۔ وہاں سے جہاز گزر ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی گزرنے کی کوشش کرے گا تو فضا میں ہی مار گرایا جائے گا اور پھر پیراشوٹ سے نیچے کودنا تو سب سے بڑا احمقانہ اقدام ہو گا۔ وہ لوگ اطمینان سے نیچے سے فائر کھول دیں گے۔ تمہاری مہربانی تم جاؤ۔ میں خود ہی کوئی طریقہ سوچوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر جناب ایک ہی صورت ہے کہ آپ مشینی کائٹ کی مدد سے وہاں پہنچیں۔ دو روز بعد اس کا بہترین موقع آ رہا ہے"...... سعید نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"مشینی کائٹ۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب دو روز بعد اسرائیل میں کائٹ فیسٹیول ہے اور اس روز پورے اسرائیل میں ہر جگہ آپ کو کائٹس اڑتی ہوئی نظر آئیں گی اور ان میں مشینی کائٹ بھی شامل ہوتی ہیں اور گوام پہاڑی کے شمالی میدان میں تو بہت بڑا میلہ لگتا ہے"۔ سعید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہمارے پاکیشیا میں بھی پتنگ بازی کا میلہ لگتا ہے جسے بسنت کا میلہ کہا جاتا ہے لیکن یہ مشین کائٹ کا کیا مطلب ہوا۔ تمہاری یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی"...... عمران نے کہا۔

"جناب گذشتہ سال ایک آدمی نے مشینی کائٹ اڑائی تھی جس

نے پورا میلہ لوٹ لیا تھا لیکن بعد میں چیکنگ ہوئی تو اس کا پتہ چل گیا اور پھر اسے سزا دی گئی اور آئندہ کے لئے مشینی کائٹ اڑانے پر پابندی لگا دی گئی لیکن آپ نے کائٹوں سے مقابلہ تو نہیں کرنا۔ آپ نے تو اپنا کام کرنا ہے اور یہ کام رات کو بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے کیونکہ سرچ لائٹس سامنے رہیں گی جبکہ کائٹس آسمان پر اڑ رہی ہوں گی اور ان لوگوں کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ کائٹس کی شکل میں آپ وہاں پہنچ سکتے ہیں"۔ سعید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن پہلے تم اس مشینی کائٹ کا تو تعارف کراؤ"...... عمران نے کہا۔

" جناب آپ نے دیکھا ہو گا کہ لڑکے اپنے چھوٹے چھوٹے جہاز بنا کر انہیں ریموٹ کنٹرول کی مدد سے اڑاتے ہیں اور یہ مشغلہ پوری دنیا میں پھیل چکا ہے۔ یہاں تل ابیب میں کائٹس میلے میں ایسے میٹریل کی پتنگیں بنائی جاتی ہیں کہ وہ پتنگ کے ساتھ ساتھ چھوٹا سا جہاز بن جاتی ہیں جن کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک میں صرف کمپیوٹر مشین فٹ ہوتی ہے جسے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑایا جاتا ہے اور دوسری قسم میں آدمی خود اس میں بیٹھ جاتا ہے اور وہ خود مشین کو فضا میں کنٹرول کرتا ہے۔ اس طرح پتنگ بھی اڑتی رہتی ہے اور وہ آدمی خود بھی فضا کی سیر کرتا رہتا ہے۔ انہیں مشینی کائٹس کہا جاتا ہے اور یہ باقاعدہ تیار ہو کر فروخت ہوتی ہیں۔ اب چونکہ اس پر پابندی ہے لیکن بہرحال خفیہ طور پر یہ فروخت ہوتی ہیں اور اسے

استعمال بھی کیا جاتا ہے"...... سعید نے جواب دیا تو عمران کی آنکھوں میں چمک سی آگئی۔

"بہت خوب۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ مشینی کائٹس کہاں سے مل سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن یہ بھی خیال رہے کہ آپ رات کو اسے استعمال کریں اور خاصے فاصلے پر تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے البتہ واپسی کے بارے میں آپ خود سوچ لیں کیونکہ ظاہر ہے وہاں اترنے کے بعد مسئلہ بن جائے گا"...... سعید نے کہا۔

" تم اس کی فکر مت کرو۔ تم نے بہت اچھا پوائنٹ بتایا ہے۔ تم ایسا کرو کہ کل کسی طرح نو دس ایسی مشینی کائٹس ہمیں مہیا کر دو جن میں آدمی خود اڑ سکتا ہو اور خود کنٹرول کر سکتا ہو۔ پھر ہم جانیں اور گوام پہاڑی جانے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب"...... سعید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" صبح مجھ سے رقم لے لینا اور کسی کو اس کی بھنک نہیں پڑنی چاہئے"...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کا کام انتہائی تسلی بخش طریقے سے ہو جائے گا"...... سعید نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر سعید کے جانے کے بعد وہ چند لمحوں تک اس نئی تجویز پر غور کرتا رہا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور وہ اٹھ کر آرام کرنے کے لئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

میری اپنے آفس میں بیٹھی کافی دیر سے کرنل ڈیوڈ اور کرنل کارٹر کے بارے میں سوچتی رہی۔ اس نے بھی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا تھا۔ گو اس کا آج تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کبھی واسطہ نہ پڑا تھا لیکن جب سے کرنل ڈیوڈ نے اسے اپنے آفس بلا کر اس سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بات کی تھی اس کے ذہن میں مسلسل یہ خیال ابھر رہا تھا کہ اگر وہ خود عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی طرح ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دے تو یقیناً نہ صرف اسرائیل حکومت بلکہ ایکریمی حکام بھی اس کے اس کارنامے پر اسے انتہائی اعلیٰ اعزاز سے نوازیں گے۔ وہ کافی دیر تک بیٹھی سوچتی رہی پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ایکس وی ایکس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مشینی آواز سنائی دی۔

"تل ابیب سے میری بول رہی ہوں۔ سپر سٹار زیڈ وی"۔ میری نے کہا۔

"یس۔ کس سے بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی مشینی آواز سنائی دی۔

"چیف اسکارٹ سے"...... میری نے کہا۔

"او کے۔ ہولڈ آن کروں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسکارٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میری بول رہی ہوں چیف"...... میری نے کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں سپیشل کال کی ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور پاکیشیا کا انتہائی مشہور ایجنٹ علی عمران اس وقت تل ابیب میں موجود ہیں۔ وہ یہاں کسی دفاعی لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں اور انہوں نے اب تک جیوش چینل کا ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر اور جی پی فائیو کا ہیڈ کوارٹر جزوی طور پر تباہ کر دیا ہے۔ جیوش چینل کا باس کلبیران کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے اور جیوش چینل کے چیف لارڈ بوفمین نے یورپ سے کرنل کارٹر اور اس کے گروپ کو یہاں بلوا لیا ہے اور

وہ لیبارٹری کی حفاظت کر رہے ہیں لیکن جس انداز میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر رہی ہے مجھے یقین ہے کہ کرنل کارٹر بھی انہیں نہ روک سکے گا اور وہ دفاعی لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... میری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تمہاری اس معاملے میں کیا دلچسپی ہے"...... چیف اسکارٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چیف۔ میری خواہش ہے کہ میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف خود کارروائی کروں اور انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دوں۔ اس طرح اسرائیل کی نہ صرف دفاعی لیبارٹری تباہ ہونے سے بچ جائے گی بلکہ اسرائیلی حکومت ایکریمیا کی انتہائی مشکور بھی ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتی ہوں لیکن اس کے لئے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے"...... میری نے کہا۔

" جب اسرائیلی طاقتور ایجنسیاں ان کے خلاف کام کر رہی ہیں تو پھر تمہیں میدان میں اترنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ ایکریمی مفادات کے خلاف تو کام نہیں کر رہے"...... چیف اسکارٹ نے کہا۔

" چیف۔ اسرائیل کی مدد بھی تو ایکریمی مفاد میں ہے"...... میری نے کہا۔

" ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو لیکن اس کے لئے مجھے بھی اعلیٰ حکام سے بات کرنا ہو گی"...... چیف اسکارٹ نے اس بار قدرے نرم

لہجے میں کہا۔

" چیف آپ خود بااختیار ہیں"...... میری نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

" میں بااختیار ضرور ہوں لیکن اگر تم اور تمہارا سیکشن ناکام رہا تو اس کی جوابدہی بھی تو مجھے ہی کرنا ہو گی اس لئے میں پہلے اعلیٰ حکام سے اس کی باقاعدہ اجازت لینا ضروری سمجھتا ہوں"...... چیف اسکارٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جیسے آپ چاہیں۔ ویسے یہ بات تو طے ہے کہ میں اور میرا گروپ ناکام نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ یہاں میں نے کیسے کیسے جال بچھا رکھے ہیں اور کن کن لوگوں اور تنظیموں سے میرے خفیہ رابطے ہیں"...... میری نے کہا۔

" تم مجھے ایک گھنٹے بعد کال کرنا پھر میں کوئی حتمی بات کر سکوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میری نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

" کاش چیف مجھے اجازت دے دے تو میں یہ کارنامہ آسانی سے سرانجام دے سکتی ہوں"...... میری نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک گھنٹہ اس نے اس بارے میں سوچتے ہوئے گزار دیا۔ ایک گھنٹے بعد اس نے دوبارہ فون کیا اور کوڈ دوہرانے کے بعد چیف اسکارٹ سے اس کا رابطہ ہو گیا۔

" چیف۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے اس مشن پر کام کرنے کی

اجازت دے دیں گے"...... میری نے کہا۔

" میری اعلیٰ حکام سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے اس شرط پر اجازت دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ تمہارا تعلق ایکریمیا ایجنسی سے ہے۔ تم وہاں اسرائیل کی کسی ایجنسی کے تحت کام کر کے یہ مشن مکمل کر سکتی ہو۔ اگر تمہارے رابطے ہوں تو ٹھیک ورنہ اگر تم کہو میں کسی ایجنسی سے بات کروں"...... چیف نے کہا تو میری کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ سے میرے رابطے ہیں جناب"۔ میری نے کہا۔

" اوکے ۔ پھر تم اور تمہارا گروپ جی پی فائیو کے تحت یہ کارروائی کر سکتا ہے تاکہ اس کی ذمہ داری ایکریمیا پر عائد نہ ہو کیونکہ ناکامی اور کامیابی دونوں صورتوں میں ایکریمیا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے براہ راست کوئی محاذ آرائی نہیں چاہتا اور یہ بھی سن لو کہ یہ اجازت میرے اصرار پر ملی ہے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں خود اسرائیل کا حامی ہوں اور میں ذاتی طور پر بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسرائیل کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے"...... اسکارٹ نے کہا۔

" میں جانتی ہوں چیف ۔ آپ کا بے حد شکریہ ۔ آپ بے فکر رہیں یہ کارنامہ آپ کے سر ہی رہے گا"...... میری نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوکے وش یو گڈ لک ۔ لیکن مجھے تم نے فوری رپورٹ دینی ہے"...... چیف نے کہا۔

" یس چیف"...... میری نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور میری نے جلدی سے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" میری بول رہی ہوں رابرٹ"...... میری نے کہا۔

" اوہ ۔ یس مادام ۔ حکم"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" رابرٹ تمہارے فلسطینی تنظیموں سے انتہائی گہرے تعلقات ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشہور ایجنٹ عمران کی سربراہی میں یہاں تل ابیب میں آئی ہوئی ہے اور اسرائیلی ایجنسیاں باوجود کوشش کے انہیں ٹریس نہیں کر پا رہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ تم چاہو تو آسانی سے انہیں ٹریس کر سکتے ہو اور اب یہ مشن خفیہ طور پر ہماری ایجنسی کو سونپ دیا گیا ہے۔ ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ تم فوری طور پر اپنے تمام آدمیوں سے رابطے کرو اور انہیں ٹریس کر کے مجھے فوری رپورٹ کرو"...... میری نے کہا۔

" یس مادام"...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کب تک ابتدائی رپورٹ دو گے"....... میری نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"مادام زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر آپ کو ابتدائی رپورٹ دینے کے قابل ہو جاؤں گا"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے ۔ میں تمہاری رپورٹ کی شدت سے منتظر رہوں گی"....... میری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں میری بول رہی ہوں۔ کرنل ڈیوڈ سے بات کراؤ"....... میری نے کہا۔

"میڈم۔ چیف تو اپنی رہائش گاہ پر ہیں"....... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اچھا۔ میں وہاں کال کر لیتی ہوں"....... میری نے کہا اور کریڈل دبا کر ایک بار پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت تھا۔

"میں میری بول رہی ہوں۔ کرنل ڈیوڈ سے بات کرائیں"۔ میری نے کہا۔

"ہولڈ کریں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"میری بول رہی ہوں کرنل ڈیوڈ۔ میں نے تمہارے آفس فون کیا تھا۔ وہاں سے بتایا گیا کہ تم اپنی رہائش گاہ پر ہو اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے"....... میری نے کہا۔

"کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"....... کرنل ڈیوڈ نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے سوچا کہ جیوش چینل کے مقابلے میں تمہاری ایجنسی کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا کریڈٹ دلوا دوں۔ آخر تم میری انتہائی گہری فرینڈ کے بھائی ہو"....... میری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتی ہو تم"....... کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنا چاہتی ہوں اور میں نے اس پر کام بھی شروع کر دیا ہے اور زیادہ سے زیادہ چند گھنٹوں کے اندر اند یں اپنے مشن میں کامیاب بھی ہو جاؤں گی۔ میں نے چیف سے بات کی ہے اور چیف نے اس شرط پر اجازت دی

ہے کہ میں براہ راست ایکریمی ایجنٹ کی بجائے کسی اسرائیلی ایجنسی کے تحت یہ کام کروں اور اس کے لئے میں نے جی پی فائیو کا انتخاب کیا ہے"...... میری نے کہا۔

"کیا تم نے زیادہ پی تو نہیں لی"...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میری بے اختیار چونک پڑی۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... میری نے حیرت بھرے اور قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں کامیاب رہو گی۔ آج تک ایکریمیا کی بلیک ایجنسی اس کا مقابلہ نہیں کر سکی۔ اسرائیل کی تمام ایجنسیاں اس کے مقابلے میں اب تک ناکام رہی ہیں اور تم کہہ رہی ہو کہ تم چند گھنٹوں میں ان کا خاتمہ کر دو گی حالانکہ ایسا ہونا ناممکن ہے بلکہ تم خود اپنے آپ کو اور اپنے سیکشن کو ہلاک کرا بیٹھو گی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"تم خواہ مخواہ ان لوگوں سے مرعوب ہو رہے ہیں کرنل ڈیوڈ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی شہرت صرف پروپیگنڈہ ہے اور پھر وہ یہاں اجنبی ملک میں ہیں جبکہ ہمارا یہاں وسیع نیٹ ورک ہے۔ تم دیکھنا کہ میں کتنی آسانی سے ان کا خاتمہ کر دوں گی۔ میرے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں نے تو اس سے بھی زیادہ مشکل مشن مکمل کئے ہوئے ہیں"...... میری نے اس بار قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اگر تم کامیاب ہو جاؤ تو مجھے واقعی بے حد خوشی ہو گی کیونکہ اس طرح کریڈٹ بہرحال جی پی فائیو کو ہی جائے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے سردمہرانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ تم دیکھنا کہ میں کیسے کامیاب ہوتی ہوں"...... میری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ اتنی بڑی اور طاقتور تنظیم کا چیف بنا ہوا ہے اور اس قدر بزدل ہے۔ حیرت ہے"...... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میری نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ میری بول رہی ہوں"...... میری نے کہا۔

"رابرٹ بول رہا ہوں مادام"...... دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی اور اس کا لہجہ سن کر ہی میری سمجھ گئی کہ وہ کسی نہ کسی حد تک کامیاب ہو گیا ہے۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... میری نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"مادام۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی اس وقت ریڈ ایگل کی پناہ میں ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو میری بے اختیار چونک پڑی۔

"ریڈ ایگل۔ تمہارا مطلب ہے جس کا چیف شیخ سالم ہے"۔ میری

نے کہا۔

"یس مادام۔ میں نے بڑی مشکل سے یہ معلومات حاصل کی ہیں
اور یہ بھی مجھے اطلاع مل گئی ہے کہ شیخ سالم نے انہیں ایک علیحدہ
رہائش گاہ دی ہے جہاں ایک آدمی سعید بطور چوکیدار کام کر رہا ہے
لیکن اس سعید کو کسی طرح لالچ نہیں دیا جا سکتا البتہ اگر آپ حکم
دیں تو اسے اغوا کرایا جا سکتا ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"کیا تمہیں اس رہائش گاہ کے بارے میں علم ہے"...... میری
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں مادام۔ اگر علم ہوتا تو پھر اس سعید کو اغوا کرانے کی
ضرورت ہی نہ رہتی۔ ہم براہ راست اس رہائش گاہ پر ریڈ کر کے ان کا
خاتمہ کر دیتے"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"تمہارے مطابق وہ اس رہائش گاہ کا چوکیدار ہے تو پھر اسے اغوا
کہاں سے کراؤ گے"...... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ سعید کی بوڑھی ماں علیحدہ ایک مکان میں رہتی ہے اور
سعید کا اس سے رابطہ رہتا ہے۔ اس کی ماں کے ذریعے سعید کو بلوایا
جا سکتا ہے اور پھر اس سے کوٹھی کے بارے میں معلومات حاصل کی
جا سکتی ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی بے پناہ ذہین اور باصلاحیت ہو رابرٹ۔ یہ کام
کب تک ہو سکے گا"...... میری نے کہا۔

"صرف آپ کی اجازت کی ضرورت تھی مادام۔ امید ہے جلد ہی

ہو جائے گا"...... رابرٹ نے کہا۔

"اچھا۔ اس سعید سے پوچھ گچھ میں خود کرنا چاہتی ہوں اس لئے
تم اسے اغوا کرا کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دو"...... میری نے کہا۔

"یس مادام۔ جیسے آپ کا حکم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں شدت سے اس کا انتظار کروں گی"...... میری نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ایک بار اس رہائش گاہ کا علم ہو جائے پھر میں دیکھوں گی کہ یہ
لوگ کیسے دوسرا سانس لے سکتے ہیں"...... میری نے بڑبڑاتے ہوئے
کہا اور اٹھ کر وہ ملحقہ کمرے کی طرف بڑھ گئی جہاں وہ کچھ دیر لیٹ کر
آرام کرنا چاہتی تھی اور پھر تقریباً تین گھنٹے گزرے ہوں گے کہ ساتھ
ہی تپائی پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر
رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ میری بول رہی ہوں"...... میری نے کہا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں مادام۔ رابرٹ نے ایک بے ہوش مقامی
آدمی کو بھجوایا ہے۔ اس کا نام سعید بتایا گیا ہے اور رابرٹ نے کہا ہے
کہ آپ نے اسے ہیڈ کوارٹر طلب کیا ہے"...... ماسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ اسے بلیک روم میں راڈز والی کرسی پر جکڑ دو میں وہیں آ
رہی ہوں۔ میں نے خود اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے"...... میری نے
کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور میری نے رسیور

رکھا اور اٹھ کر ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ
لباس تبدیل کر کے اس کمرے سے نکل کر آفس میں پہنچی اور پھر اس
نے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد رابرٹ کی آواز سنائی
دی۔

"میری بول رہی ہوں"...... میری نے کہا۔

"یس مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے"...... رابرٹ نے
جواب دیا۔

"ہاں۔ مجھے ماسٹر نے اس آدمی کے پہنچنے کی اطلاع دے دی ہے
اور میں اس سے پوچھ گچھ کرنے جا رہی ہوں لیکن اس سے پہلے میں
نے اس لئے تمہیں کال کیا ہے کہ تم مجھے تفصیل بتاؤ کہ یہ آدمی کس
طرح قابو میں آیا ہے اور اس سلسلے میں کوئی نگرانی، کوئی پرابلم تو
سامنے نہیں آیا"...... میری نے کہا۔

"نہیں مادام۔ میرے آدمیوں نے اس کی ماں کو کور کر لیا اور پھر
اس کی ماں نے میرے آدمیوں کے کہنے پر سعید کو فون کیا اور اسے
بتایا کہ وہ اچانک شدید بیمار ہو گئی ہے اس لئے وہ آ جائے۔ چنانچہ وہ
آ گیا اور ہم نے اسے بے ہوش کر دیا اور اس کی ماں کو ہلاک کر
دیا"...... رابرٹ نے جواب دیا۔

"اس کی ماں نے کہاں فون کیا تھا"...... میری نے چونک کر
پوچھا۔

"مادام۔ جیبرینہ مارکیٹ کے کسی تاجر کو فون کیا تھا اور اسے
بتایا تھا کہ وہ پیغام سعید تک پہنچا دے۔ میں نے اس فون نمبر کو
چیک کیا ہے لیکن یہ نمبر کسی ایکس چینج میں ہی موجود نہیں ہے۔ یہ
کوئی خصوصی نمبر ہے۔ شاید سیٹلائٹ کا نمبر ہو کیونکہ ایسی تنظیمیں
خفیہ رہنے کے لئے ایسے انتظامات کرتی رہتی ہیں"...... رابرٹ نے
کہا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے اب میں خود ہی اس سے ساری بات معلوم
کر لوں گی"...... میری نے کہا۔

"مادام یہ خیال رکھنا کہ اب اس سعید کو زندہ واپس نہ بھیجیں
ورنہ ریڈ ایگل ہمارے خلاف کام شروع کر دے گی اور یہ انتہائی
خطرناک تنظیم ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"میں سمجھتی ہوں رابرٹ۔ تم بے فکر رہو"...... میری نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک روم میں داخل ہوئی تو اس
نے ایک مقامی آدمی کو راڈز والی کرسی میں بے ہوشی کے عالم میں
جکڑے ہوئے پایا۔ وہاں ہیڈ کوارٹر انچارج ماسٹر اپنے دو آدمیوں کے
ساتھ موجود تھا۔ مادام اس آدمی کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ
گئی۔

"ماسٹر۔ یہ آدمی خاصا سخت جان دکھائی دے رہا ہے اس لئے تم
ایسا کرو کہ شاکنگ مشین لا کر اس کا تار اس کے پیر کے ساتھ باندھ

دو اور پھر جب میں حکم دوں تو شاک دے دینا لیکن پہلے اس کی طاقت کو ہلکا رکھنا اور پھر آہستہ آہستہ بڑھانا۔ میں یہ بھی نہیں چاہتی کہ یہ فوراً ہلاک ہو جائے "....... میری نے کہا۔

" یس مادام "....... ماسٹر نے کہا اور پھر اس نے وہاں موجود دونوں آدمیوں کو مادام کے حکم کی تعمیل کے لئے کہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک مشین ٹرالی پر وہاں لائی گئی اور اس سے نکلنے والی تار کا ایک سرا اس آدمی کی پنڈلی سے اچھی طرح لپیٹ دیا گیا۔

" اس کی پنڈلی کو کرسی کے پائے کے ساتھ کڑے سے جکڑ دو تاکہ یہ اپنا پیر نہ چھڑا سکے "....... میری نے کہا اور اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی اور اس کے بعد ماسٹر نے اس مشین کا کنٹرول سنبھال لیا۔

" ڈوشی تم اس آدمی کو ہوش میں لے آؤ "....... میری نے ماسٹر کے آدمی کو حکم دیتے ہوئے کہا اور اس آدمی نے مڑ کر الماری میں سے ایک لمبی گردن والی نیلے رنگ کی شیشی نکالی اور الماری بند کر کے وہ اس آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور پھر اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے شیشی کو واپس الماری میں رکھا اور الماری بند کر کے وہ ماسٹر کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ میری کی نظریں اس آدمی پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر اس

نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں دھند کے آثار نظر آتے رہے۔ پھر اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس نے حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" تمہارا نام سعید ہے اور تمہارا تعلق ریڈ ایگل سے ہے "۔ میری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر غور سے میری کو دیکھنے لگا۔

" میرا نام سعید ضرور ہے لیکن میرا کسی ریڈ یا گرین ایگل سے کوئی تعلق نہیں ہے "....... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خلاف توقع کافی سنبھلا ہوا تھا۔

" گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے اعصاب خاصے مضبوط ہیں "....... میری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم کون ہو اور یہ تم نے مجھے اس طرح کیوں جکڑا ہوا ہے "....... سعید نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

" میرا نام میری ہے اور میرا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ میں نے تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اگر تم میری بات کا درست جواب دو گے تو تمہاری زندگی بھی بچ جائے گی اور تمہارے اعصاب بھی ورنہ اس مشین کو دیکھ رہے ہو یہ تمہارے اعصاب کو چند لمحوں

میں چٹخا کر رکھ دے گی اور تم اس قدر ہولناک عذاب میں گرفتار ہو
جاؤ گے کہ شاید اس کا تصور بھی تمہارے ذہن میں نہ ہو"...... میری
نے سپاٹ لہجے میں کہا۔
" تم کیا پوچھنا چاہتی ہو۔ اگر مجھے معلوم ہو گا تو میں ضرور بتا دوں
گا"...... سعید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
" تمہارے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ تم کسی کوٹھی میں
چوکیدار ہو۔ کیا میں درست کہہ رہی ہوں"...... میری نے کہا۔
"ہاں"...... سعید نے مختصر سا جواب دیا۔
"اس کوٹھی کا پتہ بتاؤ"...... میری نے کہا۔
" تم کیا کرو گی پوچھ کر"...... سعید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
" ماسٹر"...... میری نے سرد لہجے میں کہا۔
" یس مادام"...... ماسٹر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے مشین پر ایک ناب کو آہستہ سے گھمایا تو سعید کے جسم کو
زوردار جھٹکے لگنے شروع ہو گئے اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں
نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ہی اس کا چہرہ پسینے سے شرابور ہو گیا۔
آنکھیں ابل کر باہر کو آ گئیں اور اس کا چہرہ خاصی حد تک مسخ ہو گیا۔
میری نے ہاتھ اٹھایا تو ماسٹر نے ناب کو واپس گھما دیا اور سعید کا
بگڑتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ اس کا کانپتا ہوا جسم
بھی معمول پر آنے لگ گیا اور وہ اب لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔
" یہ بالکل ابتدائی ٹارچر ہے سعید۔ یوں سمجھو کہ یہ صرف ٹریلر

ہے لیکن اس سے تم اصل ٹارچر کا تصور کر سکتے ہو اس لئے آئندہ
میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے خود سوال کی حماقت نہ کرنا"۔
میری نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
" پپ۔ پپ۔ پانی دو"...... سعید نے کراہتے ہوئے کہا۔
" اسے پانی پلاؤ ڈوشی"...... میری نے کہا تو ماسٹر کے آدمی ڈوشی
نے ایک بار پھر الماری کھولی۔ اس میں موجود پانی کی بوتل اٹھا کر وہ
سعید کے قریب آیا اور پھر اس نے پانی کی بوتل کا ڈھکن ہٹا کر بوتل
سعید کے منہ سے لگا دی اور سعید اس طرح غٹاغٹ پانی پینے لگا جیسے
صدیوں سے پیاسا ہو۔ جب آدھی سے زیادہ بوتل اس کے حلق سے
نیچے اتر گئی تو ڈوشی نے بوتل ہٹا دی اور پھر اس کا ڈھکن بند کر کے وہ
واپس مڑا اور بوتل وہیں فرش پر رکھ کر دوبارہ ماسٹر کے قریب آ کر
کھڑا ہو گیا۔
" ہاں۔ اب بتاؤ۔ لیکن یہ سن لو کہ ہمیں پہلے سے یہ پتہ معلوم
ہے۔ ہم صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ تم سچ بول رہے ہو یا نہیں"۔
میری نے کہا۔
" کوٹھی نمبر پچیس۔ گیرج کالونی"...... سعید نے جواب دیا۔
" اس کوٹھی میں کون رہتا ہے"...... میری نے پوچھا۔
" میں خود رہتا ہوں"...... سعید نے جواب دیا۔
" تمہارے علاوہ اور کون رہتا ہے"...... میری نے پوچھا۔
" یہ کوٹھی خالی ہے۔ جب کبھی تنظیم کو ضرورت ہوتی ہے وہ

یہاں اپنے آدمی بھیج دیتی ہے لیکن ایک دو روز بعد وہ چلے جاتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ سعید نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ حالانکہ ہماری اطلاع کے مطابق اس کوٹھی میں پاکیشیائی ایجنٹ رہ رہے ہیں"۔ میری نے تیز لہجے میں کہا تو سعید بے اختیار چونک پڑا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ۔ ان کا کیا تعلق کوٹھی سے"۔۔۔۔۔۔ سعید نے کہا۔

"ماسٹر"۔۔۔۔۔۔ میری نے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔۔۔ ماسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناب کو گھما دیا اور دوسرے لمحے سعید کے حلق سے نکلنے والی انتہائی اذیت ناک چیخوں سے ہال گونج اٹھا۔ سعید کا راڈز میں جکڑا ہوا جسم اس طرح پھڑک رہا تھا جیسے پانی کے باہر مچھلی تڑپتی ہے اور پھر میری کے ہاتھ اٹھانے پر ماسٹر نے ناب کو واپس گھما دیا لیکن سعید کی گردن ڈھلک گئی تھی۔ وہ شدید ترین اذیت کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

"ماسٹر۔ فون لے آؤ"۔۔۔۔۔۔ میری نے کہا تو ماسٹر نے اپنے ساتھی کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس موجود تھا۔ اس نے فون پیس میری کو دے دیا۔ میری نے اسے آن کر کے اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"میری بول رہی ہوں رابرٹ"۔۔۔۔۔۔ میری نے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"سعید نے ایک پتہ بتایا ہے۔ کوٹھی نمبر پچیس گیرج کالونی۔ اس کو چیک کرواور پھر مجھے فوراً اطلاع دو"۔۔۔۔۔۔ میری نے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور سنو۔ ویسے تو میرا اندازہ ہے کہ اس نے غلط بتایا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ کوٹھی خالی ہو لیکن اگر اس نے ویسے ہی یہ پتہ بتا دیا ہے تو اس میں کسی کی رہائش بھی ہو سکتی ہے۔ تم نے چیکنگ کرنی ہے کہ اگر اس میں رہائش ہو تو وہ کون ہیں اور ان کی تعداد وغیرہ سب کچھ چیک کرنا"۔۔۔۔۔۔ میری نے کہا۔

"یس مادام"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے۔ جلدی رپورٹ دو"۔۔۔۔۔۔ میری نے کہا اور پھر فون آف کر کے اس نے ساتھ پڑی ہوئی تپائی پر رکھ دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"۔۔۔۔۔۔ میری نے کہا تو ڈوشی آگے بڑھا اور اس نے فرش پر رکھی ہوئی پانی کی بوتل اٹھائی جو اس وقت آدھی بھری ہوئی تھی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بے ہوش سعید کا جبڑا بھینچ کر کچھ پانی اس کے حلق میں انڈیل دیا اور باقی پانی اس نے

اس کے سر پر ڈال دیا۔ خالی بوتل ایک طرف رکھی ہوئی بڑی سی ٹوکری میں اچھال دی۔ چند لمحوں بعد سعید ہوش میں آگیا لیکن اس کی حالت خاصی تباہ ہو چکی تھی۔ چہرہ بگڑ سا گیا تھا اور جسم ابھی تک کانپ رہا تھا۔

" تم نے دیکھا سعید کہ جھوٹ بولنے پر کیسا عذاب ہوتا ہے اور یہ بتا دوں کہ یہ عذاب بڑھتا جائے گا اور تم نہ مر سکو گے اور نہ جی سکو گے اس لئے اب بھی وقت ہے کہ سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ میں تمہیں زندہ واپس بھجوا دوں گی۔ یہ میرا وعدہ ہے"...... میری نے کہا۔

" میں واقعی پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"۔ سعید نے کہا تو میری کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" ہونہہ۔ ابھی معلوم ہو جائے گا"...... میری نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میری نے کارڈلیس فون پیس اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو۔ رابرٹ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

" میری بول رہی ہوں"...... میری نے سرد لہجے میں کہا۔

" مادام۔ کوٹھی خالی ہے۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" میرا پہلے ہی یہی خیال تھا۔ اوکے"...... میری نے کہا اور فون آف کر کے اس نے فون پیس واپس تپائی پر رکھ دیا۔

" تو تم نے غلط پتہ بتا دیا۔ اب بھگتو عذاب"...... میری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" کوٹھی تو خالی ہی ہونی ہے۔ میں جو وہاں موجود نہیں ہوں۔ میں نے پہلے ہی بتایا ہے"...... سعید نے کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے فون پر یہ بتایا گیا ہے کہ کوٹھی خالی ہے"...... میری نے چونک کر کہا۔

" ظاہر ہے اور کیا بتایا جا سکتا ہے"...... سعید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تم میری توقع سے بھی زیادہ مضبوط اعصاب کے مالک ہو۔ ٹھیک ہے اب تمہارا دوسرا علاج کرنا ہو گا"...... میری نے کہا اور پھر وہ ماسٹر کی طرف مڑ گئی۔

" ماسٹر"...... میری نے ماسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس مادام"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

" رسیونگ مشین لے آؤ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہ انتہائی سخت جان آدمی ثابت ہو رہا ہے"...... میری نے کہا۔

" یس مادام"...... ماسٹر نے کہا اور پھر وہ خود ہی تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر نکل گیا۔

" ابھی بھی وقت ہے سعید سب کچھ سچ سچ بتا دو ورنہ تم سے سب کچھ معلوم کر لیا جائے گا لیکن اس کے بعد پھر تمہیں سوائے گولی مارنے کے اور کوئی چارہ نہ رہے گا کیونکہ تمہارا ذہنی توازن ہمیشہ کے

لئے ختم ہو جائے گا"...... میری نے سعید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو کچھ میں جانتا تھا وہ میں نے بتا دیا ہے۔ جو میں نہیں جانتا وہ میں کیسے بتاؤں"...... سعید نے جواب دیا۔

"حیرت ہے۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ تم فلسطینی اس قدر مضبوط اعصاب کے مالک بھی ہو سکتے ہو"...... میری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تھوڑی دیر بعد ماسٹر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑی مشین تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر اس کا کنٹوپ سعید کے سر پر چڑھا دیا اور پھر مشین کے ساتھ تار کی وجہ سے اس نے اصل مشین کو مادام میری کی کرسی کے قریب رکھ دیا۔

"ڈوشی۔ اس کے پیر سے شاکنگ مشین کی تار ہٹا دو"...... ماسٹر نے اپنے آدمی سے کہا تو اس کی ہدایت پر عمل کر دیا گیا۔ ماسٹر نے مشین آن کی اور پھر اس کے مختلف بٹن پریس کر دیئے۔ پھر اس کی دو نابوں کو یکے بعد دیگرے دائیں بائیں گھما کر اسے ایڈجسٹ کیا اور پھر ایک تار کے ساتھ منسلک مائیک اس نے میری کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا کاشن او کے ہے"...... میری نے پوچھا۔

"ابھی ہو جائے گا مادام"...... ماسٹر نے کہا اور چند لمحوں بعد سعید کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں اور اس کا راڈز میں حکڑا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔

"یس مادام۔ کاشن او کے ہے"...... ماسٹر نے کہا تو میری نے مائیک کا بٹن پریس کر دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... میری نے کہا۔

"سعید"...... سعید کے منہ سے الفاظ جیسے خود بخود باہر آ گئے تھے اس کی آنکھیں ویسے ہی بند تھیں لیکن اس کا منہ کھلتا اور الفاظ باہر آ جاتے۔

"تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے"...... میری نے پوچھا۔

"ریڈ ایگل سے"...... سعید نے جواب دیا۔

"کیا کام کرتے ہو تم اس تنظیم میں"...... میری نے پوچھا۔

"میں چوکیداری کرتا ہوں"...... سعید نے جواب دیا۔

"کس کوٹھی پر تعینات ہو آج کل"...... میری نے پوچھا۔

"جینز کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں"...... سعید نے جواب دیا۔

"اس کوٹھی میں کس کی رہائش ہے"...... میری نے پوچھا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کی"...... سعید نے جواب دیا تو میری کے چہرے پر فتح مندانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"کتنی تعداد ہے ان کی"...... میری نے پوچھا۔

"دو عورتیں اور آٹھ مرد ہیں"...... سعید نے جواب دیا۔

"ان کا لیڈر کون ہے"...... میری نے پوچھا۔

"علی عمران"...... سعید نے جواب دیا۔

"وہ اس وقت کیا کر رہے ہیں"...... میری نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ البتہ جب میں وہاں سے آیا تھا تو وہ سٹنگ روم میں موجود تھے"...... سعید نے جواب دیا۔

"تم کیا کہہ کر وہاں سے آئے تھے"...... میری نے پوچھا۔

"میں مشینی کاٹس کا انتظام کر کے وہاں پہنچا ہی تھا کہ میری ماں کا پیغام ملا اور میں انہیں یہ کہہ کر آیا تھا کہ میری ماں بیمار ہو گئی ہے اور میں اسے پوچھنے جا رہا ہوں"...... سعید نے جواب دیا تو میری بے اختیار چونک پڑی۔

"مشینی کاٹس۔ کیا مطلب۔ وضاحت کرو"...... میری نے تیز لہجے میں کہا تو سعید نے مشینی کاٹس کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی۔

"کیا کریں گے وہ ان مشینی کاٹس کا"...... میری نے کہا۔

"وہ اس کے ذریعے آج رات کو گوام پہاڑی پر اتریں گے"۔ سعید نے جواب دیا تو میری بے اختیار اچھل پڑی۔

"ماسٹر اسے آف کر دو"...... میری نے کہا اور فون اٹھا کر کرسی سے اٹھی اور تقریباً دوڑتی ہوئی وہ اس ہال سے نکل کر اپنے آفس کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس کے چہرے پر زلزلے کے سے آثار تھے۔ آفس میں پہنچ کر اس نے فون پیس تو میز پر رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میری بول رہی ہوں۔ کرنل ڈیوڈ سے بات کراؤ"...... میری

نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"میری بول رہی ہوں کرنل ڈیوڈ"۔ میری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں کرنل ڈیوڈ۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا ہے اور میں چاہوں تو ان کا یقینی طور پر خاتمہ کر سکتی ہوں لیکن مجھے تمہاری اس بات کا خیال آگیا ہے کہ تم جیوش چینل کو شکست دینا چاہتے ہو اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ تم بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا جائے یا انہیں اس منصوبے پر عمل کرنے کی مہلت دے دی جائے جس کے ذریعے وہ واقعی کرنل کارٹر کو شکست دے سکتے ہیں"...... میری نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں تمہاری بات نہیں سمجھ سکا۔ کس منصوبے پر عمل"...... کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں حیرت تھی اور میری نے مشینی کاٹس کے ذریعے ان کے گوام پہاڑی پر اترنے کی تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ اوہ۔ اس بارے میں تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ انتہائی حیرت انگیز۔ انتہائی کامیاب منصوبہ ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھری آواز میں کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی انتہائی ذہانت سے پر اور حیرت انگیز منصوبہ ہے۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس طرح بھی وہاں پہنچا جا سکتا ہے"...... میری نے کہا۔

"عمران ایسے ہی منصوبے بنانے کا عادی ہے۔ اوکے مجھے تمہاری بات پر یقین آگیا ہے لیکن اس طرح لیبارٹری تباہ ہو سکتی ہے اور یہ اسرائیل کا نقصان ہو گا اور اگر میں نے اسرائیل کے نقصان کی اجازت دے دی تو یہ اسرائیل سے غداری ہو گی۔ تم مجھے ان کی رہائش گاہ کے بارے میں بتاؤ میں انہیں فوراً ہلاک کرا دوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو یہ کام بھی میں خود کروں گی"...... میری نے کہا۔

"سنو میری۔ وہ لوگ حد درجہ ہوشیار ہیں اس لئے تم مجھے بتاؤ اور خود ایکشن نہ لو میں نہیں چاہتا کہ تم اور تمہارا گروپ ان کے ہاتھوں ہلاک ہو جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سوری کرنل ڈیوڈ۔ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ میری کیا کر سکتی ہے۔ تم دیکھو۔ تم آج تک ٹکریں مارتے رہ گئے لیکن انہیں ٹریس نہ کر سکے جبکہ میں نے چند گھنٹوں میں انہیں ٹریس کر لیا ہے اور اگر میں انہیں ٹریس کر سکتی ہوں تو انہیں ہلاک بھی کر سکتی ہوں"...... میری نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کے بولنے سے پہلے ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھانے اور بھ

ون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"جیکب بول رہا ہوں"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی

"جیکب۔ ایک پتہ نوٹ کرو۔ کوٹھی نمبر بارہ جیمز کالونی"۔ میری نے کہا۔

"یس مادام۔ نوٹ کر لیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کوٹھی میں پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ تم نے انہیں بے ہوش کرنا ہے اور یہ سن لو کہ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں اس لئے پوری احتیاط سے کام لینا اور مجھے ہر صورت میں ان کی یقینی بے ہوشی چاہئے"...... میری نے کہا۔

"یس مادام۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے فوری رپورٹ دو تاکہ میں خود ان کو لاشوں میں تبدیل کر سکوں"...... میری نے کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور میری نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر انتہائی اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ جیکب اور اس کے آدمیوں کی صلاحیتوں سے پوری طرح واقف تھی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ میری بول رہی ہوں"...... میری نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گئی ہے مادام اور میں اس وقت اسی کوٹھی سے آپ کو کال کر رہا ہوں"....... جیکب نے جواب دیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ"....... میری نے کہا۔

"مادام میں نے اپنے آدمیوں کے ساتھ اس کوٹھی کو گھیر لیا۔ ہم نے رسکٹس کے ذریعے پہلے کوٹھی کے اندر کی پوزیشن چیک کی۔ کوٹھی میں دو عورتیں اور آٹھ مرد موجود تھے۔ یہ سب ایکریمی تھے لیکن چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اس لئے میں سمجھ گیا کہ یہ میک اپ میں ہیں جس پر میں نے رسکینس کا سپیشل بٹن بھی آن کر دیا اور اس طرح ان کی اصل شکلیں سامنے آگئیں۔ ان میں سے ایک عورت سوئس نژاد تھی جبکہ باقی ایک عورت اور آٹھ مرد ایشیائی تھے۔ ہم نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کا فائر کیا اور پھر ہم کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے اور پھر ہم نے وہاں بے ہوش پڑے ہوئے ان افراد کو باندھ دیا"....... جیکب نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو۔ تم وہیں رکو میں خود آ رہی ہوں"....... میری نے کہا۔

"یس مادام"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو میری نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے چہرے پر انتہائی مسرت اور کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آفس سے باہر آ گئی اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے جیمز کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت سٹنگ روم میں موجود تھا اور ان کے درمیان مشینی کائٹس کے ذریعے گوام پہاڑی پر اترنے اور پھر وہاں مشن مکمل کرنے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک مشینی کائٹ سعید نے عمران کو مہیا کر دی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے اس کی ساخت دیکھ کر اس آئیڈیئے کو قابل عمل قرار دے دیا تھا۔ یہ پتنگ واقعی ایسے میٹریل کی بنی ہوئی تھی کہ انتہائی تیز ترین ہوا میں بھی اس کے پھٹنے اور خراب ہونے کا کوئی اندیشہ نہ تھا اور اس میں ایسی مشین موجود تھی جو اس پتنگ کو انسان کے وزن سمیت انتہائی آسانی سے ہوا میں کافی بلندی پر لے جا سکتی تھی۔ اس کا طریقہ کار یہی تھا کہ مشین کو آن کر کے آدمی کو پہلے کچھ فاصلے تک تیز دوڑنا پڑتا تھا اور پھر یہ پتنگ خودبخود ہوا میں اٹھ جاتی تھی۔ ایک بار اٹھنے کے بعد وہ مسلسل بلندی کی طرف اٹھتی

چلی جاتی تھی۔ پتنگ کے اوپر اٹھتے ہی اسے لے کر دوڑنے والا آسانی سے اپنی دونوں ٹانگوں کو سمیٹ کر پتنگ کے اندر بنے ہوئے مخصوص حلقوں میں ڈال کر ایڈجسٹ ہو سکتا تھا۔ اس کے دونوں بازو پہلے ہی ایسے حلقوں میں موجود ہوتے تھے۔ اس طرح وہ پتنگ کے درمیانی حصے میں ایک لحاظ سے کھڑا ہوا نظر آتا تھا لیکن پتنگ کا حجم چونکہ کافی تھا اس لئے خاصی بلندی پر پہنچ جانے کے بعد وہ آدمی پتنگ کا ہی ایک حصہ دکھائی دیتا تھا۔ مشین اس پتنگ کی نوک کے قریب نصب تھی جسے وہ آدمی آسانی سے آپریٹ کر سکتا تھا البتہ تیز ہوا سے بچنے کے لئے اسے خصوصی انداز کا ہیلمٹ پہننا پڑتا تھا اور جب وہ چاہتا تو مشین کے ذریعے وہ آسانی سے نیچے اتر سکتا تھا البتہ اس کے لئے اسے دوبارہ پیران حلقوں سے نکال کر پیراٹروپنگ کے سے انداز میں نیچے زمین پر دوڑنا پڑتا تھا۔ چونکہ وہ سب ان معاملات میں مہارت رکھتے تھے اس لئے انہیں اس بات کا خوف نہیں تھا کہ وہ پہاڑی پر کیسے اتریں گے۔ ان کے درمیان اسی پوائنٹ پر بحث ہو رہی تھی کہ پہاڑی پر اترنے کے بعد انہیں کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کیونکہ ظاہر ہے وہ سب بیک وقت تو پہاری پر نہ اتر سکیں گے اور پہلے آدمی کے اترتے ہی ظاہر ہے پہاڑی پر موجود چیک پوسٹ والے اور وہاں موجود کرنل کارٹر کے آدمی اور فوجی کمانڈوز سب ہوشیار ہو جاتے اور جب تک وہ اس پتنگ سے نجات حاصل کرتا اسے آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا تھا اور پھر تھوڑی سی بحث کے بعد وہ

اس بات پر متفق ہو گئے کہ پہلے فائرنگ کر کے پہاڑی پر موجود چاروں چیک پوسٹس کو تباہ کر دیں۔ اس طرح وہاں ظاہر ہے بھگدڑ مچ سکتی تھی اور اس بھگدڑ میں وہ دوڑتے ہوئے نیچے اتر کر مزید کارروائی کر سکتے تھے۔ چنانچہ ان کے درمیان یہ طے ہو رہا تھا کہ اپنے ساتھ کس قسم کا اسلحہ لے جانا چاہئے جو وزن میں بھی ہلکا ہو اور انتہائی موثر بھی ہو۔

"تم سب نے اصل بات تو نظرانداز کر دی ہے"...... اچانک عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کون سی بات"...... سب نے چونک کر پوچھا۔

"لیبارٹری تباہ کرنے کی۔ ہم نے وہاں صرف پہاڑی پر قبضہ نہیں کرنا بلکہ اس لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا ہے اور اگر دھماکوں سے یہ ایئر چیک پوسٹس تباہ ہو گئیں تو لازمی بات ہے کہ ان دھماکوں کو مارک کر لیا جائے گا اور وہاں کمانڈوز کی تعداد نجانے کتنی ہو گی۔ اس کے علاوہ ان کی کال پر اسرائیل کی آدھی سے زیادہ فوج وہاں پہنچ سکتی ہے"...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر تشویش کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"اس کا ایک حل ہے"...... صالحہ نے کہا تو سب اسے دیکھنے لگے

"کیا"...... عمران نے پر تجسس لہجے میں پوچھا۔

"ہم وہاں بموں کے دھماکے اور فائرنگ کرنے کی بجائے انتہائی

خاموشی سے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں اس طرح چیک پوسٹ پر موجود اور نیچے موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے اور ہم اطمینان سے نیچے اتر کر ان کا خاتمہ کر کے لیبارٹری میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ لیبارٹری لامحالہ ساؤنڈ پروف ہو گی اس لئے اندر موجود آدمیوں کا خاتمہ حتمی طور پر کیا جا سکتا ہے اور پھر وہاں خوفناک بم چارج کر کے لیبارٹری میں رکھ کر باہر آئیں اور پھر اسے ڈی چارج کر کے لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکتا ہے"...... صالحہ نے کہا تو عمران سمیت سب کے چہروں پر تحسین آمیز تاثرات پھیل گئے کیونکہ واقعی صالحہ کی تجویز حالات کے تحت انتہائی شاندار بھی تھی اور اس میں خطرہ بھی کم تھا اور پھر باری باری سب نے اس پر تحسین آمیز کلمات کہے تو صالحہ کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

" گڈ شو صالحہ۔ گڈ شو۔ تم اپنی ذہانت میں صفدر سے بھی دو قدم آگے ہو۔ کیوں صفدر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ صالحہ واقعی انتہائی ذہین ہے"۔ صفدر نے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" شکریہ صفدر۔ آپ کا یہ کمنٹ میرے لئے اعزاز ہے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک باہر سے ٹک ٹک کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ان کے ذہنوں

پر تاریکی نے اس قدر تیزی سے غلبہ پا لیا کہ عمران اس تاریکی کو روکنے کی معمولی سی کوشش بھی نہ کر سکا تھا اور جس طرح اچانک اور انتہائی تیز رفتاری سے عمران کے ذہن پر تاریکی نے غلبہ پا لیا تھا اسی طرح تیزی سے اس کے ذہن سے تاریکی غائب بھی ہوتی چلی گئی اور عمران نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے رسی سے باندھے گئے تھے۔ اس کے سارے ساتھی بھی اسی طرح کرسیوں پر اسی حالت میں موجود تھے۔

" یہ وہی سٹنگ روم تھا البتہ اب ان کی کرسیاں دیوار کے ساتھ کر کے ایک قطار میں موجود تھیں جبکہ سامنے ایک خالی کرسی موجود تھی۔ عمران کے سارے ساتھیوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں اور وہ بدستور بے ہوش تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ ذہن کے خودکار عمل کی وجہ سے وہ خود بخود ہوش میں آ گیا ہے لیکن چند لمحوں بعد جب اس نے اپنے ساتھیوں کے منہ سے نکلنے والی آوازیں سنیں تو اس نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ اس کے ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آ رہے تھے۔

" یہ کیا ہوا ہے"...... اچانک صفدر نے کہا۔

" وہی جو ہمارے ساتھ گذشتہ طویل عرصے سے ہوتا چلا آ رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس

نے ناخنوں میں موجود بلیڈز کی مدد سے رسیاں کاٹنے کی کوشش
شروع کر دی۔ رسیاں بندھی ہونے کی وجہ سے اس کے ذہن میں یہ
خیال آیا تھا کہ انہیں اس طرح باندھنے والے شاید پہلی بار ان سے
ٹکرا رہے ہیں ورنہ جو عمران کو جانتے تھے وہ اسے عام سی رسیوں سے
باندھنا انتہائی خطرناک سمجھتے تھے۔

" آخر یہ ہمیں ہر بار کیسے ٹریس کر لیا جاتا ہے"...... اس بار
چوہان نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ سعید کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ جب سعید کو
اس کی والدہ کی اچانک بیماری کی اطلاع ملی اور اس نے مجھ سے
جانے کی اجازت مانگی تو اس وقت میرے ذہن میں کھٹکا پیدا ہوا تھا
لیکن سعید نے بتایا کہ اس کی ماں اکثر ایسے بیمار ہو جاتی ہے تو میں
خاموش ہو گیا"...... عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ رسیاں
کاٹنے کے لئے ناخنوں میں موجود بلیڈ مسلسل استعمال کرتا رہا۔

" عمران صاحب۔ یہ مار گرانی گانٹھ ہے۔ میں اسے آسانی سے
کھول سکتا ہوں"...... اسی لمحے صدیقی کی آواز سنائی دی اور اس کی
بات سن کر عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

" اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں باندھنے والے ایکریمی ایجنٹ
ہیں کیونکہ یہ گانٹھ ان کے ہاں بے حد مقبول ہے"...... عمران نے
کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا اچانک باہر سے
قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں بعد چار مسلح ایکریمی اندر

داخل ہوئے۔

" تمہیں ہوش آ گیا ہے"...... ان میں سے ایک نے عمران اور
اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" تو تمہارا کیا خیال تھا کہ ہم باقی ساری عمر بے ہوش ہی رہتے۔
ویسے یہ بتاؤ کہ تم ایکریمی ہونے کے باوجود ہمارے خلاف کام کیوں
کر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

" تم ایکریمی نہیں۔ ایشیائی ہو۔ ہم نے رسکینس پر تمہارے
چہرے بغیر میک اپ کے چیک کر لئے تھے البتہ یہ تمہارے ساتھ
لڑکی سوئس نژاد ہے"...... اس آدمی نے جولیا کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے کہا۔

" میرا یہ مقصد نہ تھا مسٹر"...... عمران جان بوجھ کر مسٹر کے
بعد خاموش ہو گیا تھا۔

" میرا نام جیکب ہے"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" میرا مقصد تھا مسٹر جیکب کہ ایکریمیوں کا تو ہمارے ساتھ
کوئی جھگڑا نہیں ہے اور اگر ہم ایکریمی نہیں ہیں تو تم تو ایکریمی
ہو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو کیا تمہارے خیال میں ایکریمیوں اور اسرائیلیوں کے
مفادات الگ الگ ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اسرائیل
ایکریمیا کا انتہائی گہرا دوست ہے"...... جیکب نے جواب دیا اور پھر
اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے کار کے ہارن کی آواز

سنائی دی۔

" اوہ۔ مادام آگئیں۔ تم یہیں رکو انہیں ہوش آگیا ہے اس لئے اب ان کی طرف سے احتیاط ضروری ہے۔ میں مادام کو لے کر آرہا ہوں "....... جیکب نے اپنے ساتھی سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

" یہ مادام کون ہیں اور کس تنظیم سے ان کا تعلق ہے "۔ عمران نے کمرے میں موجود آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" مادام میری وائٹ رنگ کی چیف ہے "....... اس آدمی نے بڑے خشک سے لہجے میں کہا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ وائٹ رنگ کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ تنظیم غیر ممالک میں ایکریمیا کے مفادات کے تحفظ کے لئے کام کرتی تھی اور اس کا زیادہ تر کام مخبری کے نیٹ ورک قائم کر کے ایسی معلومات حاصل کرنا ہوتی تھیں جو ایکریمیا کے خلاف ہوں البتہ ان کا ایک سیکشن فیلڈ میں کام کرتا تھا تاکہ کسی کو اغوا کرانا ہو یا ہلاک کرانا ہو تو اس سیکشن کے ذریعے یہ کام کرائے جا سکیں اور یقیناً مادام میری یہاں اسرائیل میں وائٹ رنگ کے فیلڈ سیکشن کی چیف ہو گی۔ اس لحاظ سے مادام میری اور اس کے ساتھی یقیناً انتہائی تربیت یافتہ ہوں گے۔

" اپنے آپ کو آزاد کرنے کے لئے تیار رکھنا۔ ہمیں کسی بھی لمحے ایکشن میں آنا پڑ سکتا ہے "....... عمران نے اچانک اپنے ساتھیوں کی

طرف مڑ کر پاکیشیائی زبان میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ بہرحال پاکیشیائی زبان نہ جانتے ہوں گے۔

" ہم نے گانٹھوں کو چیک کر لیا ہے۔ یہ مارگرانی ٹائپ کی گانٹھیں ہیں اور انہیں ایک جھٹکے سے کھولا جا سکتا ہے اور چونکہ صرف ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے ہیں اس لئے ہم آسانی سے حرکت میں آ سکتے ہیں "....... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن جب تک میں نہ کہوں تم میں سے کسی نے حرکت میں نہیں آنا۔ میں پہلے ان لوگوں سے تفصیلی بات کرنا چاہتا ہوں "۔ عمران نے کہا۔ وہ پہلے ہی بلیڈز کی مدد سے اپنی کلائیوں پر بندھی ہوئی رسیاں کاٹ چکا تھا اور اب صرف ایک معمولی سے جھٹکے کی ضرورت تھی اور وہ آزاد ہو سکتا تھا۔

" یہ تم کس زبان میں باتیں کر رہے ہو "....... اچانک ایک آدمی نے مشکوک سے لہجے میں کہا۔

" ہم مرنے سے پہلے دعائیں مانگ رہے ہیں "....... عمران نے کہا تو سامنے موجود تینوں مسلح آدمی بے اختیار ہنس پڑے۔ اسی لمحے راہداری میں قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور سب سے آگے کسی عورت کے قدموں کی مخصوص آواز سنائی دے رہی تھی اور چند لمحوں بعد ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے جینز اور جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سنہرے بال اس کے شانوں پر پڑے ہوئے تھے اور وہ اپنے انداز سے فلمی اداکارہ دکھائی

دے رہی تھی۔ وہ اندر داخل ہو کر چند لمحے رک کر غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتی رہی۔ پھر وہ سامنے رکھی ہوئی اکلوتی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم میں سے عمران کون ہے"...... اس نے غور سے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ کیا تم نے اس کا قرضہ دینا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر میں عمران ہوں اور اگر قرضہ وصول کرنا ہے تو میرے علاوہ جسے چاہو عمران سمجھ لو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میری چونک کر غور سے عمران کی طرف دیکھنے لگی۔

"ہونہہ۔ تو تم ہی ہو وہ عمران جسے لوگوں نے خواہ مخواہ دیو مالائی حیثیت دے رکھی ہے۔ میں تو سمجھی تھی کہ تمہارے چہرے پر انتہائی ذہانت ہو گی لیکن تم تو ایک احمق سے نوجوان ہو"۔ میری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اسے عمران کو دیکھ کر انتہائی مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہو۔

"بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ سکوپ بن گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سکوپ۔ کیسا سکوپ"...... میری نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنا تو یہی ہے کہ احمقوں کو خوبصورت عورتیں بہت پسند کرتی ہیں اس لئے کہ وہ حسن میں تو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن عقل

کے لحاظ سے یکساں ہوتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو عمران کے ساتھی اس کے جواب پر بے اختیار مسکرا دیئے لیکن میری کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ شاید عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... میری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب ہے کہ چونکہ خوبصورت عورتوں کے پاس صرف حسن ہی ہوتا ہے عقل نہیں ہوتی اس لئے انہیں احمق پسند آتے ہیں"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو میری کے چہرے پر یکلخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم۔ تم مجھے احمق کہہ رہے ہو۔ مجھے۔ جس نے تمہارا سراغ اس قدر آسانی سے لگا لیا ہے حالانکہ جی پی فائیو، ریڈ اتھارٹی اور جیوش چینل تینوں اب تک تمہاری تلاش میں ٹکریں مارتی پھر رہی ہیں"۔ میری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تلاش میں خلوص ہو تو کام بن جاتا ہے۔ بہرحال کیا تم مجھے یہ بتاؤ گی کہ تم ہمارے درمیان کیوں ٹپک پڑی ہو۔ کیا تمہاری خدمات اسرائیل نے حاصل کی ہیں یا تم خود ہی ایڈونچر کے شوق میں آگے بڑھی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہاری تلاش چیلنج سمجھ کر کی ہے حالانکہ کرنل ڈیوڈ کو یقین ہی نہ آ رہا تھا لیکن اب جب تمہاری لاشیں اس کے سامنے

رکھی جائیں گیں تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ میری کیا نہیں کر سکتی"...... میری نے کہا۔

"کیا کرنل ڈیوڈ سے تمہارا رابطہ ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس وقت میں غیر سرکاری طور پر جی پی فائیو کے تحت کام کر رہی ہوں کیونکہ وائٹ رنگ کے چیف نے کہا تھا کہ میں وائٹ رنگ کے تحت تمہارے خلاف کام نہ کروں تاکہ پاکیشیا اور ایکریمیا کے درمیان مستقل تنازعہ نہ شروع ہو جائے"...... میری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم نے سعید کے ذریعے ہمارا سراغ لگایا تھا۔ کیا ہوا ہے اس کا"...... عمران نے کہا تو میری بے اختیار چونک پڑی۔

"وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ وہ انتہائی سخت جان آدمی ثابت ہوا۔ میرے آدمی ہر فلسطینی تنظیم میں موجود ہیں اس لئے مجھے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ تم لوگ ریڈ ایگل کی پناہ میں ہو اور جس کوٹھی میں تم موجود تھے اس کا چوکیدار سعید ہے۔ پھر سعید کو اس کی ماں کی بیماری کا بتا کر اغوا کیا گیا اور اس کے بعد سعید نے بہرحال زبان کھول دی۔ اوہ۔ اوہ۔ وہ مشینی کائٹس کہاں ہیں جس کے ذریعے تم گوام پہاڑی پر اترنے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے"...... میری نے چونک کر اچانک کسی خیال کے تحت پوچھا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا اس بارے میں بھی سعید نے تمہیں بتایا تھا"...... عمران

نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس کا لاشعور چیک کیا تھا۔ اس لئے جو کچھ اس کے لاشعور میں موجود تھا وہ مجھے معلوم ہو گیا اور میں یہ منصوبہ معلوم کر کے تمہاری ذہانت پر حیران رہ گئی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے مجھے اپنے ہیڈ کوارٹر بلوا کر مجھے کہا تھا کہ وہ نہیں چاہتا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ جیوش چینل کے ہاتھوں ہو۔ اس لئے میں نے کوٹھی ٹریس کر لی تاکہ اگر وہ چاہے تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو مشینی کائٹس کے منصوبے پر عمل کرنے دیا جائے اس طرح یقیناً جیوش چینل شکست کھا جائے گی اور اس کا مقصد پورا ہو جائے گا لیکن کرنل ڈیوڈ نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ اس طرح لیبارٹری تباہ بھی ہو سکتی ہے اور یہ اسرائیل سے غداری ہو گی البتہ اسے اس بات پر یقین نہ آیا تھا کہ میں نے تمہیں ٹریس کر لیا ہے اور میں یقینی طور پر تمہیں ہلاک کر سکتی ہوں۔ اب جب وہ تمہاری لاشیں دیکھے گا تو اسے لازماً یقین آ جائے گا"...... میری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی باتونی فطرت لڑکی تھی اس لئے انتہائی تیزی سے اور مسلسل بولتی چلی جا رہی تھی۔

"تمہارا کرنل ڈیوڈ سے کس طرح کا تعلق ہے"...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تعلق۔ کیا مطلب۔ وہ میری انتہائی گہری فرینڈ مارشا کا بڑا بھائی ہے۔ مارشا روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکی ہے۔ بس یہ تعلق ہے اور

اب بہت باتیں ہو گئیں اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... میری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے ارے ۔ اتنی جلدی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میری نے جیکٹ کی جیب سے سائیلنسر لگا مشین پسٹل نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل سیدھا کرتی اچانک جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح عمران اچھلا اور دوسرے لمحے میری اور اس کے ساتھیوں کی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ عمران نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے میری کو اس کے پیچھے کھڑے ساتھیوں کی طرف اس طرح دھکیل دیا تھا کہ وہ ان سے ٹکرا کر ان سمیت چیختے ہوئے نیچے گری ہی تھی کہ عمران کے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے مشین پسٹل نے شعلے سے اگلنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد سوائے میری کے اس کے باقی ساتھی فرش پر پڑے پانی سے نکلنے والی مچھلیوں کی طرح تڑپ رہے تھے۔ عمران کے ساتھی بھی تیزی سے حرکت میں آ گئے تھے۔

"اسے زندہ رکھنا ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور مڑ کر دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے دو آدمی دوڑتے ہوئے راہداری میں داخل ہوئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے عمران کے مشین پسٹل نے شعلے اگلے اور وہ دونوں بھی چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ عمران ان کو پھلانگتا ہوا باہر برآمدے میں آیا اور تیزی سے ایک ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس کی آنکھیں سرچ

لائٹس کی طرح چاروں طرف گھوم رہی تھیں لیکن وہاں اور کوئی آدمی نہ تھا۔ راہداری میں آنے والوں کی طرف سے عمران کو کوئی فکر نہ تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس نے ان کے دلوں کو براہ راست نشانہ بنایا ہے اس لئے انہیں چند لمحوں سے زیادہ تڑپنے کی مہلت ہی نہ ملی ہو گی۔ عمران تیزی سے ستون کی اوٹ سے نکلا اور پھر اس نے پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے انتہائی محتاط انداز میں کوٹھی کی سائیڈوں اور عقب کو چیک کیا لیکن وہاں واقعی اب کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران واپس برآمدے میں آیا تو صفدر اور نعمانی دونوں وہاں موجود تھے۔

"اور تو کوئی آدمی نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ سائیلنسر لگا مشین پسٹل واقعی اس وقت کام آیا ہے ورنہ اس گنجان آبادی میں مشین پسٹل کی فائرنگ سے ہنگامہ برپا ہو جاتا"۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میری کو بھی یہ بات معلوم تھی اس لئے وہ خاص طور پر سائیلنسر لگا مشین پسٹل لے آئی تھی۔ بہرحال تم باہر جا کر چیک کرو شاید ان کا کوئی ساتھی باہر موجود ہو"...... عمران نے کہا اور خود وہ تیزی سے راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ سٹنگ روم میں داخل ہوا تو میری فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ جولیا، صالحہ اور باقی ساتھی وہاں موجود تھے۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ دو آدمی باہر راہداری میں ہی ختم ہو گئے ہیں۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور رسی سے باندھ دو"...... عمران نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے اس کی۔ گولی مار کر ختم کر دو اسے"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس سے اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ہوں گی تاکہ فوری طور پر وہاں ریڈ کر کے اس کو تباہ کر دیا جائے کیونکہ اس کے یہاں ریڈ کرنے اور ہماری موجودگی کے بارے میں اس کے ہیڈ کوارٹر میں موجود آدمیوں کو علم ہو گا اور وہ کسی بھی وقت ہمارے لئے خطرہ بن سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب اب مشینی کاٹس والے منصوبے کا کیا ہو گا۔ کرنل ڈیوڈ تک یہ بات پہنچ چکی ہے اور کرنل ڈیوڈ نے اب ہر طرف اپنے آدمی پھیلا دیئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ اب یہ منصوبہ قابل عمل نہیں رہا۔ ویسے بھی سعید ختم ہو چکا ہے اور ہمارے پاس ایک ہی مشینی کائٹ ہے اور دوسری حاصل کرنے کا اب وقت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"شیخ سالم کے ذریعے انہیں حاصل کیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ کرنل ڈیوڈ نے لامحالہ مشینی کاٹس مہیا کرنے والے دکانداروں کی نگرانی شروع کرا دی ہو گی۔ وہ ان معاملات میں بے

حد تیزی سے کام کرتا ہے اس لئے اب ہمیں وہاں واقعی تنویر ایکشن ہی کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"میں تو پہلے ہی کہہ رہا ہوں کہ بس وہاں پہنچ کر ان پر ٹوٹ پڑو۔ تم خواہ مخواہ کی منصوبہ بندیوں پر سر کھپا رہے ہو"...... تنویر نے فوراً ہی کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر میز کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل پائیک نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے مختلف بٹنوں میں سے ایک بٹن کو پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور اس کا نمبر ٹو آرتھر تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے۔ بہت پرجوش دکھائی دے رہے ہو"...... کرنل پائیک نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"باس۔ انتہائی حیرت انگیز خبریں موصول ہوئی ہیں"...... آرتھر نے پرجوش لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیسی خبریں"...... کرنل پائیک نے چونک کر کہا۔

"آپ کو معلوم ہو گا کہ ایکریمین مفادات کا تحفظ کرنے کی غرض

سے ان کی تنظیم وائٹ رنگ کا ایک سیکشن یہاں کام کر رہا ہے جس کی انچارج مس میری ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے لیکن ان کا کام تو صرف اطلاعات حاصل کرنا ہوتا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن اس لڑکی میری کے تحت ان کا باقاعدہ فیلڈ سیکشن بھی ہے اور یہ لڑکی میری انتہائی تربیت یافتہ اور تیز ایجنٹ ہے۔ کرنل ڈیوڈ کی بہن مارشا کی بڑی گہری فرینڈ رہی ہے اور اس طرح کرنل ڈیوڈ سے بھی اس کا رابطہ رہتا ہے اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ کرنل ڈیوڈ نے میری کو اپنے ہیڈ کوارٹر کال کیا اور ان کے درمیان کوئی منصوبہ تیار ہو گیا۔ گو اس منصوبے کی تفصیل تو نہیں مل سکی لیکن پتہ چلا ہے کہ کرنل ڈیوڈ نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے کے لئے میری اور اس کے سیکشن کی خدمات حاصل کی ہیں۔ وائٹ رنگ چونکہ بنیادی طور پر معلومات حاصل کرنے والی تنظیم ہے اس لئے اس کے مخبروں کا جال پورے تل ابیب میں پھیلا ہوا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"تو پھر کیا اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا ہوا ہے لیکن یہ میری ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی کی وجہ سے نقصان اٹھانے پر مجبور ہو گئی ہے"۔ آرتھر نے جواب دیا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات۔ کیسا نقصان"۔ کرنل پائیک نے حیران ہو کر کہا۔

"وائٹ رنگ کا ہیڈ کوارٹر اب سے ایک گھنٹہ پہلے انتہائی خوفناک دھماکوں سے بالکل اسی طرح تباہ ہو چکا ہے جیسے جیوش چینل اور جی پی فائیو کا تباہ ہوا تھا اور اس کے علاوہ میری اور اس کے چھ ساتھیوں کی لاشیں اس انداز میں ملی ہیں کہ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے حالانکہ ہیڈ کوارٹر میں دوسرے لوگ بموں کے ان دھماکوں سے پہنچنے والے نقصان کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں"۔ آرتھر نے کہا۔

"اوہ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ میری اور اس کے ساتھیوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا ہے لیکن وہ ان کے ہاتھوں مارے گئے ہیں اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے انتقامی کارروائی کرتے ہوئے ان کے ہیڈ کوارٹر کو ہی تباہ کر دیا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"بظاہر تو یہی لگتا ہے باس لیکن میں عمران کے بارے میں جانتا ہوں۔ وہ اس انداز کی بڑی کارروائی صرف انتقامی طور پر نہیں کیا کرتا اس لئے میرا خیال ہے کہ میری کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی ایسی اطلاع موجود تھی جو عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی تھی اس لئے انہوں نے میری اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ وائٹ رنگ کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر

دیا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تمہاری بات درست ہے لیکن یہ اطلاع کیا ہو سکتی ہے"...... کرنل پائیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے اس سلسلے میں جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے آدمیوں سے بات کی ہے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے اس سے یہ اطلاع سامنے آئی ہے"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا اطلاع ہے"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے بتایا گیا ہے کہ میری نے کرنل ڈیوڈ کو فون کر کے یہ اطلاع دی تھی کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیا ہے اور وہ ان کو یقینی طور پر ہلاک کر سکتی ہے اور ساتھ ہی کرنل ڈیوڈ کو یہ بھی بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے مشینی کاٹس کی مدد سے کاٹس فیسٹیول کے دوران رات کے وقت گوام پہاڑی پر اترنے اور وہاں آپریشن کرنے کی منصوبہ بندی کی ہے۔ اس نے کرنل ڈیوڈ سے کہا کہ چونکہ کرنل ڈیوڈ نے اسے بتایا تھا کہ وہ نہیں چاہتا کہ جیوش چینل عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کا کریڈٹ حاصل کر سکے اس لئے انہیں اس منصوبے پر عمل کرنے دیا جائے لیکن کرنل ڈیوڈ نے کہا کہ ایسا کرنا چونکہ اسرائیل سے غداری ہو گی اس لئے وہ ایسا نہیں چاہتا البتہ اس نے میری سے پوچھنے کی بے حد کوشش کی کہ وہ اسے بتا دے کہ

عمران اور اس کے ساتھی کہاں موجود ہیں لیکن میری نے صاف انکار کر دیا جس پر کرنل ڈیوڈ نے میری کے ہیڈ کوارٹر سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس ٹھکانے کے بارے میں کچھ پتہ نہ چل سکا۔ میری بھی ہیڈ کوارٹر سے روانہ ہو چکی تھی اس لئے وہ اس سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹھکانہ معلوم نہ کر سکا۔ البتہ اس نے شہر میں ان اداروں کی خفیہ نگرانی شروع کرا دی جو مشینی کاٹس تیار کرتے ہیں۔ چونکہ مشینی کاٹس پر سرکاری طور پر پابندی لگا دی گئی ہے اس لئے یہ کام اب خفیہ طور پر ہو رہا ہے لیکن ظاہر ہے جی پی فائیو سے یہ ادارے چھپے نہیں رہ سکتے اس لئے اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ شہر کے تمام اداروں کی جی پی فائیو خفیہ نگرانی کر رہی ہے تاکہ عمران اور اس کے ساتھی جہاں سے بھی مشینی کاٹس حاصل کریں انہیں ٹریس کر لیا جائے"...... آرتھر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک کے چہرے پر بیک وقت حیرت اور تحسین کے ملے جلے تاثرات نمودار ہو گئے۔

" مشینی کاٹس کے ذریعے حملہ۔ اوہ۔ یہ تو انتہائی ذہانت آمیز منصوبہ ہے۔ اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔ بہت خوب۔ واقعی یہ شخص عمران اور اس کے ساتھی ذہانت میں ہم سب سے بے حد آگے ہیں"...... کرنل پائیک نے اس طرح تحسین آمیز لہجے میں کہا جیسے عمران اور اس کے ساتھی اس کے دشمن نہ ہوں بلکہ دوست ہوں۔

" یس باس۔ میں خود یہ بات سن کر حیران رہ گیا تھا۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ باس میرا خیال ہے کہ اب عمران اور اس کے ساتھی اس منصوبے پر عمل نہیں کریں گے"...... آرتھر نے کہا۔

" وہ کیوں"...... کرنل پائیک نے چونک کر کہا۔

" وہ اس لئے کہ میری ان کے ہاتھوں ہلاک ہوئی ہے تو لازماً میری سے انہوں نے معلوم کر لیا ہو گا کہ اسے مشینی کاٹس والے منصوبے کا علم ہو چکا ہے اور وہ کرنل ڈیوڈ کو اس بارے میں بتا چکی ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود اس منصوبے پر عمل درآمد خود کشی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"...... آرتھر نے کہا۔

" تمہاری بات درست ہے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ تمہارا مفروضہ ہے جبکہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے وائٹ رنگ کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہی اس لئے کیا ہو گا کہ وہ اس منصوبے کو لیک آؤٹ نہ ہونے دینا چاہتے ہوں گے۔ ان کے خیال کے مطابق میری کے ہیڈ کوارٹر کو اس کا علم ہو گا اس لئے انہوں نے ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ورنہ انہیں ایک غیر ملکی ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے کی کیا ضرورت تھی اور پھر میری بھی احمق عورت تھی جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو تر نوالہ سمجھ لیا تھا۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی اتنی آسانی سے ہلاک کئے جا سکتے ہوتے تو اب تک نجانے کتنی بار ہلاک ہو چکے ہوتے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"لیکن باس میرا خیال دوسرا ہے"...... آرتھر نے کہا تو کرنل پائیک چونک پڑا۔

"کیا"...... کرنل پائیک نے چونک کر کہا۔

"میرا خیال ہے باس کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے وائٹ رنگ کے ہیڈ کوارٹر کو اس لئے تباہ کیا ہے کہ وہ اپنا ٹھکانہ بچانا چاہتے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ میری نے اپنے ہیڈ کوارٹر والوں کو لازماً یہ بتا دیا ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹھکانہ کہاں ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن اب موجودہ صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ کرنل ڈیوڈ کی فطرت کو میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ وہ کرنل کارٹر کو یا لارڈ بوفمین کو ان مشینی کانٹس والے منصوبے کی ہوا بھی نہ لگنے دے گا اور اگر وہ شہر سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ہلاک نہ کر سکا تو پھر وہ جی پی فائیو کے گروپس لے کر کائٹ فیسٹیول پہنچ جائے گا اور وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا جبکہ میرا خیال ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کرنل ڈیوڈ کے بس کا روگ نہیں ہیں اس لئے لامحالہ وہ اپنے منصوبے پر عمل کر گزریں گے اور اگر ایسا ہو گا تو گوام پہاڑی لازماً ان کے قبضے میں چلی جائے گی"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"تو ہوتا رہے باس۔ اس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ گوام

پہاڑی پر تو لیبارٹری موجود ہی نہیں ہے اس لئے وہ وہاں قبضہ کر کے بھی اسرائیل کو کیا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ وہ کرنل کارٹر اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو لازمی بات ہے کہ جیوش چینل کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ بھی ریڈ اتھارٹی کے حق میں ہی جائے گا"...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں آرتھر۔ یہ اسرائیل کے مفادات سے غداری کے مترادف ہو گا۔ یہ لوگ ابھی تک لیبارٹری کو اس گوام پہاڑی کے نیچے ہی سمجھ رہے ہیں اور جب تک یہ ایسا سمجھتے رہیں گے اصل لیبارٹری محفوظ رہے گی اور کبھی نہ کبھی یہ بہرحال ہلاک ہو جائیں گے لیکن اگر انہیں علم ہو گیا کہ یہاں لیبارٹری نہیں ہے تو پھر یہ اصل لیبارٹری کو ٹریس کر لیں گے اور ہو سکتا ہے کہ یہ لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ اس طرح اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا"...... کرنل پائیک نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ خود ان لوگوں کے مقابل آنا چاہتے ہیں"...... آرتھر نے کہا۔

"نہیں۔ ہمیں جو ذمہ داری سونپی گئی ہے ہم وہیں تک محدود رہیں گے البتہ میں کرنل کارٹر کو اس کی اطلاع دے دیتا ہوں تاکہ وہ ان کی طرف سے چوکنا بھی رہے اور سنبھل بھی جائے"۔ کرنل

پائیک نے کہا۔

" کیا آپ کا کرنل کارٹر سے براہ راست رابطہ ہے"...... آرتھر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ کرنل کارٹر نے یہاں پہنچ کر سب سے پہلے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ وہ میرے ساتھ طویل عرصے تک کام کرتا رہا ہے۔ اس نے مجھے اپنا خصوصی نمبر دیا تھا"...... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

" یس"...... دوسری طرف سے ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

" کرنل پائیک بول رہا ہوں چیف آف ریڈ اتھارٹی"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" اوہ۔ کرنل پائیک تم۔ میں کرنل کارٹر بول رہا ہوں۔ اچانک ہی تمہاری کال آ گئی ہے۔ خیریت"...... اس بار دوسری طرف سے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

" عمران اور اس کے ساتھیوں کی تمہارے خلاف ایک اہم منصوبہ بندی کی مجھے اطلاع ملی تھی۔ میں نے سوچا کہ تمہیں مطلع کر دوں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" اوہ۔ کیا ہے وہ منصوبہ بندی"...... کرنل کارٹر نے چونک کر کہا تو کرنل پائیک نے مشینی کائٹس کے ذریعے گوام پہاڑی پر قبضہ کرنے کا سارا پلان تفصیل سے بتا دیا۔

" ویری سٹرینج۔ یہ تو واقعی حیران کن منصوبہ بندی ہے۔ میرے تو تصور میں بھی نہ تھا۔ ویری سٹرینج"...... کرنل کارٹر نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار مسکرا دیا۔

" وہ عمران ایسا ہی آدمی ہے۔ انتہائی منفرد انداز میں پلاننگ کرتا ہے اور منفرد انداز میں کام کرتا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" اس بات نے مجھے واقعی حیران کر دیا ہے۔ بہرحال تم نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب میں اس کا زیادہ اچھی طرح استقبال کروں گا"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" استقبال۔ کیا مطلب۔ تم انہیں پہاڑی تک نہ پہنچنے دینا کرنل کارٹر ورنہ تم نہیں جانتے کہ وہ لوگ کیا کر سکتے ہیں"...... کرنل پائیک نے چونک کر کہا۔

" تم فکر نہ کرو کرنل پائیک۔ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ اب میں اسے باقاعدہ پہاڑی پر اترنے کا موقع دوں گا اس کے بعد ان کا جو حشر ہو گا وہ دنیا دیکھے گی"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" تم نے جس انداز میں لفظ استقبال استعمال کیا تھا اس سے مجھے واقعی یہ شک ہوا تھا لیکن میرا خیال ہے کہ تم یہ رسک نہ لو تو اچھا ہے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اس میں رسک تو اس وقت تک تھا کرنل پائیک جب تک مجھے اس منصوبے کا علم نہ تھا اب جبکہ مجھے اس کا علم ہو چکا ہے تو اب اس میں کیا رسک باقی رہ گیا ہے۔ اب میں اس کے مقابل

باقاعدہ منصوبہ بندی کروں گا۔ پھر تم دیکھنا کہ اس کا کیا حشر ہوتا ہے"...... کرنل کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنے بارے میں زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہو۔ البتہ یہ بتا دوں کہ عمران کی اس منصوبہ بندی کا علم کرنل ڈیوڈ کو بھی ہو چکا ہے اور جی پی فائیو ان سب اداروں کی نگرانی کر رہی ہے جہاں مشینی کائٹس تیار کی جاتی ہیں اور اگر وہاں سے اسے کچھ معلوم نہ ہو سکا تو وہ لازماً کائٹس فیسٹیول میں اپنے آدمیوں سمیت پہنچے گا اور اس کی ہر ممکن کوشش ہو گی کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تم تک پہنچنے سے پہلے ہی چھاپ لے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"اوہ۔ اسے کیسے علم ہو گیا"...... کرنل کارٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل پائیک نے آرتھر سے سنی ہوئی تمام تفصیل دوہرا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ منصوبہ تکمیل تک نہیں پہنچے گا"۔ کرنل کارٹر نے کہا۔

"وہ کیسے"...... کرنل پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران جیسے ذہین آدمی سے امید نہیں ہے کہ وہ ان حالات میں اس منصوبہ بندی پر عمل کرے"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

"ہاں۔ اگر اسے یہ علم ہو گیا کہ کرنل ڈیوڈ کو اس کا علم ہو چکا ہے تو پھر وہ لامحالہ اسے ڈراپ کر دے گا لیکن اگر اسے اس بات کا علم نہ ہو سکا تو پھر وہ لازماً اس پر عمل کرے گا"...... کرنل پائیک

نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال ہم پھر بھی محتاط رہیں گے۔ تمہارا شکریہ کرنل پائیک کہ تم نے مجھے اس سے آگاہ کر دیا"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میرا فرض تھا۔ گڈ بائی"...... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"باس۔ اگر اجازت دیں تو میں بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ کائٹس فیسٹیول میں حصہ لوں"...... آرتھر نے کہا۔

"ایک شرط پر اجازت دے سکتا ہوں کہ تم کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ صدر صاحب تک رپورٹ پہنچے کہ ہم نے ان کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے"۔ کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صرف تماشہ دیکھوں گا"...... آرتھر نے کہا۔

"اوکے۔ یہی ہمارے حق میں بہتر رہے گا"...... کرنل پائیک نے کہا تو آرتھر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے ساتھ ساتھ حالات سے آگاہ کرتے رہنا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس باس"...... آرتھر نے کہا اور سلام کر کے وہ واپس مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا تو کرنل پائیک چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع

کر دیئے۔

"جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر"....... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں۔ کرنل ڈیوڈ سے بات کرائیں"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"اوہ یس سر۔ ہولڈ آن کریں سر"....... دوسری طرف سے اس بار مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں کرنل ڈیوڈ"....... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کرنل پائیک تم۔ کہو کیسے فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے"....... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے پہلے علم نہ تھا کہ کرنل پائیک کی کال ہے حالانکہ اس کی پرسنل سیکرٹری نے لازماً اسے اس بارے میں بتایا ہو گا لیکن اس کی عادت تھی کہ وہ ہر معاملے کو ڈرامہ بنا دیا کرتا تھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایکریمین تنظیم وائٹ رنگ کی چیف میری اور اس کے ساتھیوں کو عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہلاک کر دیا ہے اور ساتھ ہی اس تنظیم کا تل ابیب میں موجود ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیا ہے اور چونکہ مجھے معلوم ہے کہ مس میری تمہاری

مرحومہ چھوٹی بہن مارشا کی بڑی گہری فرینڈ تھی اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے اس کی موت کی تعزیت کی جائے"....... کرنل پائیک نے کہا۔

"شکریہ۔ لیکن تمہیں کیسے اطلاع ملی ہے"....... کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اطلاعات کا کیا ہے وہ تو ملتی ہی رہتی ہیں۔۔ مجھے تو یہ بھی علم ہو گیا ہے کہ اس میری نے اس عمران کے مشینی کاٹس والے منصوبے کا بھی سراغ لگا لیا تھا اور اس نے تمہیں اس سلسلے میں بتایا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹھکانہ بھی ٹریس کر لیا تھا لیکن وہ احمق تھی کہ تمہیں بتانے کی بجائے خود ان سے ٹکرا گئی۔ اگر وہ تمہیں اطلاع دے دیتی تو نہ صرف اس کی اور اس کے ساتھیوں کی زندگی بچ جاتی بلکہ تمہارے ہاتھوں یقینی طور پر عمران اور اس کے ساتھی بھی ہلاک ہو جاتے"....... کرنل پائیک نے جان بوجھ کر کہا۔

"وہ واقعی احمق تھی کرنل پائیک۔ تمہاری بات درست ہے۔ اگر وہ مجھے ان کا ٹھکانہ بتا دیتی تو پھر وہ لوگ زندہ نہ بچ سکتے۔ لیکن مشینی کاٹس کے بارے میں تمہیں کیسے اطلاع مل گئی"....... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"مجھے کیا کرنل کارٹر کو بھی اس منصوبے کا علم ہے اور وہ اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے استقبال کی تیاریوں میں مصروف

ہے۔ اس نے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ اسے تو یہ بھی معلوم ہے کہ
کرنل ڈیوڈ نے ان تمام اداروں کی خفیہ نگرانی کرا رکھی ہے جہاں
سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو مشینی کاٹس مہیا ہو سکتی ہیں۔
اس کا کہنا ہے کہ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس منصوبے پر
عمل کرنے دو تاکہ ان کی موت یقینی ہو سکے "...... کرنل پائیک
نے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کرنل پائیک کہ میں اپنا شکار اس طرح
کرنل کارٹر کے حوالے کر دوں۔ اسے کہہ دینا کہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کی موت کرنل ڈیوڈ کے ہاتھوں لکھی جا چکی ہے اور
بس "...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل پائیک نے
مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس نے جان بوجھ کر فون کیا تھا
تاکہ کرنل ڈیوڈ کو یہ بتایا جاتا کہ مشینی کاٹس کے بارے میں سب
کو معلوم ہے۔ اسے یقین تھا کہ اب کرنل ڈیوڈ خود بخود راستے سے
ہٹ جائے گا۔ گو کرنل ڈیوڈ نے زبانی طور پر اس کا اقرار نہیں کیا تھا
لیکن بہرحال وہ کرنل ڈیوڈ کی فطرت کو سمجھتا تھا اس لئے وہ مطمئن
تھا کہ جیسا اس نے سوچا ہے ویسے ہی ہو گا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اسی رہائش گاہ میں موجود تھا جہاں
میری اور اس کے ساتھیوں نے ریڈ کیا تھا اور عمران نے میری اور
اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ میری کے ہیڈ کوارٹر
کو صرف اس لئے تباہ کر دیا تھا کہ اس طرح اس کا یہ ٹھکانہ محفوظ رہ
سکے اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا تھا لیکن مشینی کاٹس کے سلسلے میں وہ
ابھی تک تذبذب میں تھا۔ یہ ایسا شاندار منصوبہ تھا کہ اس کا جی بار
بار یہی چاہتا تھا کہ اس منصوبے پر عمل کر گزرے۔ گو سعید نے
اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ نمونے کے طور پر مشینی کاٹس کہاں سے
لے آیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر وہ کوشش کرے تو اس بارے
میں معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں کیونکہ شیخ سالم کے اڈے کا آدمی
اسدی جو اس سعید کا عزیز تھا خاصا باخبر آدمی تھا اور اسے یقین تھا کہ
اگر وہ اسدی سے معلومات حاصل کرے تو اسے اس بارے میں

معلومات مل سکتی ہیں لیکن وہ کرنل ڈیوڈ کی فطرت کو اچھی طرح جانتا تھا کہ اسے معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ نہ صرف ایسے اداروں کی نگرانی کرا رہا ہوگا جہاں سے یہ مشینی کاٹس مہیا ہو سکتی ہیں بلکہ وہ لازماً کاٹس فیسٹیول میں بھی اپنے گروپ کو لے کر موجود ہوگا اس لئے وہ اپنا ارادہ بدل دیتا تھا لیکن پھر اسے اچانک خیال آیا کہ وہ کرنل ڈیوڈ سے بات تو کر کے دیکھے۔ شاید کوئی نئی صورت حال سامنے آجائے۔ چنانچہ یہ سوچ کر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

" انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

" جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فوراً نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ اٹھا کر جب ٹون آگئی تو اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

" جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ کرنل ڈیوڈ سے بات کرائیں"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ آن کیجئے سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو"...... چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

" صدر صاحب سے بات کریں"...... عمران نے ملٹری سیکرٹری کے لہجے اور آواز میں کہا۔

" یس سر۔ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں جناب"...... دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" کرنل ڈیوڈ۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے اس بار اسرائیل کے صدر کے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" سر ان کے بارے میں اطلاعات مل رہی ہیں اور ہم ان کے گرد گھیرا ڈال رہے ہیں۔ میں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

" مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے کسی ایکریمین ایجنسی پر حملہ کیا ہے۔ اس بارے میں کیا آپ کو علم ہے"...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ یہاں ایکریمین مفادات کا تحفظ کرنے والی ایک تنظیم وائٹ رنگ کام کر رہی ہے۔ اس کی چیف مس میری تھی۔ مس میری کو بھی اس عمران اور اس کے ساتھیوں سے کوئی پرانا بدلہ چکانا تھا۔ اسے علم ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں موجود ہیں تو اس نے اپنے طور پر انہیں ٹریس کیا اور پھر خود ہی ان پر حملہ

کر دیا جس کے نتیجے میں وہ خود بھی ماری گئی اور اس کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو گیا"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے آپ کو علیحدہ رکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اتنی آسانی سے ٹریس کر سکتی ہے تو آپ بھی تو کر سکتے ہیں"...... عمران نے صدر کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر اسے اتفاق سے عمران کی ایک منصوبہ بندی کا علم ہو گیا تھا۔ اس نے مجھ سے بات کی کہ وہ چاہتی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس منصوبے پر کام کریں لیکن میں نے اسے منع کر دیا کیونکہ اگر وہ کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس سے اسرائیل کو انتہائی نقصان پہنچتا۔ پھر میں نے اس سے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں موجود ہیں لیکن اس نے کچھ نہیں بتایا اور بعد میں ماری گئی"...... کرنل ڈیوڈ نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیسی منصوبہ بندی"...... عمران نے جان بوجھ کر پوچھا اور جواب میں کرنل ڈیوڈ کو مشینی کائنٹس کے بارے میں بتانا پڑا۔

"اوہ۔ پھر آپ نے کیا کیا ہے اس سلسلے میں"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب میں ان سب اداروں کی خفیہ نگرانی کرا رہا ہوں جو خفیہ طور پر مشینی کائنٹس تیار کرتے ہیں اس لئے تو میں نے عرض کیا تھا

کہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے گرد گھیرا تنگ کر رہا ہوں۔ اگر وہ یہاں نہ پکڑے گئے تو پھر میں اپنے گروپ سمیت کائنٹ فیسٹیول میں پہنچوں گا اور یقینی طور پر ان کا خاتمہ کر دوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ تو انتہائی خوفناک منصوبہ ہے۔ اس کا علم تو کرنل کارٹر کو بھی ہونا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے کرنل پائنیک کا فون آیا تھا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اس کا علم کرنل کارٹر کو ہو چکا ہے اور وہ اس سلسلے میں منصوبہ بندی کر رہے ہیں لیکن جناب مجھے معلوم ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کرنل کارٹر یا کرنل پائنیک کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ ان کی جب بھی موت آئے گی تو کرنل ڈیوڈ کے ہاتھوں ہی آئے گی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اسی لئے تو میں بھی مطمئن ہوں لیکن آپ بھی پوری طرح ہوشیار رہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب اس منصوبہ بندی پر عمل کرنا سوائے حماقت کے اور کچھ نہ تھا۔ نہ صرف کرنل ڈیوڈ بلکہ کرنل پائنیک اور کرنل کارٹر عرف بلیک ہاک تک کو اس کا علم تھا۔ اسے اس بات پر قطعاً حیرت نہ ہوئی تھی کہ کرنل پائنیک اور کرنل کارٹر کو اس کا علم کیسے ہوا ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ان سب نے ایک دوسرے کی تنظیموں میں اپنے اپنے مخبر بنا رکھے ہیں جو انہیں

ایسی اطلاعات دیتے رہتے ہیں۔

" عمران صاحب آپ کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... اچانک صفدر نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ عمران کے باقی ساتھی اپنے اپنے کمروں میں تھے جبکہ عمران اکیلا سٹنگ روم میں موجود تھا۔ صفدر کی ڈیوٹی باہر نگرانی پر تھی۔

" ہاں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اب خاموشی سے اٹھوں اور واپسی کا سفر شروع کر دوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

" تو پھر میں یہ خوشخبری سارے ساتھیوں کو سنا دوں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" خوشخبری۔ تم اسے خوشخبری کہہ رہے ہو جبکہ میرے خیال میں یہ ہمارے لئے بلیک وارنٹ کی حیثیت اختیار کر جائے گی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیوں۔ کوئی ضروری تو نہیں ہے کہ ہر مشن کامیاب ہو سکے"۔ صفدر نے جان بوجھ کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" کاش یہی بات تمہارا چیف سمجھ لیتا تو مجھے اس طرح ہر مشن کو کامیاب کرانے کے لئے جان کی بازی تو نہ لگانی پڑتی۔ لیکن وہ تو یہ بات سمجھتا ہی نہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ کو آخر اس قدر کیوں خوف ہے۔ آپ کو زیادہ سے زیادہ وہ

چیک نہ دے گا تو کیا ہوا۔ کسی دوسرے مشن میں آپ کامیاب ہو جائیں گے پھر آپ چیک وصول کر سکتے ہیں"...... صفدر بھی شاید موڈ میں تھا۔

" ایک ہی بات ہے۔ چیف نہ سہی آغا سلیمان پاشا سہی۔ اسے جب معلوم ہو گا کہ چیک نہیں ملا تو پھر معاملہ وہیں آ جائے گا"۔ عمران نے بڑے روہانسے سے لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں۔ ہم سب مل کر آغا سلیمان پاشا کو منا لیں گے"...... صفدر نے کہا۔

" اچھا کیا آغا سلیمان پاشا تمہارے کہنے پر اپنا قرضہ چھوڑ دے گا۔ واہ۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر میں ہر مشن کو ناکام کرنے پر تیار ہوں"۔ عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" مجھے معلوم ہے کہ مشن کی ناکامی آپ کے لئے ویسے ہی موت کا پیغام بن جائے گی۔ بہرحال اب اس مشن میں کیا کمی رہ گئی ہے۔ ٹارگٹ کا ہمیں علم ہے ہم نے اسے صرف ہٹ ہی تو کرنا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"یہی بات تو سمجھ میں نہیں آرہی کہ ٹارگٹ کیسے ہٹ کیا جائے خدا خدا کر کے مشینی کائنس والا منصوبہ سامنے آیا تھا وہ بھی اس میری کی حماقت کی وجہ سے ختم ہو گیا"...... عمران نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ آپ نے خواہ مخواہ یہ فرض کر لیا ہے کہ میری نے کرنل ڈیوڈ کو اس بارے میں بتایا ہے"...... اس بار صفدر نے

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اب صرف کرنل ڈیوڈ ہی نہیں بلکہ آدھے تل ابیب کو اس بارے میں علم ہو چکا ہے"....... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

" کیا مطلب۔ کیا واقعی"....... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے کرنل ڈیوڈ سے ہونے والی ساری بات بتا دی۔

" اوہ۔ آپ نے اچھا کیا کہ اس انداز میں چیکنگ کر لی ورنہ تو یہ منصوبہ ہمارے لئے واقعی موت کا پھندہ بن جاتا"....... صفدر نے کہا۔

" لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے بہرحال اس ٹارگٹ کو ہٹ کرنا ہے۔ کیسے کیا جائے"....... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم دور سے کسی طرح پہاڑی پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں۔ کیا ایسا کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا"....... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن"....... عمران نے چونک کر کہا۔

" کیا۔ مجھے بتائیں کہ آپ کے ذہن میں کیا آ رہا ہے"....... صفدر نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

" بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول عام کائٹ میرا مطلب ہے پتنگ کے ذریعے بھی تو وہاں پہنچائے جا سکتے ہیں۔ کائٹ فیسٹیول میں آسمان پر سینکڑوں کائٹس اڑ رہی ہوں گی اور ان کی توجہ بہرحال مشینی کائٹس پر ہی ہو گی"....... عمران نے کہا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ کسی عام سی پتنگ کے ساتھ یہ کیپسول باندھ کر اس پتنگ کو پہاڑی پر غوطہ دے کر اس کیپسول کو پھاڑا جائے۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے"....... صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیکن اگر ایسا ہو جائے تو پھر بھی اصل مسئلہ تو اندر جانے کا ہے۔ وہ کیسے حل ہو گا"....... عمران نے کہا۔

" ایک سائیڈ سے ایسا کر کے دوسری سائیڈ سے اندر داخل ہوا جا سکتا ہے"....... صفدر نے کہا۔

" نہیں۔ وہاں پہاڑی پر کھلی ہوا ہو گی اس لئے گیس کا اثر تھوڑی دیر کے لئے تو ہو گا لیکن زیادہ دیر تک قائم نہ رہے گا۔ پھر کرنل ڈیوڈ اور اس کے آدمیوں کے علاوہ بلیک ہاک بھی پوری طرح چوکنا ہو گا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے گیس ماسک پہننے کا باقاعدہ انتظام کر لیا ہو"....... عمران نے کہا۔

" ہاں۔ آپ کی بات درست ہے۔ پھر"....... صفدر نے کہا۔

" بس اسی پھر کے چکر میں تو گھن چکر بنا بیٹھا ہوں"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخری صورت تو وہی ڈائریکٹ ایکشن والی ہی رہ جاتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ ان حالات میں وہاں ڈائریکٹ ایکشن سب سے بڑی حماقت ثابت ہو گی۔ ہم نے صرف گوام پہاڑی پر قبضہ نہیں کرنا بلکہ اس کے نیچے لیبارٹری کو بھی تباہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم لوگ لارڈ بوفمین کے محل پر حملہ کر دیں اور پھر لارڈ بوفمین کے نام سے اس کرنل کارٹر اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے محل میں بلوا کر ان کا خاتمہ کر دیں اس طرح ہم آسانی سے اندر داخل ہو سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ لمبا کھیل بن جائے گا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ لارڈ بوفمین وہاں جائے اور پھر وہاں صورت حال کو کنٹرول کر لے لیکن مسئلہ پھر وہیں آجاتا ہے کہ لارڈ بوفمین وہاں جائے کیسے۔ کیونکہ اب تک لارڈ بوفمین سے ہماری ملاقات ہی نہیں ہو سکی"۔ عمران نے کہا۔

"کیا صدر یا چیف سیکرٹری یا ڈیفنس سیکرٹری وہاں نہیں جا سکتے"۔ صفدر نے کہا۔

"جا تو سکتے ہیں لیکن ظاہر ہے لارڈ بوفمین کے بغیر انہیں مشکوک سمجھ لیا جائے گا اور بات وہیں آجائے گی"...... عمران نے کہا۔

"ایسی صورت میں تو واقعی واپسی کا بگل ہی بجایا جا سکتا ہے"۔ صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عمران بے

اختیار ہنس پڑا۔

"دوسرے لفظوں میں تم مایوس ہو گئے ہو حالانکہ مایوسی تو شیطان کا پھندہ ہے۔ مسلمان تو کسی حالت میں بھی مایوس ہونا نہیں جانتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ خود ہی تو مایوسی والی بات کر رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اچھا۔ کون سی بات"...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ہر بات کو آپ روک دیتے ہیں۔ پھر ظاہر ہے مایوسی ہی پھیلے گی"...... صفدر نے کہا۔

"میں تو تمہیں سوچنے کا موقع دینا چاہتا تھا۔ اگر تم نہیں سوچنا چاہتے تو نہ سوچو اور باہر جا کر نگرانی کرو۔ یہ بھاری پتھر ظاہر ہے مجھے خود ہی اٹھانا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔

"عمران صاحب۔ تنویر کی بات درست ہے۔ زیادہ سوچنا آدمی کو واقعی ناکارہ بنا دیتا ہے۔ آپ اللہ کا نام لے کر چل پڑیں راستے خود بخود قدرت بنا دے گی"...... صفدر نے کہا۔

"جنت کی طرف جانے والا راستہ واقعی بن جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر فقرہ ختم ہوتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت جوش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص خیال آگیا ہے ذہن میں"....... صفدر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ہم سامنے کی بات نظرانداز کر کے دور کی باتیں بیٹھے سوچ رہے ہیں اور مایوس ہو رہے ہیں"....... عمران نے کہا۔

"سامنے کی بات کیا ہے۔ اس پر بھی تو روشنی ڈال دیجئے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اندر جانے کے لئے پول والٹ کا استعمال بھی تو کیا جا سکتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"پول والٹ۔ کیا مطلب"....... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"پول والٹ ایک گیم ہے جس میں لمبے سے لچکدار بانس کی مدد سے کھلاڑی کافی اونچائی پر موجود راڈ کو پار کرتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن آپ کے ذہن میں کیا ہے۔ کیا آپ کا مطلب ہے کہ ہم سب پول والٹ کے ذریعے خاردار تاریں کراس کر کے اندر داخل ہوں"....... صفدر نے کہا۔

"ہاں اور یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے"....... عمران نے کہا۔

"لیکن کیا وہ لوگ چیک نہ کر لیں گے۔ خاص طور پر چیک پوسٹ پر موجود افراد تو ہمیں دوسرا سانس بھی نہ لینے دیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ جب ہم انہیں نظر آ رہے

ہوں گے۔ اگر ہم سلیمانی ٹوپی پہن لیں تو پھر"....... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مطلب ہے کہ آپ کا ذہن کام نہیں کر رہا"....... صفدر نے کہا۔

"کیوں۔ اس میں ذہن کے کام نہ کرنے کا اندازہ تم نے کیسے لگا لیا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے سلیمانی ٹوپی والی بات جو کی ہے"....... صفدر نے کہا۔

"سلیمانی ٹوپی کا مطلب ہے کہ اس کو پہننے والا دوسروں کو نظر نہیں آتا۔ یہی ہے ناں اس افسانوی سلیمانی ٹوپی کی خاصیت"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن"....... صفدر نے کہا۔

"اگر ہم خاردار تار کے کسی بلب کو نکال کر اندر سکہ رکھ دیں اور پھر بلب لگا دیں تو پھر پورا سرکٹ آف ہو جائے گا اور جب تک وہ سکہ نہ نکالا جائے گا سرکٹ آن ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سے ظاہر ہے ہر طرف گھپ اندھیرا چھا جائے گا اور دوسرے لفظوں میں ہم سلیمانی ٹوپیاں پہن چکے ہوں گے۔ زیادہ سے زیادہ وہ ایمرجنسی لائٹس آن کر لیں گے لیکن جب تک ایسا ہو گا ہم پول والٹ کے ذریعے اندر پہنچ چکے ہوں گے"....... عمران نے کہا تو صفدر کے چہرے پر تحسین کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی۔ یہ واقعی قابل عمل آئیڈیا ہے"....... صفدر نے کہا۔

"لیکن یہ آئیڈیا آج رات کو ہی قابل عمل ہے۔ کل نہیں۔ کل وہاں کائٹ فیسٹیول کی وجہ سے انتہائی ہنگامہ ہو گا اور ہمیں پول والٹ کا کھیل کوئی کھیلنے ہی نہ دے گا۔ اپنے ساتھیوں کو بلاؤ ہمیں فوری تیاری کرنی ہے"....... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ بانس کہاں سے آئیں گے اور پھر ہم بانس اگر کاروں پر رکھ کر لے گئے تو وہ دور سے ہی نظر آجائیں گے"....... صفدر نے کہا۔

"اب مصنوعی بانس ملتے ہیں جنہیں پارٹس میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اور پھر جوڑا بھی جا سکتا ہے اور ابھی شام نہیں ہوئی۔ ابھی مارکیٹیں کھلی ہوں گی اس لئے بانس آسانی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں اور ظاہر ہے کھیلوں کا سامان فروخت کرنے والی دکانوں کی نگرانی نہ ہو رہی ہو گی"....... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ واقعی آپ کی بات درست ہے۔ واقعی ایک بار ہم اندر پہنچ گئے تو پھر ہم آدھا مشن مکمل کر لیں گے"....... صفدر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل کارٹر اپنے آفس میں موجود تھا کہ سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل کارٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ بلیک ہاک"....... کرنل کارٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کم ہی گفتگو کرتا تھا اور انٹرکام کی گھنٹی بجنے کا مطلب تھا کہ اس کے کسی ساتھی کی ہی کال ہے۔

"مارکر بول رہا ہوں باس۔ ایئر چیک پوسٹ نمبر تھری سے"....... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی تو کرنل کارٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"....... کرنل کارٹر نے چونک کر پوچھا۔

"باس آپ خود ایئر چیک پوسٹ نمبر تھری پر آجائیں۔ ایک اہم منظر آپ کو دکھانا ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا ہوا ہے۔ پہلے کچھ بتاؤ تو سہی"....... کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ آکر دیکھ لیں۔ میرا خیال ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی خاص منصوبہ بندی میں مصروف ہیں جس کی سمجھ مجھے نہیں آ رہی"....... دوسری طرف سے مارکر نے کہا تو کرنل کارٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"عمران اور اس کے ساتھی۔ کیا کہہ رہے ہو"....... کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ آئیں تو سہی باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کارٹر نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر آیا۔ چند لمحوں بعد وہ مشرقی سمت موجود ایئر چیک پوسٹ نمبر تھری کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ پہاڑی تھی اس لئے یہاں پہاڑی پر پیدل ہی چلا جا سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چیک پوسٹ پر پہنچ گیا اور پھر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ چیک پوسٹ پر موجود سب لوگ مشرقی سمت موجود تھے۔ ایک انتہائی طاقتور دوربین اس طرف نصب تھی۔

"کیا ہوا ہے مارکر"....... کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ دیکھ لیں باس"....... مارکر نے کہا تو کرنل کارٹر نے آگے بڑھ کر دوربین سے دیکھنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ دو کاریں کھلے

میدان میں موجود تھیں اور پانچ چھ مرد اور دو عورتیں کاروں سے باہر ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے جبکہ سائیڈ پر کئی لمبے لمبے بانس موجود تھے جو مزید لمبے بنائے جا رہے تھے۔ وہ ٹکڑوں کو آپس میں جوڑتے اور پھر ایک کافی لمبا بانس تیار کر لیتے حالانکہ اس وقت رات کا گہرا اندھیرا ہر طرف پھیلا ہوا تھا لیکن اس خصوصی ساخت کی نائٹ ٹیلی سکوپ میں سارا منظر اس طرح نظر آ رہا تھا جیسے دن کی روشنی پھیلی ہوئی ہو۔ مرد اور عورتیں سب ایکریمین تھے۔

"یہ لوگ کتنے فاصلے پر ہیں"....... کرنل کارٹر نے دوربین سے آنکھ ہٹا کر مارکر سے پوچھا۔

"تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ ہے جناب۔ یہ تو اس خصوصی ٹیلی سکوپ کی وجہ سے ہمیں نظر آ رہے ہیں ورنہ طاقتور سے طاقتور ٹیلی سکوپ اتنے فاصلے کو کور نہیں کر سکتی"....... مارکر نے کہا۔

"تم نے کیسے یہ نتیجہ نکال لیا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"باس۔ جس پراسرار انداز میں یہ کام کر رہے ہیں اس سے میں نے اندازہ لگایا ہے۔ آپ نے خود دیکھا ہے کہ یہ لوگ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کر لمبے لمبے بانس تیار کر رہے ہیں اور پھر ان کی تعداد اور یہاں یہ گھپ اندھیرے میں کیا کیا جا رہا ہے"....... مارکر نے کہا۔

"ہاں۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے"۔

کرنل کارٹر نے کہا اور ایک بار پھر اس نے دوربین سے آنکھ لگا دی۔ کاریں اب بھی موجود تھیں لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

" اوہ۔ یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں "...... کرنل کارٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوربین کو دوبارہ ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ ایسا کرتا رہا اور پھر اس کے منہ سے بے اختیار ایک حیرت بھری سیٹی جیسی آواز نکلی کیونکہ اب سات مرد اور دو عورتیں ہاتھوں میں بانس پکڑے اطمینان سے چلتے ہوئے سپاٹ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

" بلبوں اور سرچ لائٹس کی تیز روشنی کے دائرے میں آ کر یہ کیسے چھپ سکیں گے اور اگر ان کا خیال ہو گا کہ وہ۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری سٹرینج۔ اور اب میں سمجھ گیا ہوں "...... کرنل کارٹر نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سیدھا ہو گیا۔

" کیا ہوا ہے باس "...... مارکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہاں موجود باقی لوگ خاموش کھڑے ہوئے تھے کیونکہ کرنل کارٹر کی عادت تھی کہ وہ صرف شعبے کے انچارج سے بات کرتا تھا۔ اگر کوئی اور آدمی درمیان میں بول پڑتا تو وہ اس کا انتہائی سخت نوٹس لیتا تھا اس لئے کرنل کارٹر کا ہر آدمی اس بات کا خصوصی طور پر خیال رکھتا تھا۔

" اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ یہ لوگ واقعی حیرت انگیز انداز میں سوچتے ہیں۔ یہ لمبے لمبے بانس لے کر یہاں پہنچیں گے اور

پھر کسی پول والٹ کے کھلاڑی کی طرح ان لچکدار بانسوں کی مدد سے خاردار تاروں کو کراس کر کے اندر پہنچ جائیں گے "...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" لیکن باس یہاں لائٹس موجود ہیں اور جیسے ہی یہ لوگ ان لائٹس کے دائرے میں پہنچیں گے ان پر انتہائی آسانی سے فائر کھولا جا سکتا ہے اور اس کے باوجود اگر کوئی اندر پہنچ گیا تو تیز لائٹس کی وجہ سے اسے بھی آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے "...... مارکر نے کہا۔

" یقیناً انہوں نے اس کا بھی کوئی حل سوچ رکھا ہو گا۔ بہرحال چونکہ یہ انتہائی دلچسپ تجربہ ہے اس لئے میں اسے مکمل ہوتا دیکھنا چاہتا ہوں "...... کرنل کارٹر نے کہا تو مارکر سمیت باقی سب ساتھی بھی چونک پڑے۔

" کیا مطلب باس "...... مارکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ان لوگوں پر باقاعدہ فائر کھولا جائے لیکن اگر اس کے باوجود یہ اندر پہنچ جائیں تو ان پر فائرنگ کی بجائے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جائے۔ میں انہیں ہوش میں لا کر ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے مشینی کائٹس والا آئیڈیا کیوں ڈراپ کر دیا ہے اور بظاہر یہ احمقانہ منصوبہ کیوں بنایا ہے "...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" واقعی باس۔ یہ منصوبہ تو انتہائی احمقانہ ہے "...... مارکر نے کہا۔

" نہیں۔ ہمیں احمقانہ لگ رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ لائٹس

آف کرنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ استعمال کریں گے۔ تم ایسا کرو کہ انسٹان مشین آف کر کے اس کی ریز کو مشرقی سمت میں پھیلا دو تاکہ اگر یہ لائٹس آف بھی کریں تو اس ریز کی وجہ سے ہم ان کی کارروائی کو چیک بھی کر سکیں اور پھر ٹریکورز ریز کی مدد سے بے ہوش بھی کر سکیں"...... کرنل کارٹر نے کہا اور مارکر نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ کرنل کارٹر نے ایک بار پھر نائٹ ٹیلی سکوپ سے آنکھ لگا دی لیکن منظر میں چونکہ یہ لوگ موجود نہ تھے اس لئے اس نے دوربین کو دوبارہ ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا اور پھر جب یہ لوگ منظر میں آ گئے تو اس نے ہاتھ روک لیا۔ یہ لوگ مسلسل آگے بڑھے چلے آ رہے تھے اور اب وہ روشنی کے دائرے سے کچھ فاصلے پر تھے۔ پھر چند لمحوں بعد وہ سب بے اختیار رک گئے۔ ان میں سے ایک نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر کے اس پر بات کرنے لگا۔ پھر اس نے اسے آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

" باس۔ انسٹان مشین آن ہے"...... اچانک کرنل کارٹر کو اپنے پیچھے مارکر کی آواز سنائی دی تو اس نے سر اٹھایا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ چیک پوسٹ کے درمیان بنے ہوئے لکڑی کے کیبن کی طرف بڑھ گیا جہاں انتہائی جدید مشینری نصب تھی۔ کیبن میں داخل ہو کر وہ ایک کونے میں نصب بڑی سی مشین کی طرف بڑھ گیا جس کے درمیان ایک بڑی سی سکرین روشن تھی۔ مارکر نے آگے بڑھ کر اسے مزید آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد سکرین دو حصوں میں

تقسیم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی کرنل کارٹر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ایک حصے میں تو وہ سات مرد اور دو عورتیں ہاتھوں میں بانس پکڑے کھڑے نظر آ رہے تھے جبکہ دوسرے منظر میں ایک آدمی زمین پر کرالنگ کرتا ہوا تیزی سے خاردار تاروں کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

" اوہ۔ یہ آدمی لائٹس کے ساتھ کچھ کرنا چاہتا ہے"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" باس یہ اس وقت فائرنگ رینج میں ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو اسے آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے"...... مارکر نے کہا۔

" نہیں۔ اب جبکہ ہمیں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے اب یہ لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے اس لئے ان کی ہلاکت اب دوسرے انداز میں ہو گی۔ انہیں کرنے دو جو کچھ کرنا چاہتے ہیں"...... کرنل کارٹر نے کہا اور مارکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران وہ آدمی کرالنگ کرتا ہوا آخرکار خاردار تاروں کے قریب پہنچ گیا۔ وہ وہاں چند لمحے لیٹا رہا۔ پھر اچانک اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ہاتھ اونچا کیا۔ اس کے ہاتھ میں کوئی کپڑا تھا۔ اس نے کپڑا جلتے ہوئے بلب پر رکھ دیا اور دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ علیحدہ ہوا تو بلب ہولڈر سے علیحدہ ہو چکا تھا۔

" یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایک بلب اتارنے سے کیا ہو گا"۔ کرنل کارٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس آدمی کا دوسرا ہاتھ حرکت میں آیا اور پھر اس کا یہ ہاتھ ہولڈر پر جم گیا۔ چند لمحوں بعد

اس نے ہاتھ ہٹایا اور پھر بلب والا ہاتھ ہولڈر کی طرف بڑھا۔ چند لمحوں بعد یوں دکھائی دے رہا تھا جیسے وہ بلب ہولڈر میں لگا رہا ہو۔ اچانک جھماکا ہوا اور کیبن میں یکلخت گھپ اندھیرا سا چھا گیا۔ صرف انستان مشین کام کر رہی تھی کیونکہ اس کے اندر اپنی بیٹری تھی۔ اس کا تعلق الیکٹرک سے نہ تھا اس کی سکرین بھی روشن تھی البتہ اب سکرین پر خاردار تاروں پر موجود تمام بلب بجھ گئے تھے اور نہ صرف بلب بجھ گئے تھے بلکہ سرچ لائٹس بھی بجھ گئی تھیں۔

"یہ کیا ہوا۔ یہ کیسے ہوا۔ یہ تو مکمل سرکٹ ہی آف ہو گیا ہے۔ اوہ۔ جلدی کرو۔ ایمرجنسی لائٹس کا انتظام کرو"...... کرنل کارٹر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور مارکر اور اس کے ساتھی باہر کی طرف بڑھ گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ یہ احمقوں کی طرح باہر کیوں جا رہے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر کال کر کے ان سے کہو کہ وہ اس سرکٹ کو دوبارہ آن کریں اور اس دوران ایمرجنسی لائٹس آن کریں"۔ کرنل کارٹر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... مارکر نے کہا اور اس کونے کی طرف بڑھ گیا جس میں انٹرکام موجود تھا۔ ویسے تو کیبن اور باہر گھپ اندھیرا تھا لیکن انستان مشین کی سکرین سے نکلنے والی روشنی کی وجہ سے کیبن میں ہلکی سی روشنی موجود تھی۔ کرنل کارٹر کی نظریں انستان مشین کی سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ اب سات مرد اور دو عورتیں جو پہلے رک

گئی تھیں وہ سب اب دوڑتے ہوئے خاردار تاروں کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے جبکہ وہ آدمی جو پہلے سے خاردار تاروں کے قریب موجود تھا وہ بھی اب تیزی سے واپس جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آپس میں مل گئے۔

"مارکر"...... کرنل کارٹر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے کہہ دیا ہے باس۔ وہ ایمرجنسی لائٹس کا بندوبست کر رہے ہیں۔ اس کے بعد سرکٹ کو چیک کریں گے"...... مارکر نے قریب آ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹریکورز ریز ایڈجسٹ کی ہیں تم نے یا نہیں"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

"یس باس۔ اس کا لنک انستان مشین کے ساتھ بھی کر دیا ہے"...... مارکر نے کہا۔

"اوکے۔ پھر آگے آؤ اور اسے خود آپریٹ کرو۔ مجھے یقین ہے کہ اب یہ لوگ پول والٹ کے انداز میں خاردار تاروں کے اوپر سے اندر آ جائیں گے اور تم نے انہیں ٹریکورز ریز کی مدد سے بے ہوش کرنا ہے"...... کرنل کارٹر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ لیکن باس جبکہ سرکٹ بھی آف ہو گیا ہے اب تو یہ ویسے بھی خاردار تاروں کو کاٹ کر یا ویسے چڑھ کر اندر کود سکتے ہیں۔ اب انہیں پول والٹ کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے"...... مارکر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"شاید ان کے خیال میں ہے کہ لائٹس آف ہو جانے کے باوجود کوئی مخصوص ریز خاردار تاروں میں موجود ہو"....... کرنل کارٹر نے کہا اور مارکر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ اس شخص نے جس نے لائٹس آف کی تھیں ہاتھ میں ایک بانس پکڑا اور اسے اٹھا کر تیزی سے دوڑتا ہوا خاردار تاروں کی طرف دوڑنے لگا۔ اچانک اس نے بانس کا آگے والا سرا زمین سے لگایا اور دوسرے لمحے اس کا جسم بانس کے ساتھ ہی اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر وہ واقعی ہوا میں تیرتا ہوا خاردار تاروں کے اوپر سے گزر کر اندر گرنے لگا۔ اس نے بانس البتہ چھوڑ دیا تھا اور پھر پیراٹروپنگ کے انداز میں وہ نیچے گر کر چند قدم دوڑتا رہا اور پھر رک گیا۔

"خبردار اسے بے ہوش نہ کرنا۔ اس کے ساتھی سب اندر آ جائیں تو پھر ایسا کرنا"....... کرنل کارٹر نے کہا اور مارکر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی ایک ایک کر کے وہ سب خاردار تاروں کی دوسری طرف موجود تھے۔ مرد اور عورتیں بانسوں کی مدد سے ہوا میں تیرتی ہوئیں خاردار تاروں کے اندر پہنچ گئیں۔ اب دوسری طرف صرف بانس پڑے ہوئے تھے۔

"اب ٹریکورز ریز فائر کرو"....... کرنل کارٹر نے چیختے ہوئے کہا اور مارکر نے ایک ناب کو تیزی سے گھمایا اور پھر ایک بڑا سا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے کرنل کارٹر نے اندر پہنچ کر تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے ان سب مردوں اور عورتوں کو اچھل کر زمین پر گرتے ہوئے

دیکھا۔ وہ چند لمحے ادھر ادھر رول ہوتے رہے پھر ساکت ہو گئے۔

"گڈ شو"....... کرنل کارٹر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جدھر انٹرکام موجود تھا۔ وہ ان لوگوں کو اٹھوا کر ہیڈ کوارٹر بھجوانا چاہتا تھا۔

لارڈ بوفمین اپنے محل میں بنے ہوئے اپنے مخصوص کمرے میں آرام کرسی پر بیٹھا ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ گو رات خاصی گہری ہو گئی تھی لیکن اس کی عادت تھی کہ وہ رات گئے تک مطالعہ میں مصروف رہتا تھا اور پھر سونے کے لئے بیڈ روم میں چلا جاتا تھا کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو لارڈ بوفمین بری طرح چونک پڑا کیونکہ اس وقت فون آنے کا مطلب تھا کہ کوئی ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... لارڈ بوفمین نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایئر فورس آپریشنل سپاٹ سے جناب کرنل کارٹر کا فون ہے۔ وہ آپ سے کوئی خاص بات کرنا چاہتے ہیں"....... دوسری طرف سے فون آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیا تم نے چیک کر لیا ہے کہ کرنل کارٹر ہی بات کر رہا ہے"۔

لارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ وائس چیکنگ کمپیوٹر نے ان کی وائس کو اوکے کر دیا ہے۔ تب ہی میں نے آپ کو یہاں رنگ کیا ہے"....... آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ کراؤ بات"....... لارڈ نے کہا۔

"ہیلو۔ کرنل کارٹر بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد کرنل کارٹر کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں عجیب سی فتح مندی اور کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے اس لئے لارڈ اس کا لہجہ سنتے ہی بے اختیار چونک پڑا تھا۔

"یس۔ لارڈ بوفمین بول رہا ہوں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے کرنل کارٹر"....... لارڈ نے نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو گرفتار کر لیا گیا ہے"....... کرنل کارٹر نے جواب دیا تو لارڈ بوفمین اس بار محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا مطلب۔ کس نے گرفتار کیا ہے"....... لارڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے لارڈ۔ اس وقت وہ آپریشنل سپاٹ پر بے ہوشی کے عالم میں بندھے ہوئے موجود ہیں"....... کرنل کارٹر نے بڑے فتح مندانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تم نے انہیں فوری طور پر ہلاک کیوں نہیں کیا۔ ایسے لوگوں کو تو ایک لمحے کا بھی وقفہ نہیں ملنا چاہئے "...... لارڈ نے اس بار قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" جناب آپ فکر مت کریں۔ میرا پنجہ موت کا پنجہ ہی ہوتا ہے۔ اب وہ میرے پنجے سے کسی صورت بھی نہیں نکل سکتے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ خود تشریف لائیں۔ جناب صدر صاحب کو بھی ساتھ لے آئیں۔ جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ اور ریڈ اتھارٹی کے کرنل پائیک کو بھی بلوا لیں تاکہ سب خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس بات کا اطمینان کر لیں کہ وہ واقعی وہی لوگ ہیں۔ اس کے بعد سب کے سامنے انہیں گولیوں سے اڑا دوں گا تاکہ کل کو کسی کے ذہن میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے "...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" تم پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ ایسا ہوا کیسے۔ وہ کیسے پکڑے گئے۔ کہاں سے پکڑے گئے "...... لارڈ نے کہا تو کرنل کارٹر نے پہلے انہیں کائٹ فیسٹیول کے دوران مشینی کائٹس کی مدد سے گوام پہاڑی پر اترنے کے منصوبے کے بارے میں بتایا۔

" جناب میں نے اس کے لئے مکمل تیاری کر لی تھی لیکن پھر بھی نجانے کیوں انہوں نے کائٹ فیسٹیول کا انتظار نہ کیا اور پول والٹ کا کھیل کھیلتے ہوئے اسپاٹ کی حدود میں داخل ہو گئے "...... کرنل کارٹر نے مزے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

" پول والٹ کا مظاہرہ۔ کیا مطلب "...... لارڈ نے انتہائی حیرت

بھرے لہجے میں کہا تو کرنل کارٹر نے مارکر کی طرف سے کال آنے سے لے کر آخر تک ان کے بے ہوش ہو جانے اور ہیڈ کوارٹر میں قید کئے جانے کی پوری تفصیل بتا دی۔

" لیکن مکمل لائٹس انہوں نے کیسے آف کر دیں۔ اس کے لئے تو وہاں انتہائی خصوصی انتظامات کئے گئے تھے "...... لارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ لوگ واقعی بے حد ذہین ہیں۔ انہوں نے بڑا سادہ سا انداز اختیار کیا۔ ایک بلب کو انہوں نے ہولڈر سے نکال کر اس ہولڈر میں سکہ رکھ کر بلب لگا دیا جس کی وجہ سے مکمل بریک ڈاؤن ہو گیا۔ ہم نے بڑی کوششیں کر ڈالیں لیکن سرکٹ کسی طرح بھی اوپن نہ ہوا تو آخر کار اس بلب کا جائزہ لیا گیا اور پھر وہاں سے جب سکہ نکالا گیا تو سرکٹ آن ہو گیا "...... کرنل کارٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" حیرت انگیز۔ پول والٹ کے ذریعے اندر آنا۔ ہولڈر میں سکہ ڈال کر لائٹس کے تمام انتظامات کو فیل کر دینا یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے۔ اگر انہیں خصوصی ساخت کی نائٹ ٹیلی سکوپ سے چیک نہ کیا گیا ہوتا تو یہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے "۔ لارڈ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" یس لارڈ۔ آپ کی بات درست ہے۔ یہ واقعی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتے کیونکہ مجھے تو یہ تصور ہی نہ تھا کہ یہ اس انداز میں بھی اندر پہنچ جائیں گے اور وہ بھی ایک روز پہلے۔ ہم لامحالہ لائٹس کو

چیک کرنے اور ٹھیک کرنے کے سلسلے میں مصروف ہو جاتے اور یہ
گوام پہاڑی پر آسانی سے قبضہ کر لیتے "...... کرنل کارٹر نے کھلے
الفاظ میں اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

" میرا تو اب بھی یہی خیال ہے کہ انہیں وقفہ نہیں دینا چاہئے۔
تم انہیں ہلاک کر دو۔ صبح کو ان کی لاشیں چیک کر لی جائیں گی
کیونکہ اس وقت رات گئے صدر صاحب کسی صورت بھی وہاں نہیں
پہنچ سکتے۔ کل صبح کو تو ایسا ہو سکتا ہے۔ اس وقت نہیں۔ ان کی
تعداد کیا ہے"...... لارڈ نے کہا۔

" دو عورتوں اور آٹھ مردوں پر مشتمل گروپ ہے اور ان کے
پاس انتہائی خوفناک اور انتہائی حساس اسلحہ بھی موجود تھا۔ یہ تو
پوری گوام پہاڑی کو ریزہ ریزہ کر دینے کا پلان بنا کر آئے تھے لیکن
لارڈ آپ کو اب ان سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے
پہلے ہی کہا ہے کہ اب یہ میری مرضی کے بغیر دوسرا سانس بھی نہ لے
سکیں گے۔ اگر آپ کل کا پروگرام بنانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی
اعتراض نہیں ہے۔ میں نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن لگوا
دیئے ہیں۔ یہ کل تک بے ہوش رہیں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ
سب کے سامنے انہیں ہلاک کیا جائے "...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" ٹھیک ہے اگر تم ایسا چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی۔ تم نے
بہرحال نہ صرف عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے بلکہ جیوش چینل کی
عزت اور ساکھ بحال کر دی ہے اس لئے تم جیسا چاہو گے ویسے ہی ہو

لیکن ایک بار پھر سن لو کہ ان کی طرف سے ہرگز معمولی سی غفلت
بھی نہ کرنا۔ آج تک ان کا ریکارڈ ہے کہ یہ جادوگروں کے سے انداز
میں سچوئیشن بدل لینے پر قادر ہیں"...... لارڈ نے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں لارڈ۔ تو پھر کل صبح کا پروگرام رہا"...... کرنل
کارٹر نے کہا۔

" ہاں۔ میں صدر صاحب سے رابطہ کر کے ہی تمہیں کال کروں
گا"۔ لارڈ نے کہا۔

" اور کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائنیک۔ ان کا کیا ہو گا۔ اگر آپ کہیں
تو میں انہیں براہ راست کال کر لوں "...... کرنل کارٹر نے کہا۔

" نہیں۔ اگر صدر صاحب نے اس کی اجازت دی تو پھر صدر
صاحب خود ہی انہیں کال کر لیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس بات کی
اجازت نہ دیں۔ ایسی صورت میں ان کی موجودگی ہمارے لئے
پریشانی کا باعث بھی بن سکتی ہے اور دوسری بات یہ کہ ان دونوں
کو اس بات کا علم ہو جائے گا کہ تم نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا
ہے اور یہ لوگ تمہاری تحویل میں ہیں تو وہ تمہارا کریڈٹ ختم کرنے
اور خود کریڈٹ حاصل کرنے کی کوشش بھی کر سکتے ہیں اس لئے
بہتر یہی ہے کہ انہیں اس وقت اس کا علم ہو جب وہ کچھ بھی نہ کر
سکیں"...... لارڈ بوفمین نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ پھر صبح آپ مجھے کال کریں یا میں پہلے آپ
کو کال کروں"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

"میں تمام معاملات طے کر کے خود تمہیں کال کروں گا۔ بس تم عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے ہر لحاظ سے محتاط رہنا"۔ لارڈ بوفمین نے کہا۔

"یس لارڈ۔ میں ہر لحاظ سے محتاط ہوں اور رہوں گا"....... کرنل کارٹر نے جواب دیا اور پھر لارڈ نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بیک وقت مسرت اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ جو کچھ کرنل کارٹر نے بتایا تھا اس پر حقیقت ہے کہ اسے یقین نہ آرہا تھا لیکن ظاہر ہے کرنل کارٹر کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہ تھی۔ اچانک ان کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ کہیں کرنل کارٹر صرف اپنے کریڈٹ کی خاطر انہیں چکر تو نہیں دے رہا کہ چند عام لوگوں کو پکڑ کر وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہو کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ہے لیکن پھر انہوں نے یہ خیال خود ہی ذہن سے جھٹک دیا کیونکہ ایسی صورت میں وہ انہیں اور صدر کو وہاں نہ بلواتا بلکہ انہیں ہلاک کر کے ہی انہیں بتاتا لیکن اس کے باوجود عمران اور اس کے ساتھیوں کے اس طرح ہاتھ آجانے والی بات لارڈ بوفمین کے حلق سے پھر بھی نہ اتر رہی تھی لیکن پھر اس نے سوچا کہ جو ہو گا صبح سامنے آجائے گا۔ اس کے بعد وہ اٹھا اور سونے کے لئے اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو کافی دیر تک تو اس کے ذہن میں دھند سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ دھند صاف ہوتی چلی گئی اور اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس نے بے اختیار اپنے جسم کو سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ وہ فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پشت دیوار کے ساتھ لگی ہوئی تھی جبکہ ٹانگیں سیدھی فرش پر رکھی ہوئی تھیں۔ دونوں ٹانگوں کے گرد فولادی زنجیر موجود تھی جو اس کی پنڈلیوں تک چلی گئی تھی پھر آخر میں وہ فرش میں موجود فولادی کنڈوں میں منسلک تھی۔ اس کے دونوں بازو بھی دائیں بائیں کھول کر دیوار کے ساتھ فولادی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور کلائیوں کے قریب فولادی کنڈوں سے یہ زنجیر منسلک تھی۔ اسی طرح اس کے اوپر والا جسم بھی فولادی زنجیر

میں جکڑا ہوا تھا اور یہ زنجیر اس کی گردن میں بھی موجود تھی اور گردن کے قریب کسی جگہ اس کا اختتام دیوار میں لگے ہوئے کنڈے میں ہو رہا تھا۔ اس طرح وہ معمولی سی حرکت کرنے کے قابل بھی نہ رہا تھا البتہ اس کا سر دائیں بائیں اور قدرے آگے کی طرف جھک سکتا تھا۔ ہوش میں آتے ہی اس کے ذہن میں گزرے ہوئے واقعات کسی فلم کے سین کی طرح گھومتے چلے گئے کہ اس نے اپنے ساتھیوں سمیت پول والٹ کی مدد سے اندر داخل ہونے اور لائٹس آف کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا۔ اس کے بعد وہ گوام پہاڑی کی حدود سے تقریباً ڈیڑھ یا دو کلومیٹر دور رک گئے تھے تاکہ کسی بھی چیک پوسٹ سے انہیں چیک نہ کیا جا سکے جبکہ عمران خود پیدل چلتا ہوا ان کار سواروں کے قریب پہنچ کر جھاڑیوں میں رک گیا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے ٹکڑوں کی مدد سے لچکدار بانس تیار کئے اور پھر وہ سب پیدل چلتے ہوئے اس جگہ پہنچے جہاں عمران موجود تھا اور منصوبے کے مطابق وہ سب سرچ لائٹس اور بلبوں کی روشنی سے فاصلے پر موجود تھے تاکہ اندر سے انہیں چیک نہ کیا جا سکے۔ ویسے بھی اندر خاموشی اور سکوت طاری تھا کیونکہ رات کافی گہری ہو گئی تھی اور اندر خاصا اندھیرا تھا البتہ اوپر چیک پوسٹس کے کیبنوں میں روشنی موجود تھی۔ پھر عمران کرالنگ کرتا ہوا ان خاردار تاروں کے قریب پہنچا۔ اس نے بلب ہولڈر سے بلب اتارا۔ اس میں سکہ رکھا اور پھر جیسے ہی اس نے بلب لگایا ہر طرف گھپ اندھیرا چھا گیا۔ عمران کے

ساتھی اندھیرا ہوتے ہی تیزی سے آگے بڑھے جبکہ عمران بھی اٹھ کر پنجوں کے بل دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچا اور پھر اس نے صفدر سے پول لیا اور سب سے پہلے دوڑ کر وہ اس بانس کی مدد سے ہوا میں اڑتا ہوا خاردار تاروں کو کراس کر کے اندر پہنچ گیا اور اس کے بعد باری باری اس کے سارے ساتھی بھی پول والٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے اندر پہنچ گئے لیکن پھر جیسے ہی وہ سب سنبھلے اچانک انہیں محسوس ہوا کہ ان کے جسموں سے یکلخت روح نکل گئی ہے اور وہ بے جان ہو کر وہیں زمین پر گر گئے اور چند لمحوں بعد ان کے ذہنوں پر مکمل تاریکی چھا گئی اور اس کے بعد اب پہلی بار عمران کو ہوش آیا تو اس نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کے سارے ساتھی اس کی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیوار سے پشت لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ البتہ ان سب کی گردنیں اور جسم ڈھلکے ہوئے تھے۔ وہ سب بے ہوش تھے۔ یہ ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا جس کے درمیان چھت سے روشنی نکل رہی تھی۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران نے زنجیروں اور کڑوں کی ساخت پر غور کرنا شروع کر دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ انہیں کسی ریز کی مدد سے بے ہوش کیا گیا ہے اور جس انداز میں انہیں بے ہوش کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ لوگ ان کی آمد کے بارے میں پہلے سے آگاہ تھے اور انہوں نے انہیں قریب آنے پر بے ہوش کرنے کا بندوبست بھی مکمل کر رکھا تھا لیکن وہ اس بات پر حیران تھا کہ انہیں اس انداز میں جکڑ کر زندہ رکھنے کی کیا ضرورت

پیش آ گئی ہے۔ اس کے ساتھیوں کے چہروں پر ایکریمی میک اپ بھی موجود تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ان کا میک اپ بھی واش نہیں کیا گیا کیونکہ یہ عام سا میک اپ تھا جو آسانی سے کسی بھی میک اپ واشر سے واش ہو سکتا تھا۔ اس کے باوجود ان کا میک اپ واش نہیں کیا گیا تھا اور انہیں فوری طور پر ہلاک کرنے کی بجائے اس انداز میں جکڑ کر بے ہوش رکھا گیا تھا۔ ظاہر ہے عمران مخصوص ذہنی رد عمل کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا لیکن اس بار انہیں جس انداز میں جکڑا گیا تھا وہ واقعی نیا انداز تھا اور عمران باوجود کوشش کے اپنے جسم کو معمولی سی حرکت بھی نہ دے پا رہا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ اسے کس طرح ان زنجیروں سے آزاد ہونا ہے کیونکہ اتنی بات وہ بھی جانتا تھا کہ بلیک ہاک نے انہیں جس مقصد کے لئے بھی زندہ رکھا ہے آخر کار وہ بہرحال انہیں ہلاک کر دیں گے لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ اچانک اسے دروازے کی دوسری طرف تیز تیز قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو اس نے اپنی گردن اس طرح کر لی جیسے وہ بدستور بے ہوش ہو۔ اس نے اپنے جسم کو بھی ڈھیلا چھوڑ دیا تھا البتہ اس کی آنکھوں میں معمولی سی جھری موجود تھی جس سے وہ سامنے کا منظر آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ وہ اس حالت میں اپنے ہوش میں آنے کی بات ان کے نوٹس میں نہ لانا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے انداز میں بے پناہ

پھرتی اور مستعدی تھی۔ اس نے بلیک جینز کے اوپر بلیک میرون جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ اس کے پیچھے دو مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔

" مارکر اچھی طرح چیک کرو انہیں۔ کوئی زنجیر وغیرہ ڈھیلی تو نہیں اور یہ بھی چیک کرو کہ زنجیریں اور فولادی کڑے کھولنے والے تمام بٹن لاکڈ ہیں یا نہیں"...... اس بلیک جیکٹ والے نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

" باس۔ یہ تو مسلسل بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ یہ کیسے زنجیریں کھول سکتے ہیں"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

" یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ بتائے جاتے ہیں مارکر اس لئے ان سے کچھ بعید نہیں۔ میں نے لارڈ بوفمین سے بات کی ہے۔ میں تو چاہتا تھا کہ لارڈ بوفمین اور صدر صاحب، کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک کے ہمراہ یہاں آ جاتے تاکہ میں ان سب کے سامنے انہیں ہلاک کر دیتا لیکن لارڈ صاحب نے کہا ہے کہ اس وقت صدر صاحب یہاں نہیں آ سکتے اس لئے اب بات کل صبح تک ٹل گئی ہے اور ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کسی کو صبح تک ہوش آ جائے"...... اس بلیک جینز والے نے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ کرنل کارٹر عرف بلیک ہاک ہے۔ یورپ کا معروف ایجنٹ جسے لارڈ بوفمین نے کلیسر کی ہلاکت کے بعد یہاں ان کے مقابلہ کے لئے منگوا لیا ہے اور جو ایک لحاظ سے جیوش چینل کا اب عملی انچارج ہے۔

"یس باس"...... مارکر نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے باری باری عمران سمیت اس کے سب ساتھیوں کی زنجیریں اور فولادی کڑوں کو اچھی طرح چیک کرنا شروع کر دیا۔

"سب او کے ہے باس"...... مارکر نے چیکنگ کے بعد پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ۔ اب صبح ان سے آخری ملاقات ہو گی"۔ کرنل کارٹر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے پیچھے مارکر اور اس کا مسلح ساتھی بھی باہر چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہوا تو عمران نے آنکھیں کھول کر گردن سیدھی کر لی۔ اب اسے یہ بات معلوم ہو گئی تھی کہ انہیں فوری طور پر ہلاک کرنے کی بجائے اس طرح بے ہوش کر کے کیوں باندھا گیا ہے اور صبح تک مہلت بھی مل چکی تھی اور عمران کے نقطہ نظر سے یہ دونوں باتیں سب سے اچھی ہوئی تھیں۔ ایک تو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان فولادی کڑوں میں بہرحال بٹن موجود ہیں جنہیں لاکڈ کیا گیا ہے اور دوسرے یہ کہ وہ بہرحال گوام پہاڑی پر ہی ہیں۔ چنانچہ اب عمران نے اطمینان سے اپنے آپ کو آزاد کرانے کے سلسلے میں غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس نے اپنی انگلیاں موڑ کر فولادی کڑوں تک پہنچانے کی کوشش شروع کر دی لیکن اس کی کلائی سے کڑا کچھ فاصلے پر تھا اور درمیان میں زنجیر تھی اس لئے اس کی انگلیاں کسی صورت بھی اس فولادی کڑے تک نہ پہنچ سکتی تھیں۔ اچانک عمران کو ایک خیال آیا اور وہ بے اختیار

مسکرا دیا کہ وہ خواہ مخواہ فولادی کڑوں تک انگلیاں پہنچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایک فولادی کڑا تو اس کی کلائی میں بھی موجود ہے اور ظاہر ہے اس میں بھی بٹن موجود ہو گا۔ چنانچہ اس نے انگلیاں موڑ کر اس کڑے کو کھولنے کی کوشش شروع کر دی اور چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اس بٹن کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے انگلیوں کی مدد سے اس کا جائزہ لیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ اس بٹن کو باقاعدہ لاکڈ کیا گیا ہے لیکن عمران کے لئے یہ سب معمولی باتیں تھیں۔ وہ لاکڈ ہونے کے سارے پراسیس سے نہ صرف واقف تھا بلکہ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ لاکڈ بٹن کو وہ انگلیوں کی مدد سے کس طرح کھول سکتا ہے۔ گو یہ خاصا دیر طلب اور پیچیدہ کام تھا لیکن ظاہر ہے جہاں زندگی داؤ پر لگ جائے وہاں ان باتوں کی پرواہ کسے ہو سکتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم تھا کہ اسے ہوش آ گیا تھا ورنہ صبح جب وہ سب لوگ یہاں اکٹھے ہوتے اور انہیں ہوش میں لایا جاتا تو ظاہر ہے اس وقت کسی قسم کا کوئی دفاع بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے بڑے اطمینان سے بٹن کھولنے کی کوششوں کا آغاز کر دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل محنت کے بعد اچانک کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی اس کی کلائیوں کے گرد موجود فولادی کڑے کھل گئے اور اس کے بازو ان کڑوں سے آزاد ہو گئے۔ اب اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور چند لمحوں بعد اس نے سر کے اوپر موجود اس کڑے کا بٹن کھولنا شروع کر دیا جس

سے اس کی گردن سے لے کر اوپر والے جسم تک زنجیر منسلک تھی۔ اس کڑے کا بٹن بھی لاکڈ تھا اس لئے اسے بھی کھولنے کے لئے اسے کافی دیر تک محنت کرنا پڑی لیکن آخرکار وہ اسے بھی کھولنے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن سے لے کر ناف تک لپٹی ہوئی زنجیر کھٹاک کی آواز کے ساتھ کھلتی چلی گئی۔ اب صرف اس کی دونوں ٹانگیں زنجیر میں جکڑی ہوئی تھیں لیکن اب نہ صرف اس کا اوپر والا جسم آزاد تھا بلکہ دونوں ہاتھ بھی آزاد تھے اس لئے اب وہ آسانی سے اپنی پنڈلیوں پر موجود کڑوں کے بٹن کھول سکتا تھا۔ گو ان بٹنوں کو بھی لاکڈ کر دیا گیا تھا لیکن اب اس لاک کو کھولنا عمران کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ نتیجہ یہ کہ کچھ دیر بعد عمران مکمل طور پر زنجیروں کی اس خوفناک جکڑ سے آزاد ہو چکا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر دروازے کو اندر سے لاک کیا تاکہ اچانک کوئی اندر نہ آجائے اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا جو بدستور زنجیروں میں جکڑے ہوئے اور بے ہوش تھے۔ ایک ایک کر کے اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو زنجیروں سے آزاد کرایا لیکن اب ان کے ہوش میں آنے کا مسئلہ تھا لیکن عمران کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس نے صفدر کی گردن کی پشت پر مخصوص انداز میں انگوٹھا رکھ کر مخصوص انداز میں جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ اس طرح صفدر کے اعصاب میں تحریک پیدا ہوتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد ہی صفدر کے جسم میں

حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران ساتھ ہی پڑے ہوئے تنویر کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر کے بعد اس نے یہ کارروائی چوہان کے ساتھ دوہرائی۔ اسی لمحے صفدر ہوش میں آگیا۔

"یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ آپ عمران صاحب"...... صفدر نے ہوش میں آتے ہی اٹھ کر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"حیرت بعد میں ظاہر کرنا۔ فی الحال اٹھ کر ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کوشش کرو"...... عمران نے کہا تو صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اسی لمحے تنویر نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس نے بھی وہی الفاظ کہے جو پہلے صفدر نے کہے تھے اور عمران نے اسے بھی وہی جواب دیا جو صفدر کو دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد تمام ساتھی ہوش میں آگئے تو عمران نے انہیں بتایا کہ کس طرح اسے اس کی مخصوص ذہنی مشقوں کی وجہ سے خودبخود ہوش آگیا تھا اور پھر کرنل کارٹر اپنے ساتھیوں سمیت اندر آیا اور اس نے اپنے ساتھیوں سے کیا کیا باتیں کیں اور پھر عمران نے کس طرح اپنے آپ کو ان زنجیروں کی جکڑ سے آزاد کرایا اور پھر کس طرح اپنے ساتھیوں کو زنجیروں سے آزاد کرا کر انہیں ہوش میں لایا گیا۔

"یہ کرنل کارٹر بھی آپ کو جانتا نہیں ہے عمران صاحب۔ اگر اس کی جگہ کرنل ڈیوڈ ہوتا تو وہ کبھی اس طرح کا رسک نہ لیتا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے صفدر ورنہ کیا کرنل ڈیوڈ اور کیا کرنل کارٹر وہ ہمیں ایک لمحے کی بھی مہلت دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے"...... عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"عمران صاحب اگر انہوں نے ہمیں پہلے ہی چیک کر لیا تھا تو پھر انہوں نے ہمیں اندر آنے کی مہلت کیوں دی۔ یہ ہمیں خاردار تاروں سے باہر بھی تو فائرنگ کر کے ختم کر سکتے تھے"...... چوہان نے کہا۔

"وہی کریڈٹ لینے کا مسئلہ۔ اب دیکھو کرنل کارٹر کی خواہش ہے کہ جب ہمیں ہلاک کیا جائے تو کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک بھی یہاں موجود ہوں۔ اس کے پیچھے بھی اپنی برتری جتانے کی نفسیاتی خواہش کارفرما ہے۔ بہرحال یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیتا ہے"...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ہمارے بیگز بھی ان کے قبضے میں ہیں اور ہماری جیبیں بھی خالی ہیں۔ اب کیا کرنا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اس وقت ہم آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ ہمارے چاروں طرف مسلح افراد موجود ہیں۔ ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے اور پھر نیچے موجود ایرو میزائل لیبارٹری کا راستہ تلاش کر کے اس کو تباہ کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بحفاظت باہر بھی جانا ہے"۔ عمران

نے کہا تو سب کے چہروں پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ عمران نے جو کچھ کہا تھا وہ واقعی انتہائی سنجیدہ اور تشویشناک بات تھی۔

"لیکن جیسے ہی ہم نے کارروائی شروع کی ہر طرف سے ہم پر یورش ہو جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ہم کسی طرح اپنے بیگ حاصل کر لیں تو اس میں میگانم گیس کے پسٹل موجود ہیں اور یہ گیس وسیع اور کھلے علاقے میں انتہائی تیزی سے کام کرتی ہے اس طرح ہم یہاں موجود تمام افراد کو ایک لمحے میں بے ہوش کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہم اطمینان سے لیبارٹری کو ٹریس کر کے اس کو تباہ کر سکتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہمارے بیگ لازماً اسی جگہ موجود ہوں گے۔ یہ مجھے اس کرنل کارٹر یا بلیک ہاک کا ہیڈ کوارٹر لگتا ہے۔ بہرحال آؤ۔ اب کام تو کرنا ہی ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بڑی آہستگی سے لاک کھولا اور پھر اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ یہ ایک تنگ سی راہداری تھی جس کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اختتام پر موجود دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک کمرہ تھا جس میں تیز روشنی تھی اور باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھا اور سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔

" باس نے خواہ مخواہ ان لوگوں کو زندہ رکھا ہوا ہے اور ان کے لئے ہمیں بھی پوری رات جاگ کر گزارنی پڑے گی"...... ایک آواز سنائی دی۔

" میرا خیال ہے کہ جاگنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ بے ہوش ہیں اور پھر زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے جاگنے کا کیا فائدہ"...... ایک دوسری آواز سنائی دی۔

" باس نجانے کیوں ان سے اس قدر خوفزدہ ہے"...... پہلی آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ذرا سا سر باہر نکال کر جھانکا تو اس نے کمرے میں دو آدمیوں کو ایک میز کے گرد بیٹھے شراب پیتے ہوئے دیکھا۔ ان کی مشین گنیں ان کی کرسیوں کے ساتھ رکھی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کا اندر کی طرف رخ تھا۔ عمران نے سر اندر کیا اور پھر مڑ کر اپنے ساتھیوں کو ہاتھ کی مدد سے مخصوص اشارہ کیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور دوسرے لمحے عمران اور صفدر یکلخت اچھل کر کمرے میں داخل ہوئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں سنبھلتے عمران اور صفدر ان کے سروں پر پہنچ چکے تھے اور دوسرے لمحے اوغ کی آوازیں نکالتے ہوئے وہ دونوں کرسیوں سے نیچے فرش پر جا گرے۔ ان کی گردنیں کھڑی ہتھیلی کے ایک ہی وار سے ٹوٹ چکی تھیں۔ اسی لمحے باقی ساتھی بھی کمرے میں پہنچ گئے۔ عمران نے ان دونوں کی تلاشی لینی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد وہ ان دونوں کی جیبوں سے مشین پسٹل برآمد کر چکا تھا جبکہ ان کی مشین گنیں صفدر

اور تنویر نے اٹھا لی تھیں۔ عمران نے ایک مشین پسٹل جولیا کی طرف بڑھا دیا اور دوسرا اپنے ہاتھ میں رکھ کر وہ آگے بڑھا۔ کمرے کا دوسرا دروازہ بند تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر دروازے سے کان لگا دیئے لیکن دوسری طرف خاموشی تھی۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ عمران نے سر باہر نکال کر جھانکا تو راہداری خالی پڑی ہوئی تھی البتہ راہداری میں ایک کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس میں تیز روشنی موجود تھی۔ عمران باہر آگیا اور دیوار کے ساتھ لگ کر اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی کمرے میں بج اٹھی۔

" یس۔ آسکر بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" اوکے باس۔ میں ابھی چیک کر کے آپ کو رپورٹ دیتا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اسی آدمی جس نے اپنا نام آسکر بتایا تھا، کی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھنے کی بھی آواز اور پھر کرسی کھسکنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ سب دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد ایک آدمی دروازے سے نکل کر جیسے ہی راہداری میں آیا صفدر اس پر جھپٹ پڑا اور چند لمحوں بعد ہی وہ آدمی اس کے بازوؤں میں جھول رہا تھا۔ چونکہ آسکر کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ تصور تک نہ تھا کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس لئے وہ آسانی سے مار کھا گیا تھا۔ چونکہ عمران نے اپنے

ساتھیوں کو پہلے ہی اشارے سے بتا دیا تھا کہ آسکر کو زندہ رکھنا ہے اس لئے صفدر نے اسے ہلاک کرنے کی بجائے صرف بے ہوش کیا تھا جبکہ عمران کمرے میں داخل ہوا تو یہ کمرہ ایک آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ دوسری طرف ایک اور دروازہ تھا۔ عمران نے وہ دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو یہ برآمدہ تھا جس کے باہر کھلا علاقہ تھا۔ البتہ برآمدے کے باہر چار مسلح افراد دروازے کی طرف پشت کر کے کھڑے نظر آئے تو عمران نے دروازہ بند کر دیا۔ اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے تھے لیکن عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کی ہدایت کی تاکہ باہر موجود مسلح افراد تک ان کی آوازیں نہ پہنچ جائیں۔

" اس آسکر کو اٹھا کر اس کمرے میں لے جاؤ اور اس سے معلوم کرو کہ کرنل کارٹر اس وقت کہاں ہے اور ہمارے بیگز کس جگہ موجود ہیں۔ میں اس دوران یہاں کی تلاشی لیتا ہوں اور صدیقی، چوہان، نعمانی اور خاور چاروں باہر موجود چاروں مسلح افراد کو اس انداز میں کور کریں کہ ان کی آوازیں نہ نکل سکیں"....... عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور کیپٹن شکیل آسکر کو اٹھائے اس کمرے سے باہر چلے گئے جبکہ صدیقی اپنے ساتھیوں کے ساتھ عقبی دروازہ کھول کر بڑے محتاط انداز میں ایک ایک کر کے باہر نکل گیا۔ اب کمرے میں جولیا، صالحہ اور تنویر عمران کے ساتھ موجود تھے۔ عمران نے انہیں خاموش رہنے

کا اشارہ کیا تاکہ صدیقی اور اس کے ساتھی اپنی کارروائی مکمل کر لیں۔ البتہ وہ دروازے کی جھری سے باہر ہونے والی کارروائی کو خود بھی چیک کر رہا تھا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی واقعی انتہائی محتاط انداز میں پنجوں کے بل چلتے ہوئے ان افراد کی طرف بڑھ رہے تھے۔ چونکہ ان چاروں کی اس طرح پشت تھی اور وہ انتہائی مطمئن انداز میں کھڑے تھے اس لئے انہیں شک نہ پڑ سکا تھا اور پھر صدیقی اور اس کے ساتھی اچانک ان پر ٹوٹ پڑے۔ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد کارروائی مکمل ہو گئی اور صدیقی اور اس کے ساتھی ان چاروں کو اٹھائے تیزی سے واپس مڑے اور کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ چاروں ہلاک ہو چکے تھے۔

" انہیں یہاں ایک طرف ڈال دو اور اب تم نے باہر کا خیال رکھنا ہے تاکہ میں یہاں کی تلاشی لے سکوں"....... عمران نے کہا اور پھر وہ تلاشی کے لئے مڑا ہی تھا کہ میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ آسکر کے لئے کال ہو گی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"آسکر بول رہا ہوں"....... عمران کے منہ سے آسکر کی آواز نکلی۔

" تم نے رپورٹ نہیں دی۔ کیوں"....... دوسری طرف سے کرنل کارٹر کی تیز آواز سنائی دی۔

" میں رپورٹ دینے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ وہاں سب اوکے ہے باس"....... عمران نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ بہر حال پھر بھی محتاط رہنا"...... دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں نے آفس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

"ہم نے اس تلاشی میں ڈھونڈھنا کیا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"ایرو میزائل لیبارٹری کا راستہ"...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا لیکن تھوڑی دیر بعد وہ سب تلاشی لینے سے فارغ ہو چکے تھے۔ وہاں کوئی مشکوک چیز نہ ملی تھی۔ اسی لمحے صفدر کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"آسکر نے بتایا ہے کہ کرنل کارٹر کا یہاں سے شمال کی طرف علیحدہ آفس اور رہائش گاہ ہے اور وہ وہاں رہتا ہے اور وہاں انتہائی سخت پہرہ ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اور ہمارے بیگز کے متعلق کیا بتایا ہے اس نے"...... عمران نے کہا۔

"اس کے مطابق بیگز کرنل کارٹر کے آفس میں ہی ہوں گے۔ یہاں نہیں ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"کیا وہ زندہ ہے یا"...... عمران نے پوچھا۔

"ابھی تو زندہ ہے"...... صفدر نے جواب دیا۔

"اسے آف کر دو اور یہاں اسلحہ وغیرہ تلاش کرو۔ اب ہم نے

بہر حال کرنل کارٹر کے آفس پر ریڈ کرنا ہے اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب اس بار آپ نے خود اس آسکر سے پوچھ گچھ نہیں کی۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے"...... اچانک چوہان نے پوچھا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس کے لئے مجھے یہاں سے جانا پڑتا اور مجھے معلوم تھا کہ آسکر کے لئے یہاں کال آنے والی ہے جو کہ ابھی آئی ہے"...... عمران نے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہم جیسے ہی یہاں سے باہر نکلے ایئر چیک پوسٹ سے ہمیں چیک کر لیا جائے گا۔ اس بارے میں تم نے کیا سوچا ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اس طرف تو میرا ذہن ہی نہ گیا تھا۔ واقعی تم درست کہہ رہی ہو"...... عمران نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اس کرنل کارٹر کو کسی طرح یہاں آنے پر مجبور کیا جائے"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے محسوس کر لیا ہے وہ خاصا وہمی آدمی ہے اس لئے آسانی سے یہاں نہیں آئے گا بلکہ اگر اسے ذرا سا بھی شک پڑ گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں کسی سائنسی آلے کی مدد سے چیکنگ کر کے ہمیں گھیر لے لیکن جولیا کی بات بھی درست ہے کہ اگر ہم کسی ایئر پوسٹ کی نگاہوں میں آ گئے تو ہم پر فائر بھی کھولا جا سکتا ہے۔ بے

ہوش کر دینے والی گیس یا ریز بھی فائر کی جا سکتی ہیں اور اگر ہم اس بار ہٹ ہو گئے تو پھر قیامت کے روز ہی آنکھ کھلے گی"....... عمران نے کہا۔

" عمران صاحب آپ مس جولیا اور صالحہ کے ساتھ یہاں رکیں۔ ہم وہاں جا کر ریڈ کرتے ہیں۔ اگر ہمارے ساتھ کچھ ہوا بھی ہی تو آپ بہرحال ہمیں کور کر سکتے ہیں"....... صدیقی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا صفدر اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہوئے۔

" تم سب یہاں رک جاؤ میں اکیلا وہاں جا کر کارروائی کرتا ہوں"....... تنویر نے کہا۔

" کیسی کارروائی"....... صفدر نے چونک کر پوچھا تو جولیا نے اسے بھی ایئر چیک پوسٹ سے چیک کرنے کے بارے میں بتا دیا۔

" ایسی کوئی بات نہیں۔ ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ کرنل کارٹر کا آفس یہاں سے زیادہ سے زیادہ دو سو گز کے فاصلے پر ہے اور یہ اتنا کم فاصلہ ہے کہ ایئر چیک پوسٹ کی طرف سے یہاں چیکنگ نہیں ہو سکتی اور پھر وہ لوگ اب ہماری طرف سے پوری طرح مطمئن ہوں گے اس لئے ان کی طرف سے ایئر چیک پوسٹ سے چیکنگ ہو ہی نہیں سکتی البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم دو گروپوں کی صورت میں آگے بڑھیں اور ایک دوسرے کو کور کریں"....... صفدر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن وہاں فائرنگ بہرحال کرنا ہو گی۔ اس کے بغیر چارہ نہیں ہے اور ایک بار فائرنگ ہوئی تو پورا سپاٹ چوکنا ہو جائے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

" یہاں کسی قسم کا کوئی اسلحہ بھی موجود نہیں ہے اور نہ ہی بے ہوش کر دینے والے گیس پسٹل موجود ہیں اس لئے بہرحال یہ رسک تو لینا ہی پڑے گا"....... صفدر نے کہا۔

" تم کیوں خاموش ہو۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی خاص پلاننگ ہے"....... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میں سوچ رہا ہوں کہ آخری لمحات میں ہمیں زیادہ سوچ بچار کی بجائے ایکشن لینا ہی پڑے گا۔ ڈائریکٹ ایکشن۔ ایک بار اگر ہم کرنل کارٹر اور اس کے آفس پر قابض ہو گئے تو پھر حالات ہمارے کنٹرول میں ہوں گے"....... عمران نے کہا۔

" یہ ہوئی ناں بات۔ آؤ پھر چلیں۔ یہاں کھڑے رہنے سے بہتر ہے کہ کارروائی کی جائے"....... تنویر نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا

" لیکن عمران صاحب ہمارا مقصد صرف کرنل کارٹر پر قابو پانا نہیں ہے۔ اصل ٹارگٹ تو لیبارٹری ہے اور ایک بار یہاں ہنگامہ برپا ہو گیا تو پھر اس لیبارٹری کو ہٹ کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا"....... صفدر نے کہا۔

" میرا آئیڈیا ہے کہ اس لیبارٹری کا راستہ اس کرنل کارٹر کے

آفس سے ہی جاتا ہو گا اس لئے کرنل کارٹر نے وہاں ڈیرا جما رکھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں نہ ہم پہلے کسی قریبی ایئر چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیں اور پھر وہاں سے اپنے ساتھیوں کو کور کیا جائے"...... صالحہ نے کہا۔

"چیک پوسٹ یہاں سے کافی دور ہے۔ یہ پہاڑی کا درمیانی حصہ ہے جبکہ چیک پوسٹس پہاڑی کی سائیڈوں میں ہیں"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا ہے۔ آؤ"...... عمران نے اچانک کاندھے جھٹکتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ دروازہ کھول کر ایک ایک کر کے اس کمرے سے باہر آئے۔ اس جگہ پہنچ کر رک گئے جہاں چار مسلح افراد کھڑے پہرہ دے رہے تھے اور انہیں شمالی سمت ایک بلڈنگ کا ہیولا نظر آنے لگ گیا تھا۔ بلڈنگ کے سامنے کافی تعداد میں مسلح افراد موجود تھے۔ ان کے مسلسل چلتے ہونے کی وجہ سے وہ انہیں یہاں سے بخوبی نظر آ رہے تھے۔

"صدیقی تم اپنے ساتھیوں سمیت دائیں ہاتھ پر سے ہو کر آگے بڑھو گے جبکہ میں دوسرے ساتھیوں سمیت بائیں طرف سے آگے جاؤں گا اور ہم نے ایک دوسرے کو کور کرنا ہے"...... عمران نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ایک ہیولے کی طرح نظر آنے والی بلڈنگ کی چھت پر سے یکلخت سرچ لائٹس بیک

وقت جل اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی بلڈنگ کے اوپر والے حصے سے جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف گولیوں کی بارش شروع ہو گئی۔

"اوہ۔ ہمیں چیک کر لیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔ فی الحال وہ بلڈنگ سے برسنے والی گولیوں کی رینج سے کافی دور تھے لیکن گولیاں جس تواتر سے برس رہی تھیں اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ سب کچھ کمپیوٹرائزڈ انداز میں ہو رہا ہے اور اس بلڈنگ تک پہنچنے کے لئے انہیں چونکہ آگے بڑھنا تھا اس لئے ظاہر ہے وہ آگے بڑھتے ہی خود بخود ان گولیوں کی رینج میں آجاتے۔

"سائیڈوں سے ہو کر چلو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے یکلخت دائیں اور بائیں اطراف میں بھی سرچ لائٹس جل اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی دونوں اطراف سے گولیوں کا مینہ برسنا شروع ہو گیا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ ہمیں تین اطراف سے گھیرا گیا ہے۔ واپس چلو۔ اب ہمیں گھوم کر اس بلڈنگ کی پشت پر جانا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک ان کے سروں پر سرچ لائٹس جل اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی اس طرف سے بھی گولیاں بارش کی طرح برسنے لگیں۔ وہ چونکہ برآمدے کے نیچے کھڑے تھے اس لئے وہ ان گولیوں سے تو بچ گئے لیکن اب بہرحال ادھر سے جانے کا کوئی سکوپ اب باقی نہ رہا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی عمارت کے اندر جانے کے لئے مڑے ہی
تھے کہ اچانک سرسر کی تیز آواز کے ساتھ ہی برآمدے کی عقبی دیوار
میں موجود دروازوں پر فولادی چادریں سی چڑھ گئیں۔ اب وہ واقعی
بے بس سے ہو چکے تھے۔ اب ان کی واپسی کا راستہ بھی بند ہو گیا تھا
اور باقی ہر طرف مسلسل گولیاں برس رہی تھیں۔

" واہ۔ بڑا زبردست انتظام کر رکھا ہے ان لوگوں نے۔ ویری
گڈ"....... عمران نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے اس
ریمارکس پر اس کے ساتھیوں کے ستے ہوئے چہرے بے اختیار
نارمل ہو گئے۔

" یہ کب تک گولیاں برسائیں گے۔ بہرحال انہیں یہ فائرنگ
روکنا پڑے گی"....... جولیا نے کہا۔

" جب تک اس عمارت کے چاروں طرف ان کے مسلح افراد نہیں
پہنچ جاتے۔ یہ فائرنگ جاری رہے گی"....... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا اور عمران کی بات سن کر سب بے اختیار اچھل پڑے۔

" اوہ۔ تو یہ اس انداز میں ہمیں گھیر رہے ہیں۔ پھر تو واقعی مسئلہ
بن جائے گا"....... صفدر نے کہا۔

" کوئی مسئلہ نہیں بنے گا۔ جیسے ہی یہ گولیاں برسنا بند ہوں گی ہم
فائرنگ کرتے ہوئے آگے بڑھ جائیں گے پھر جو ہو گا دیکھا جائے
گا"....... تنویر نے کہا۔

" وہ چند لمحے گولیاں روک کر دوبارہ گنوں کی فائرنگ کر سکتے ہیں

اس لئے ہمیں ان برستی گولیوں میں کوئی رخنہ تلاش کرنا ہو گا ورنہ
ہم واقعی بے بس خرگوشوں کی طرح مارے جائیں گے"....... عمران
نے کہا۔ اس کی تیز نظریں ہر طرف کا جائزہ لے رہی تھیں لیکن
گولیاں اس انداز میں برس رہی تھیں کہ ان کے درمیان معمولی سا
رخنہ بھی موجود نہ تھا۔ پہاڑی پر گولیوں کے ڈھیر لگتے جا رہے تھے۔

" آؤ ہمیں برآمدے کی لگر پکڑ کر اوپر چھت پر جانا ہو گا"۔ عمران
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین
پسٹل کو جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھلا جیسے ہائی
جمپ لگانے والے اچھلتے ہیں۔ اس کے ہاتھ برآمدے کے آگے بڑھے
ہوئے شیڈ کی لگر پر پڑے اور دوسرے لمحے اس کا جسم ہوا میں
قلابازی کھا کر برآمدے کے شیڈ پر غائب ہو گیا تو اس کی پیروی صفدر
نے کی اور پھر باری باری ایک دوسرے کے پیچھے سب اسی انداز میں
قلابازیاں کھا کر اوپر شیڈ پر پہنچ گئے۔ عمران اس دوران دوڑتا ہوا
دائیں طرف کو جا چکا تھا۔ ان سے تقریباً سات فٹ اوپر عمارت کی
دیوار میں موجود سوراخوں میں سے گولیاں مسلسل برس رہی تھیں
اور روشنی بھی چھت کے اوپر والے کنارے سے خصوصی اینگل سے
نیچے پڑ رہی تھی لیکن عمران اور اس کے ساتھی برآمدے کے شیڈ کی
بلندی کی وجہ سے ان برستی گولیوں سے محفوظ تھے۔ وہ سب دوڑتے
ہوئے دائیں سائیڈ پر پہنچ گئے۔ شیڈ چونکہ عمارت کے چاروں طرف
تھا اس لئے وہ جیسے ہی دائیں ہاتھ پر پہنچے وہ سائیڈ پر آ گئے جہاں نہ

گولیاں برس رہی تھیں اور نہ ہی روشنی تھی۔ ادھر اندھیرا تھا۔ عمران
نے اپنے ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے نیچے
چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے وہ نیچے پہنچ کر چند لمحوں کے لئے دوڑا
اور پھر رک گیا۔ اس کے ساتھی بھی نیچے پہنچ چکے تھے۔

"آؤ جلدی کرو۔ ابھی یہ لوگ یہاں پہنچ جائیں گے"۔ عمران نے
تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ انتہائی تیزی سے اونچی نیچی
چٹانوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ گولیاں مسلسل برس رہی
تھیں۔ انہوں نے ابھی کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ انہیں دور سے
دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"یہاں دبک جاؤ ورنہ نظروں میں آ جائیں گے"...... عمران نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے عقب میں دوڑتے ہوئے قدموں کی
آوازوں کے لحاظ سے اس انداز میں چٹانوں کے پیچھے دبک گئے کہ
آنے والے ان کے عین سروں پر نہ پہنچ جائیں اور دوسرے لمحے پچاس
کے قریب مسلح فوجی کمانڈوز انتہائی تیزی سے دوڑتے ہوئے ان کے
قریب سے گزر کر آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر وہ ان برستی ہوئی
گولیوں کی رینج سے ذرا پہلے سائیڈوں میں اس انداز میں پھیلتے چلے
گئے جیسے ایک زنجیر سی بنا رہے ہوں۔ ان سب نے چٹانوں اور
پتھروں کی اوٹ لے لی تھی۔ گولیاں مسلسل اور اسی پہلے جیسی رفتار
سے برس رہی تھیں۔

"آؤ اب آگے نکل چلیں"...... عمران نے آہستہ سے کہا اور پھر وہ

چٹانوں کی اوٹ سے نکلے اور انتہائی محتاط انداز میں دوڑتے ہوئے اس
بلڈنگ کی سائیڈ میں بڑھتے چلے گئے جہاں کرنل کارٹر کا آفس تھا۔
عمران کو معلوم تھا کہ انہوں نے اس بلڈنگ کی بجائے اس عمارت
کو گھیرنا ہے جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس
بلڈنگ کی سائیڈ میں پہنچ کر وہ سب ایک بار پھر چٹانوں کی اوٹ میں
دبک گئے کیونکہ ان کے لئے مزید آگے بڑھنا ان برستی ہوئی گولیوں
کی وجہ سے ممکن ہی نہ رہا تھا اور پھر اچانک برستی ہوئی گولیاں بند ہو
گئیں اور فضا میں یکلخت بھیانک سا سکوت چھا گیا البتہ روشنیاں
ویسے ہی جل رہی تھیں۔ گولیاں بند ہوتے ہی فوجی کمانڈوز اوٹوں
سے نکلے اور انہوں نے انتہائی ماہرانہ انداز میں اس عمارت کو چاروں
طرف سے گھیرنا شروع کر دیا۔ وہ بڑے محتاط انداز اور مہارت سے
اس عمارت کو گھیر رہے تھے جس میں گولیاں برسنے سے پہلے عمران
اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اسی لمحے کرنل کارٹر والی بلڈنگ کے
برآمدے میں سے دس کے قریب آدمی دوڑتے ہوئے باہر آئے۔ ان
میں کرنل کارٹر بھی تھا اور ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں
تھیں۔ وہ ایک لمحے کے لئے برآمدے میں رکے اور پھر تیزی سے
دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"آؤ"...... عمران نے اس وقت کہا جب یہ لوگ کافی آگے بڑھ
گئے اور پھر ایک ایک کر کے عمران اور اس کے ساتھی اوٹوں سے
نکلے اور بلڈنگ کی اس سائیڈ پر پہنچ گئے جہاں اندھیرا تھا اور پھر وہ

واقعی جنگلی خرگوشوں کی طرح سائیڈوں سے برآمدے میں داخل ہوئے اور دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتے ہوئے اس دیوار پر پہنچ گئے جہاں سے کرنل کارٹر اور اس کے ساتھی باہر آئے تھے۔ دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب اس دروازے سے اندر راہداری میں داخل ہوئے۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اختتام پر روشنی تھی۔ عمران نے صدیقی اور چوہان کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور باقی ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہ نیچے اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر دروازہ کھلا ہوا تھا اور سامنے ایک ہال نما کمرہ تھا جس میں ایک دیوار کے ساتھ مشینری نصب تھی اور ہال کی پوری دیوار تک مشینری پھیلی ہوئی تھی اور ہر مشین کے سامنے سفید رنگ کے اوور کوٹ پہنے عورتیں اور مرد سٹولوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد سات تھی جن میں دو عورتیں اور پانچ مرد تھے۔ سائیڈ میں ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں ایک اور بڑا کمرہ تھا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اندر جھانکا تو یہ ایک خاصا بڑا اور جدید انداز کا آفس تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ کرنل کارٹر کا آفس ہو گا۔ وہ واپس مڑا۔

"ان سب کو اندر داخل ہو کر بغیر فائرنگ کئے آف کر دو"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے دائیں بائیں سے نکل کر ہال میں داخل ہوئے

اور پھر اس سے پہلے کہ وہاں موجود افراد سنبھلتے ان کے سروں پر قیامت ٹوٹ پڑی اور وہ سب بغیر کوئی آواز نکالے فرش پر گرے۔ ان میں سے چند نے اٹھنے کی کوشش کی تو ان کی کنپٹیوں پر پڑنے والی لاتوں نے انہیں مزید حرکت کرنے سے معذور کر دیا۔

"اوکے۔ آؤ اب ہم نے کرنل کارٹر اور اس کے ساتھیوں کا استقبال کرنا ہے۔ باہر آجاؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے واپس سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر راہداری میں پہنچ گیا جہاں صدیقی اور چوہان دیواروں سے لگے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

"صدیقی تم اپنے ساتھیوں کو لے کر اس عمارت کے تمام کمرے چیک کرو اور جو بھی نظر آئے اسے بغیر فائر کئے یا تو ختم کر دو یا ہاف آف کر دو۔ میں اور باقی ساتھی میرے ساتھ باہر برآمدے کی سائیڈوں میں رک کر کرنل کارٹر اور اس کے ساتھیوں کی واپسی کا انتظار کریں گے لیکن خیال رکھنا یہاں فائرنگ نہیں ہونی چاہئے ورنہ پوری پہاڑی پر موجود فوجی کمانڈوز نے ہمیں گھیر لینا ہے"۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کرنل کارٹر اپنے بیڈ روم میں اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ٹی وی پر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کے سامنے میز پر اس کی سب سے پسندیدہ شراب کی بوتل موجود تھی۔ وہ اس وقت بے حد خوش تھا کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری ایک لحاظ سے اس کی پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹوں پر برتری کا ثبوت تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پوری دنیا میں ہوا سمجھا جاتا ہے اور اچھے اچھے سیکرٹ ایجنٹس اور معروف اور باوسائل بین الاقوامی اور سرکاری تنظیمیں ان سے خوف کھاتی ہیں لیکن آج یہ لوگ اس کے رحم و کرم پر مجبور اور بے بس پڑے ہوئے تھے۔ اس نے جس انداز میں انہیں زنجیروں میں حکڑا تھا اس سے اسے سو فیصد یقین تھا کہ اگر کسی بھی طرح یہ لوگ ہوش میں آ بھی گئے تو یہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ صبح جب

اسرائیل کا صدر، وزیراعظم، لارڈ بوفمین، کرنل ڈیوڈ اور کرنل پانیک اس کی کارکردگی کو دیکھیں گے تو انہیں صحیح معنوں میں معلوم ہو جائے گا کہ بلیک ہاک کبھی طرح بھی کسی سے کم نہیں ہے۔ وہ اسی خوشی میں مسلسل شراب پینے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے شراب کا جام میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"لارڈ صاحب کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"...... کرنل کارٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد لارڈ بوفمین کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس لارڈ۔ میں بلیک ہاک بول رہا ہوں"...... کرنل کارٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا پوزیشن ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی"...... دوسری طرف سے لارڈ نے پوچھا۔

"وہ بے ہوش بھی ہیں اور حکڑے ہوئے بھی ہیں لارڈ"۔ کرنل کارٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کہاں رکھا ہے تم نے انہیں"...... لارڈ بوفمین نے پوچھا تو کرنل کارٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"زیرو ہال میں لارڈ۔ کیوں کیا کوئی خاص بات ہے"....... کرنل کارٹر نے چونک کر پوچھا۔

"لیکن زیرو وہال تو تمہارے آفس سے خاصا دور اور علیحدہ عمارت ہے۔ تمہیں انہیں اپنی نگرانی میں رکھنا چاہیئے تھا"....... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ میری نگرانی میں ہی ہے باس۔آپ ان کی طرف سے قطعی بے فکر رہیں۔ وہ تو معمولی سی حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں ہیں"....... کرنل کارٹر نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"وہ انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں کرنل کارٹر۔ تمہیں اس انداز میں ان کی طرف سے غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے بلکہ میں تو اب بھی یہی کہتا ہوں کہ انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک کر دو"....... لارڈ نے کہا۔

"باس۔آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ وہ اب کسی صورت بھی میرے پنجے سے نہیں نکل سکتے۔جہاں تک ان کی موت کا تعلق ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ صدر صاحب کو لے کر آجائیں میں ان کے سامنے انہیں ہلاک کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن آپ نے خود ہی صبح کا کہہ دیا ہے۔ ویسے آپ قطعی بے فکر رہیں۔وہ کسی صورت بھی صبح تک ہوش میں نہیں آسکتے اور اگر آ بھی گئے تو انہیں میں نے جس خصوصی انداز میں زنجیروں میں جکڑا ہے وہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر سکتے"....... کرنل کارٹر نے

جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ مجھے واقعی ان کی طرف سے بے حد پریشانی ہے لیکن اب کیا کیا جائے اس وقت رات کو نہ میں وہاں آسکتا ہوں اور نہ ہی صدر صاحب۔ بہرحال پوری طرح محتاط رہنا"....... دوسری طرف سے لارڈ بوفمین نے کہا۔

"یس سر۔ میں پوری طرح محتاط ہوں"....... کرنل کارٹر نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔اس قدر خوفزدہ ہیں یہ لوگ کہ جیسے یہ انسان نہ ہوں کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہوں"....... کرنل کارٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جام اٹھایا اور چسکیاں لے لے کر شراب پینی شروع کر دی۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ تازہ ترین رپورٹ ٹارچر ہال کے انچارج آسکر سے معلوم کر لے۔چنانچہ اس نے جام رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"یس۔آسکر بول رہا ہوں"....... رابطہ قائم ہوتے ہی آسکر کی آواز سنائی دی۔

"آسکر۔ زیرو ہال میں جا کر قیدیوں کو چیک کرو اور پھر مجھے رپورٹ دو کہ ان کی کیا پوزیشن ہے"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"اوکے باس۔ میں انہیں چیک کر کے آپ کو رپورٹ دیتا

ہوں"....... دوسری طرف سے آسکر نے کہا اور کرنل کارٹر نے رسیور
رکھ دیا اور ایک بار پھر اس نے جام اٹھا لیا۔ اس کی نظریں سامنے چلتے
ہوئے ٹی وی پر جم گئیں جس کی آواز اس نے جان بوجھ کر انتہائی ہلکی
رکھی ہوئی تھی۔ یہ اس کی عادت تھی کہ وہ ٹی وی پر فلم کے صرف
ایکشن دیکھا کرتا تھا۔ مکالمے سننے سے اسے کوئی دلچسپی نہ تھی اس لئے
وہ ہمیشہ آواز بے حد ہلکی رکھتا تھا۔ جب کچھ دیر گزر گئی اور آسکر کی
طرف سے کوئی کال نہ آئی تو اس کے ذہن میں اچانک بے شمار
خدشات ابھر آئے۔ اس نے جلدی سے ایک بار پھر انٹرکام کا رسیور
اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔ دوسری طرف سے
گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"آسکر بول رہا ہوں"....... آسکر کی آواز سنائی دی اور اس کا
مطمئن لہجہ سن کر ہی کرنل کارٹر کے دل و دماغ میں سکون کی لہریں
سی دوڑتی چلی گئیں۔

"تم نے رپورٹ نہیں دی۔ کیوں"....... کرنل کارٹر نے تیز لہجے
میں کہا۔

"میں رپورٹ دینے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ وہاں سب
اوکے ہے باس"....... دوسری طرف سے آسکر نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ بہرحال پھر بھی محتاط رہنا"....... کرنل کارٹر
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ اب پوری دلجمعی سے ٹی وی دیکھنے اور
شراب پینے میں مصروف ہو گیا اور نجانے اسے کتنی دیر گزر گئی کہ

اچانک انٹرکام کا گھنٹی بج اٹھی اور کرنل کارٹر نے چونک کر فون کی
طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"مین ہال سے رابرٹ بول رہا ہوں باس۔ فوراً یہاں آئیں۔ زیرو
ہال میں گڑبڑ ہے"....... دوسری طرف سے رابرٹ کی چیختی ہوئی آواز
سنائی دی تو کرنل کارٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسی گڑبڑ"....... کرنل کارٹر نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"زیرو ہال کے چار مسلح افراد پر حملہ کیا گیا ہے۔ میں نے اچانک
چیکنگ کی تو مجھے ان پر حملہ ہوتا دکھائی دیا۔ آپ جلدی آئیں"۔
دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کارٹر کے ذہن میں جیسے دھماکے
سے ہونے لگ گئے۔ اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور اٹھ کر تقریباً
بھاگتا ہوا وہ بیڈ روم سے نکلا اور راہداری میں سے ہوتا ہوا مین ہال
میں داخل ہو گیا جہاں ایک دیوار کے ساتھ مشینری نصب تھی اور ہر
مشین کے سامنے سفید گاؤن پہنے عورتیں اور مرد موجود تھے۔

"آیئے باس۔ ادھر آیئے"....... ایک ادھیڑ عمر نے کہا اور کرنل
کارٹر دوڑتا ہوا اس مشین کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا گڑبڑ ہے"....... کرنل کارٹر نے تیز لہجے مین کہا۔

"یہ دیکھیں باس۔ یہ کون لوگ آسکر کے آفس سے نکل رہے
ہیں۔ یہ دیکھیں"....... رابرٹ نے کہا تو کرنل کارٹر کی نظریں سکرین

پر جیسے جم سی گئیں۔

" اوہ۔ اوہ۔ یہ کون لوگ ہیں۔ انہیں کلوز اپ میں لے آؤ۔ جلدی کرو"...... کرنل کارٹر نے وحشت بھرے لہجے میں کہا تو رابرٹ نے جلدی سے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا اور پھر آفس سے باہر آنے والوں کے چہرے کلوز اپ میں آنا شروع ہو گئے۔

" اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ لیکن یہ تو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور بے ہوش تھے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اوہ۔ ریز بھی آن کر دو اور لائٹس بھی جلا دو اور ان پر فائر کھول دو اور سنو دائیں بائیں سے بھی فائرنگ کھول دو۔ زیرو ہال کو بھی رینج میں لے آؤ۔ جلدی کرو۔ ہم نے وہاں سے بھی فائرنگ کھولنی ہے۔ انہیں بھاگنے کا راستہ نہیں ملنا چاہئے۔ جلدی کرو۔ میں کمانڈو آفس بات کرتا ہوں"...... کرنل کارٹر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھاگتا ہوا مین ہال سے نکلا اور سائیڈ راہداری سے ہو کر اپنے آفس میں پہنچ گیا۔ اس نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ کمانڈوز آفس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

" بلیک ہاک بول رہا ہوں۔ کمانڈر جیکب سے بات کراؤ۔ جلدی"...... کرنل کارٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کمانڈر جیکب بول رہا ہوں۔ خیریت ہے باس"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کمانڈر جیکب غضب ہو گیا۔ پاکیشیائی ایجنٹ جنہیں بے ہوش کر کے زیرو ہال میں زنجیروں سے جکڑا گیا تھا انہوں نے کسی نامعلوم طریقے سے وہاں سے رہائی حاصل کر لی ہے اور اب وہ مین ہال پر حملہ کرنے والے ہیں۔ میں نے فائرنگ اوپن کرا دی ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے سب کمانڈوز کو لے کر فوراً زیرو ہال کے قریب پہنچو۔ جب تم وہاں پہنچو گے تو مجھے ٹرانسمیٹر کال کرنا میں فائرنگ رکوا دوں گا۔ تم نے زیرو ہال کے گرد گھیرا ڈال لینا ہے اور پھر ان سب کا خاتمہ کر دینا ہے"...... کرنل کارٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم سب اوکے کر لیں گے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کارٹر نے کریڈل دبایا اور تیزی سے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ مارتھی بول رہا ہوں"...... ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

" بلیک ہاک بول رہا ہوں مارتھی۔ اپنے سب ساتھیوں کو لے کر فوراً مین ہال پہنچو۔ تمہیں ہر طرح سے مسلح ہونا چاہئے۔ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے۔ جلدی پہنچو"...... کرنل کارٹر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر تیزی سے آفس سے نکل کر دوڑتا ہوا دوبارہ مین ہال میں پہنچ

گیا۔

" کیا پوزیشن ہے رابرٹ"....... اس نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

" وہ اب چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں باس۔ میں نے زیرو ہال کے تمام دروازوں پر فولادی چادریں چڑھا دی ہیں تاکہ وہ عمارت کے اندر رہیں اور باہر نہ آسکیں۔ وہ حقیر چوہوں کی طرح بے بس ہو چکے ہیں"....... رابرٹ نے کہا۔

" وہ ہیں کہاں۔ سکرین پر تو مجھے نظر نہیں آ رہے"....... کرنل کارٹر نے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

" وہ برآمدے میں موجود ہیں باس اور ہر طرف سے تیز روشنی کی وجہ سے وہاں اندھیرا ہے"....... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل کارٹر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے دس ساتھی مسلح ہو کر ہال میں پہنچ گئے۔ ان کا لیڈر مارتھی تھا۔

" یہ سب کیسے ہو گیا باس"....... مارتھی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" معلوم نہیں"....... کرنل کارٹر نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ ہر طرف سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی اور سکرین پر سارے مناظر واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔

" اب تک کمانڈوز کو پہنچ جانا چاہئے۔ یہ تو سارا میگزین ختم ہو

جائے گا"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" ابھی پانچ چھ گھنٹوں کا میگزین موجود ہے۔ آپ بے فکر رہیں"....... رابرٹ نے کہا اور کرنل کارٹر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر کال کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی۔

" اوہ جیکب کی کال ہے۔ جلدی بات کراؤ"....... کرنل کارٹر نے رابرٹ سے کہا اور رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ جیکب کالنگ۔ اوور"....... جیکب کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ بلیک ہاک بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ کرنل کارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

" ہم زیرو ہال کے سامنے پہنچ گئے ہیں۔ آپ فائرنگ بند کر دیں تاکہ ہم اسے گھیر کر آپریشن مکمل کر سکیں۔ اوور"....... جیکب نے کہا۔

" اوکے۔ جو نظر آئے گولی سے اڑا دو۔ کسی ہچکچاہٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت خود بھی پہنچ رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل"....... کرنل کارٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشارہ کیا تو رابرٹ نے بٹن آف کر دیا۔

" فائرنگ بند کر دو۔ مارتھی آؤ میرے ساتھ ہم نے بھی وہاں پہنچنا ہے۔ آؤ"....... کرنل کارٹر نے پہلے رابرٹ سے اور پھر مارتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس"....... مارتھی نے جواب دیا اور کرنل کارٹر تیزی سے

مین ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سیڑھیاں چڑھ کر راہداری میں آئے۔ اب گولیاں چلنے کی تیز اور مخصوص آوازیں سنائی دینا بند ہو گئی تھیں۔ وہ تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے راہداری سے نکل کر باہر برآمدے میں آئے۔ تیز روشنیاں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ کرنل کارٹر نے فوجی کمانڈوز کو زیرو ہال کے گرد گھیرا ڈالتے ہوئے دیکھا۔

"آؤ مارتھی لیکن محتاط رہنا"....... کرنل کارٹر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ مارتھی اور اس کے نو ساتھی بھی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے اس کے پیچھے چل پڑے۔

"باس۔یہاں تو کوئی آدمی موجود نہیں ہے"....... اچانک ایک طرف سے ایک کرنل نے تیزی سے کرنل کارٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ یہ فوجی کمانڈوز کا انچارج کرنل جیکب تھا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں موجود ہوں گے۔ ہم نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا تھا"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ عمارت میں موجود ہوں۔ باہر بہرحال نہیں ہیں"....... کرنل جیکب نے جواب دیا۔

"آؤ میرے ساتھ"....... کرنل کارٹر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے سے ہو کر آسکر کے آفس کے دروازے کی طرف بڑھ گیا جس پر موجود فولادی چادر اب غائب ہو چکی تھی۔

"باس ایک منٹ۔ پہلے ہم اندر جاتے ہیں۔ آپ یہاں رکیں"....... مارتھی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل کارٹر کچھ کہتا مارتھی اپنے نو ساتھیوں سمیت بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے میں داخل ہو گیا اور کرنل کارٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"آپ باہر کا خیال رکھیں کرنل جیکب۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اب فرار ہونے کی کوشش کریں"....... کرنل کارٹر نے کرنل جیکب سے کہا۔

"یس سر"....... کرنل جیکب نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔ اب برآمدے میں کرنل کارٹر اکیلا رہ گیا تھا۔ اس کے ذہن میں عجیب سے خیال آ رہے تھے۔ اسے یہ محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی طلسم ہوشربا میں پھنس کر رہ گیا ہو جہاں کوئی چیز بھی حقیقت نہ ہو کیونکہ اس قدر خوفناک فائرنگ اور عقبی دروازوں پر موجود فولادی چادروں کے باوجود عمران اور اس کے ساتھی غائب ہو چکے تھے جبکہ راہداری دونوں سائیڈوں سے بند تھی اور وہ اگر چاہے دائیں طرف جاتے یا بائیں طرف سرچ لائٹوں کی روشنی میں ہونے والی فائرنگ سے کسی صورت بھی بچ کر نہ نکل سکتے تھے اور فائرنگ کے دوران ہی فوجی کمانڈوز وہاں پہنچ چکے تھے۔ اس کے باوجود یہ لوگ غائب ہو چکے تھے۔ اس کی واقعی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور مارتھی باہر آ گیا۔

"باس۔ اندر سوائے لاشوں کے اور کچھ بھی نہیں ہے"۔ مارتھی نے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے مارتھی"...... کرنل کارٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ خود چیک کر لیجئے باس"...... مارتھی نے کہا تو کرنل کارٹر سر ہلاتا ہوا تیزی سے آفس کے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مارتھی کے ساتھ پوری عمارت میں گھوم گیا۔ وہاں واقعی آسکر اور اس کے دو ساتھیوں کی لاشوں کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ زیرو ہال میں داخل ہو کر کرنل کارٹر حیرت بھری نظروں سے سامنے فرش پر پڑی ہوئی زنجیروں کو دیکھتا رہ گیا۔

"یہ لوگ جادوگر ہیں یا مافوق الفطرت ہیں۔ کیا ہیں۔ یہ کیسے ان زنجیروں سے آزاد ہو گئے۔ کیسے خود بخود ہوش میں آئے اور پھر کیسے اور کہاں غائب ہو گئے"...... کرنل کارٹر نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہاں تہہ خانے بھی نہیں ہیں کہ ہم سمجھتے کہ وہ تہہ خانوں میں چھپ گئے ہیں"...... مارتھی نے کہا۔

"وہ بہرحال باہر تو نکلے تھے۔ میں نے سکرین پر خود ان کے چہرے دیکھے تھے لیکن اب وہ کہاں سے اور کیسے نکل گئے ہیں اس کے بارے میں معلوم کرنا ہو گا لیکن وہ بہرحال پہاڑی سے باہر نہیں جا سکتے۔ انہیں ہر صورت میرے ہاتھوں مرنا ہو گا"...... کرنل کارٹر نے

کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ مارتھی اس کے پیچھے تھا۔

"کرنل جیکب"...... کرنل کارٹر نے آفس سے باہر آ کر برآمدے میں رکتے ہوئے تیز اور اونچے لہجے میں کہا تو ایک طرف سے کرنل جیکب نکل کر برآمدے میں پہنچ گیا۔

"یس سر"...... کرنل جیکب نے کہا۔

"کرنل جیکب اب یہاں کا محاصرہ فضول ہے۔ یہاں میرے ساتھی موجود رہیں گے۔ یہ لوگ بہرحال کسی نہ کسی پراسرار انداز میں یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن وہ بہرحال اب گوام پہاڑی سے باہر نہیں جا سکتے اس لئے تم اپنے ساتھیوں کو پوری پہاڑی میں پھیلا دو اور انہیں تلاش کرو"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل جیکب نے جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"مارتھی۔ اب تم نے اپنے ساتھیوں سمیت یہاں کا پہرہ دینا ہے۔ تمہارے پاس خصوصی کاشنز موجود ہے اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے کاشن دے دینا۔ میں آفس میں ہی ہوں گا"...... کرنل کارٹر نے مارتھی سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر کرنل کارٹر تیزی سے برآمدے سے باہر آیا اور دوڑنے کے سے انداز میں مین ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سرچ لائٹس ابھی تک جل رہی تھیں۔ وہ فوراً آفس میں جا کر ایئر چیک پوسٹس کر الرٹ کرنا چاہتا تھا تاکہ انہیں ٹریس کیا جا سکے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ اب وہ لارڈ بوفمین کو کیا

جواب دے گا۔ لیکن ظاہر ہے اس کے سوچنے سے تو کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اسی انداز میں سوچتا ہوا اور چلتا ہوا مین ہال کے قریب پہنچ گیا اور پھر جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچا اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی سایہ اس پر جھپٹا ہو۔ اس نے لاشعوری طور پر سنبھلنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم یکلخت غبارے کی طرح ہوا میں اڑتا چلا جا رہا ہو اور پھر اس کے ذہن میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جیسے اس کا سانس حلق میں اٹک گیا۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن سانس آنے کی بجائے اس کے ذہن پر گہری تاریکی چھا گئی اور اس کے تمام حواس اس گہری تاریکی میں جیسے ڈوب سے گئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کرنل کارٹر والی عمارت کے برآمدے میں ستونوں کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ صدیقی اور اس کے ساتھی ابھی تک اندر ہی تھے۔ عمران کی تیز نظریں دور اس عمارت پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے وہ نکلے تھے۔ کرنل کارٹر اور اس کے دس ساتھی برآمدے میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔

"عمران صاحب"...... اچانک قریب سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے آہستہ سے جواب دیا۔

"اندر جن لوگوں کو بے ہوش کیا گیا ہے اگر ان میں سے کوئی ہوش میں آ گیا تو ہم انتہائی خطرناک حالات میں پھنس جائیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"دراصل میں یہاں فائرنگ نہیں چاہتا کیونکہ اگر یہاں سے

فائرنگ کی آوازیں باہر سنائی دے گئیں تو کرنل کارٹر اور اس کے ساتھی ہوشیار ہو جائیں گے اور پھر فوجی کمانڈوز نے اس عمارت کو نہ صرف گھیر لینا ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے یقینی خاتمے کے لئے اس پوری عمارت کو ہی میزائلوں سے اڑا دیں اور اس قدر کثیر تعداد میں کمانڈوز کو ہم فوری طور پر ہلاک کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں اور دوسری بات یہ کہ میں اس بلیک ہاک کو زندہ پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ اس کی مدد سے میں نہ صرف فوجی کمانڈوز کو واپس بھجوا دوں بلکہ اس سے ایرو میزائل لیبارٹری کا راستہ معلوم کر کے وہاں فائنل آپریشن کر سکوں"....... عمران نے خلاف توقع تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ان لوگوں کی گردنیں توڑ کر بھی تو ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ ان کی زندگی ہمارے لئے موت بھی بن سکتی ہے"....... صفدر نے جواب دیا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ان حالات میں رسک نہیں لینا چاہئے۔ تم اندر چلے جاؤ۔ صدیقی اور اس کے ساتھی اندر موجود ہیں ان سے مل کر یہ آپریشن مکمل کر لو لیکن تم نے اچانک باہر نہیں آنا"۔ عمران نے صفدر سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں"....... صفدر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایک چٹان کی اوٹ سے نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کے اندر غائب ہو گیا۔

"کرنل کارٹر اپنے دس مسلح ساتھیوں کے ساتھ واپس آیا تو پھر ان پر فائر کھولنا پڑے گا"....... اچانک ایک طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کوشش تو یہی ہو گی کہ فائرنگ نہ ہو۔ بہرحال وقت آنے پر دیکھا جائے گا"....... عمران نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک ہیولا سا آسکر والی عمارت سے نکل کر اس عمارت کی طرف بڑھتا دکھائی دینے لگا۔ وہ دوڑنے کے سے انداز میں چلتا ہوا آ رہا تھا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ کرنل کارٹر اکیلا آ رہا ہے۔ تم میں سے کوئی سامنے نہ آئے میں اسے کور کروں گا"....... عمران نے کہا اور اس کی نظریں کرنل کارٹر پر جم سی گئیں۔ سرچ لائٹوں کی تیز روشنی میں اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات اتنی دور سے بھی نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا اور اس کے انداز سے ہی یہ بات نمایاں تھی کہ اسے اس طرف سے قطعاً کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پھر وہ جیسے ہی برآمدے میں پہنچا اچانک عمران اس پر جھپٹ پڑا اور دوسرے لمحے اس کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ عمران نے خصوصی انداز میں اسے گردن سے پکڑ کر ہوا میں اس انداز میں اچھال کر نیچے پھینکا تھا کہ اس کی گردن میں بل آ گیا تھا۔ نیچے گر کر اس کا جسم معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکا۔ عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر اور دوسرا اس کی گردن پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز

میں جھٹکا دیا تو کرنل کارٹر کا انتہائی تیزی سے مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ
نارمل ہونا شروع ہو گیا۔

" تم لوگ یہیں رکو گے کیونکہ اس کے ساتھی کسی بھی لمحے آ
سکتے ہیں۔ میں اسے اندر لے جا رہا ہوں اور تم پوری کوشش کرنا کہ
فائرنگ نہ ہو سکے "....... عمران نے مڑ کر چھپے ہوئے اپنے ساتھیوں
سے کہا اور پھر اس نے جھک کر کرنل کارٹر کو اٹھایا اور تیزی سے
دروازے میں داخل ہو کر راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر
بعد وہ اس کے آفس میں پہنچ گیا تو اسی لمحے صفدر، صدیقی اور اس کے
ساتھی بھی وہاں آ گئے۔

" یہ کون ہے عمران صاحب"....... صفدر نے کہا۔

" کرنل کارٹر۔ تم جا کر رسی ڈھونڈ لاؤ۔ ہم نے اب اس سے فوری
طور پر معلومات حاصل کرنی ہیں تاکہ باہر کے حالات کو کنٹرول کیا
جا سکے "....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے ہوش
کرنل کارٹر کو ایک کرسی پر ڈال دیا۔ صفدر اور چوہان تیزی سے
واپس چلے گئے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی کارروائی ہوتی
اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "....... اس نے کرنل کارٹر کی آواز میں کہا۔

" مارکر بول رہا ہوں باس۔ یہ مین ہال اور زیرو ہال کے درمیان
مشینی فائرنگ ہوتی رہی ہے۔ کیا مطلب۔ آپ نے تو مجھے کال ہی

نہیں کیا"....... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" میں تمہیں کال کرنے ہی والا تھا۔ پاکیشیائی ایجنٹ فرار ہو گئے
ہیں۔ ہم نے انہیں روکنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ نجانے کہاں
غائب ہو گئے ہیں"....... عمران نے کرنل کارٹر کے لہجے اور آواز میں
جواب دیا۔

" فرار ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے باس۔ وہ تو بے ہوش اور جکڑے
ہوئے تھے۔ پھر زیرو ہال میں تو آسکر اور اس کے ساتھی بھی موجود تھے
پھر وہ کیسے فرار ہو گئے"....... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے
میں کہا گیا۔

" تفصیل کا وقت نہیں ہے۔ فی الحال ان کی تلاش جاری ہے۔
پھر میں تم سے تفصیل سے بات کروں گا"....... عمران نے کہا۔

" یس باس"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے
ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اچانک اسے خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔

" تم اسے باندھو اور ہوش میں لے آؤ میں اس مشینری کو چیک
کر لوں"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور تیز تیز قدم
اٹھاتا آفس سے نکل کر راہداری میں سے ہوتا ہوا مین ہال میں پہنچ گیا
جہاں مشینری ابھی تک آن تھی لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔
عمران ایک ایک مشین کو غور سے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ پھر
ایک مشین کے سامنے وہ رک گیا۔ یہ کنٹرولنگ مشین تھی۔

عمران کافی دیر تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس نے ایک ناب گھمائی تو سکرین پر اچانک ایک ایئر چیک پوسٹ کا منظر ابھر آیا۔ اس طرح اس نے باری باری چاروں ایئر چیک پوسٹوں کو چیک کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں پر اچانک ایک مسکراہٹ سی پھیل گئی کیونکہ اس مشین کی کارکردگی کو وہ اب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ یہ واقعی کنٹرولنگ مشین تھی اور اس کی مدد سے یہاں بیٹھے بیٹھے پوری پہاڑی کو کنٹرول کیا جا سکتا تھا۔ وہ کافی دیر تک اسے مزید چیک کرتا رہا اور پھر وہ واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اس آفس میں پہنچ گیا۔ کرنل کارٹر کو کرسی پر رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا اور صفدر نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد جب کرنل کارٹر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ گیا۔

" عمران صاحب۔ صدیقی نے بتایا ہے کہ یہاں اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے لیکن یہاں سے اس لیبارٹری کا کوئی راستہ نہیں ملا"....... صفدر نے کہا اور عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کی تیز نظریں ہوش میں آتے ہوئے کرنل کارٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد کرنل کارٹر نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے

وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔ پھر اس نے حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ عمران خاموش کھڑا تھا۔ اس کے ساتھی بھی خاموش کھڑے کرنل کارٹر کو دیکھ رہے تھے۔

" تم۔ تم یہاں۔ یہ تو میرا آفس ہے۔ تم یہاں۔ کیا مطلب۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کیا تم جن ہو۔ بھوت ہو یا جادوگر ہو۔ کون ہو تم"....... کرنل کارٹر نے اچانک حیرت کی شدت سے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

" تمہارا نام کرنل کارٹر ہے اور تم اپنے آپ کو بلیک ہاک کہلواتے ہو اور تم یورپ کے بڑے مشہور و معروف ایجنٹ ہو اور اب لارڈ بوفمین نے تمہیں یہاں بلا کر جیوش چینل کا انچارج بنا دیا ہے"....... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ مم۔ مگر۔ مگر۔ تم کون ہو۔ کیا تم عمران ہو"....... کرنل کارٹر نے قدرے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ میرا نام علی عمران ہے اور یہ بھی سن لو کہ یہاں موجود ہر آدمی کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے تمہیں چیخ کر بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں تمہاری آواز سن کر کوئی نہیں آئے گا"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ کیا واقعی تم جادوگر ہو"....... کرنل کارٹر نے کہا۔

" اگر ہم جادوگر ہوتے تو ہم اس وقت ہی غائب ہو جاتے جب تم

نے ہمیں زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا"...... عمران نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بے ہوش تھے اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ پھر تم ہوش میں بھی آگئے۔ زنجیروں سے بھی آزاد ہو گئے۔ پھر تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا لیکن تم غائب ہو گئے اور اب تم یہاں مین آفس میں موجود ہو۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ سب کیسے ہو گیا"۔ کرنل کارٹر نے مرجانے کی حد تک حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انسانی عقل سب سے بڑا جادو ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد بھی شامل ہو تو پھر ناممکن بھی ممکن ہو جاتا ہے۔ تم تو اسرائیل کے صدر، لارڈ بوفمین، کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائنیک کو بلا کر ہماری ہلاکت کا تماشہ دکھانا چاہتے تھے۔ تم سمجھ رہے تھے کہ موت اور زندگی تمہارے ہاتھ میں ہے لیکن تم نے دیکھ لیا کہ صورت حال کیسے پلٹ گئی ہے اور اب تم اس حالت میں ہو جس حالت میں پہلے ہم تھے اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے تمہاری ہلاکت کا تماشہ دکھانے کے لئے کسی کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں کسی کو بلاوجہ ہلاک کرنے کا قائل بھی نہیں ہوں اس لئے اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہ بتا دو کہ ایرو میزائل لیبارٹری کا راستہ کہاں سے جاتا ہے اور اس کی تفصیل کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم یقین کرو مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے اور نہ ہی میں نے اس بارے میں جاننے کی کوشش کی ہے۔ مجھے تو صرف تمہاری

ہلاکت کا ٹارگٹ دیا گیا تھا اور مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ لیبارٹری کو سیلڈ کر دیا گیا ہے اور بس"...... کرنل کارٹر نے جواب دیا۔ اب وہ خاصا سنبھل چکا تھا اور عمران نے محسوس کر لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے اس لئے اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"تمہارے آفس میں یقیناً کوئی فائل ایسی موجود ہو گی جس میں اس بارے میں تفصیل نہ سہی بہرحال اشارات ضرور موجود ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"تم بے شک تلاشی لے لو۔ ایسی کوئی فائل بھی موجود نہیں ہے"۔ کرنل کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر تمہیں زندہ رکھنے کی ضرورت ہی نہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں اس وقت بے بس ہو چکا ہوں اس لئے تم جو چاہو کر سکتے ہو۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تم یہاں سے زندہ باہر نہیں جا سکو گے۔ اس وقت بھی جب تم پول والٹ کے ذریعے اندر آ رہے تھے ہم تمہیں انتہائی آسانی سے ہلاک کر سکتے تھے لیکن ہم نے صرف تمہاری گرفتاری کے چکر میں تمہیں زندہ رکھا لیکن اب بہرحال تمہاری واپسی ناممکن ہے۔ باہر ہزاروں لاکھوں آنکھیں تمہیں تلاش کر رہی ہیں جن میں سائنسی آنکھیں بھی شامل ہیں اور فوجی کمانڈوز کی آنکھیں بھی"۔ کرنل کارٹر اب واضح طور پر دھمکیوں پر اتر آیا تھا۔

"میں نے مین ہال میں موجود مشینری کو چیک کر لیا ہے اور اب

میں اسے آسانی سے اور اپنی مرضی سے استعمال کر سکتا ہوں اور اس مشینری کے ذریعے چاروں ایئر چیک پوسٹوں کو بھی کور کیا جا سکتا ہے اور فوجی کمانڈوز کو بھی لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی زندہ رہ جائیں کیونکہ تمہاری زندگی اور موت ہمارا ٹارگٹ نہیں ہے۔ ہمارا ٹارگٹ ایرو میزائل لیبارٹری ہے جو یہاں اس پہاڑی کے نیچے موجود ہے۔ اب یہ بات تم پر منحصر ہے کہ تم اس بارے میں ہماری مدد کر کے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگیاں بچاتے ہو یا نہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"موت اور زندگی جس طرح تمہارے لئے کھیل ہے اسی طرح ہمارے لئے بھی ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس لیبارٹری کے بارے میں قطعاً کوئی علم نہیں ہے"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

"لارڈ بوفمین کو تو معلوم ہو گا۔ تم اس سے معلوم کر سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"اس وقت لارڈ سے اول تو بات ہی نہیں ہو سکتی اور اگر ہو بھی جائے تو وہ لامحالہ سب سے پہلے یہی بات پوچھے گا کہ میں کیوں اس بارے میں پوچھ رہا ہوں اور اگر اسے شک پڑ گیا تو پھر پورے اسرائیل کی فوج بھی گوام پہاڑی کو گھیرے میں لے سکتی ہے اس لئے میری مانو تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی بچا کر یہاں سے نکل جاؤ۔ میں لارڈ بوفمین کو کہہ دوں گا کہ تم اچانک کسی پراسرار انداز میں غائب ہو گئے ہو اور فوجی کمانڈوز، کرنل جیکب اور دوسرے

لوگ بھی میری اس بات کی گواہی دیں گے کیونکہ واقعی کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ تم کہاں سے اور کس طرح غائب ہو گئے ہو"...... کرنل کارٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ہمیں یہاں سے کیسے نکالو گے۔ ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ ہم یہاں سے باہر نہیں جا سکتے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں سے نکلنے کا ایک خفیہ راستہ جانتا ہوں"...... کرنل کارٹر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب تم نے واقعی ہمیں احمق سمجھنا شروع کر دیا ہے کرنل کارٹر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں"...... کرنل کارٹر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو اس راستے کی تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"جب تک مجھے آزاد نہیں کرو گے میں اس بارے میں ایک لفظ بھی نہیں بتاؤں گا"...... کرنل کارٹر نے کہا۔

"عمران صاحب اس طرح وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ تربیت یافتہ آدمی ہے اس انداز میں زبان نہیں کھولے گا۔ آپ اسے ہمارے حوالے کر دیں ابھی چند لمحوں بعد ہی یہ طوطے کی طرح بولنا شروع کر دے گا"...... اچانک صدیقی نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم زیادہ سے زیادہ مجھے مار ڈالو گے۔ مار ڈالو۔ میں موت سے

نہیں ڈرتا لیکن یہ حقیقت ہے کہ مجھے اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے"....... کرنل کارٹر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" عمران صاحب۔یہاں اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔اگر اسے اڑا دیا جائے تو لامحالہ اس پہاڑی کے پرزے ہوا میں اڑ جائیں گے اور لازماً لیبارٹری بھی سامنے آجائے گی"....... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔میرے خیال میں اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں رہی"....... عمران نے کہا۔

" لیکن تم خود بھی تو ساتھ ہی ہلاک ہو جاؤ گے "....... کرنل کارٹر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔ اسے ختم کر دو اور آؤ"....... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور دوڑتا ہوا آفس سے باہر نکل کر بیک وقت دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر پہنچ گیا لیکن اس وقت تک فائرنگ ختم ہو چکی تھی۔ عمران راہداری میں دوڑتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

" کیا ہو رہا ہے"....... عمران نے دروازے پر رک کر اونچی آواز میں کہا۔

" آجائیں عمران صاحب۔اس کے دس ساتھی یہاں آرہے تھے ہم نے ان کو مار ڈالا ہے"....... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور عمران جھپٹ کر دروازے سے باہر آگیا۔اس نے تیز روشنی میں پڑی ہوئی

لاشیں دیکھ لی۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ میں نے کہا تھا کہ فائرنگ نہ کی جائے۔اب اس عمارت کو کمانڈوز نے گھیر لینا ہے"....... عمران نے کہا۔

" انہیں شاید شک پڑ گیا تھا اس لئے یہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر آرہے تھے۔ اگر ہم ان پر فائر نہ کھولتے تو یہ کسی صورت بھی قابو میں نہ آسکتے تھے اس لئے میں نے فائرنگ کا حکم دیا تھا"....... جولیا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ میں ساتھیوں کو یہاں بھیج رہا ہوں اب اور کارروائی کرنا پڑے گی"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ دروازہ کھلا اور صدیقی اور اس کے ساتھی چوہان، خاور اور نعمانی بھی اس کے پیچھے باہر آگئے۔چند لمحوں بعد صفدر بھی باہر آگیا۔

" کیا ہوا ہے یہاں۔ یہ لاشیں"....... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" صدیقی۔ اسلحے کا ذخیرہ کہاں ہے۔ میرے ساتھ آؤ اور سنو اگر فوجی کمانڈوز یہاں آئیں تو انہیں روکنا تمہارا کام ہو گا"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ صدیقی اس کے پیچھے تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے راہداری کے آخر میں موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

مارکر ایئر چیک پوسٹ کے کیبن میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر انتہائی الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"باس۔ مجھے تو صورت حال خاص دکھائی نہیں دے رہی"۔ اچانک اس کے نائب انتھونی نے کہا تو مارکر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسی صورت حال انتھونی"...... مارکر نے کہا۔

"باس۔ مین ہال اور زیرو ہال کے درمیان جو کچھ ہوا ہے اور جس انداز میں کافی دیر تک مسلسل فائرنگ ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صورت حال وہ نہیں ہے جو بتائی گئی ہے"...... انتھونی نے کہا۔

"بتایا تو یہی گیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ زیرو ہال سے فرار ہو کر باہر آگئے ہیں اور انہیں گھیرا جا رہا ہے لیکن باس نے کوئی تفصیل نہیں بتائی اور میں بھی اس وقت سے واقعی شدید الجھن میں مبتلا ہوں

لیکن کیا کیا جا سکتا ہے"...... مارکر نے کہا۔

"باس آپ چیف باس سے بات تو کریں"...... انتھونی نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے"...... مارکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے مشین پر موجود چند بٹن دبائے اور پھر ایک ناب کو گھما کر اس نے فریکونسی ایڈجسٹ کی اور آخر میں ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مارکر کالنگ چیف باس"...... مارکر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن مسلسل کال دینے کے باوجود جب دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو مارکر اور انتھونی دونوں کے چہروں پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔ مارکر نے دوبارہ بٹن ایڈجسٹ کئے اور ایک اور فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مارکر کالنگ مارتھی۔ اوور"...... مارکر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس مارتھی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد مارتھی کی آواز سنائی دی۔ یہ بلیک ہاک کا نمبر ٹو تھا اور اس گروپ کا انچارج تھا جسے کرنل کارٹر ایکشن گروپ کہا کرتا تھا۔

"مارتھی تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اوور"...... مارکر نے کہا۔

"زیرو ہال میں۔ کیوں۔ اوور"...... مارتھی نے پوچھا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کا کچھ پتہ چلا ہے یا نہیں۔ اوور"...... مارکر نے کہا۔

"نہیں۔ وہ لوگ اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ اب باس واپس اپنے آفس گیا ہے۔ اس نے تمہیں کوئی ہدایت نہیں دی۔ اوور"۔ مارتھی نے کہا۔

"چیف باس کو میں نے ابھی کال کیا ہے لیکن وہاں سے کوئی کال اٹنڈ ہی نہیں کر رہا"...... مارکر نے چونک کر کہا۔

"کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔ کیوں۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ پھر وہ وہاں مصروف ہو گا"...... مارتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مارتھی مجھے حالات ٹھیک نہیں لگ رہے۔ تم مین ہال میں جا کر باس کے بارے میں معلوم کرو۔ اوور"...... مارکر نے ایک خیال کے ذہن میں آتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ وہاں باس کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اوور"...... مارتھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ پاکیشیائی ایجنٹ حد درجہ خطرناک ہیں۔ لارڈ بوفمین نے مجھے ان کے بارے میں تفصیل بتائی ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ زیرو ہال کے گھیرے سے کسی طرح نکل کر مین ہال میں نہ پہنچ گئے ہوں۔ اگر یہ لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں تو پھر تم سمجھ سکتے ہو کہ صورت حال کس حد تک خطرناک ہو سکتی ہے۔ اوور"...... مارکر نے کہا۔

"احمق تو نہیں ہو گئے تم۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب فوجی کمانڈوز نے زیرو ہال کو گھیرا تو باس کے ساتھ ہم مین ہال میں موجود تھے اور پھر ہم اکٹھے ہی زیرو ہال پہنچے۔ اس دوران یہ لوگ کہاں سے

اور کیسے مین ہال میں پہنچ سکتے ہیں۔ باس یقیناً کسی اہم کام میں مصروف ہو گا۔ اوور"...... مارتھی نے کہا۔

"اوکے۔ اگر تم مطمئن ہو تو ٹھیک ہے۔ اوور"...... مارکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا بات ہے باس۔ آپ کے چہرے پر پریشانی اور الجھن ہے"...... اس کے نائب انتھونی نے اس کے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی کہا تو مارکر بے اختیار چونک پڑا۔

"انتھونی۔ صورت حال واقعی خراب ہے لیکن"...... مارکر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"باس زولون اسکائی سے آپ آسانی سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو چیک کر سکتے ہیں۔ ایسا کیوں نہیں کرتے"...... انتھونی نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ ان حالات میں واقعی اس کا استعمال ضروری ہو گیا ہے اس لئے اسے آن کرو میں اسے کنٹرول کرتا ہوں"۔ مارکر نے کہا تو انتھونی کرسی سے اٹھا اور تیزی سے کیبن کے ایک کونے کی طرف بڑھ گیا جہاں سٹینڈ پر ایک بڑی سی مشین موجود تھی جس پر سرخ رنگ کا کپڑا موجود تھا۔ اس نے کپڑا ہٹایا اور پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی مارکر کے سامنے موجود مشین کے ایک کونے میں ایک چھوٹی سی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی تو مارکر نے تیزی سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی سکرین پر مسلسل اور لگاتار جھماکے سے

ہونے لگے۔ پھر اچانک سکرین روشن ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی مارکر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سکرین پر مین ہال کی تصویر ابھر آئی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ ایجنٹ مین ہال میں موجود ہیں۔ اوہ۔ ویری بیڈ"....... مارکر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے باس"...... انتھونی نے اٹھ کر قریب آتے ہوئے کہا۔

"دیکھو دیکھو سکرین پر مین ہال کی تصویر ہے لیکن چیف باس سے تو ابھی آپ کی بات ہوئی ہے اگر یہ لوگ وہاں موجود ہوتے تو باس آپ کو بتا دیتا"....... انتھونی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ انتھونی۔ زیرو سکس سکارٹی کو آن کرو۔ جلدی۔ ہمیں اب مین ہال کو اندر سے چیک کرنا ہو گا"....... مارکر نے چیختے ہوئے کہا اور انتھونی سر ہلاتا ہوا واپس مڑا ہی تھا کہ اچانک وہ مشین جو مارکر کے سامنے تھی ایک جھماکے سے آف ہو گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہوا۔ زولون مشین آف ہو گئی۔ کیوں"۔ مارکر نے چیخ کر کہا۔

"آف ہو گئی۔ نہیں باس"....... انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا کونے میں موجود مشین کی طرف بڑھا۔

"اوہ باس۔ واقعی یہ تو آف ہو گئی ہے"....... انتھونی نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مین ہال پر ان پاکیشیائی ایجنٹس کا قبضہ ہے اور انہوں نے وہاں کی مشینری پر بھی کنٹرول کر لیا ہے۔ اوہ ویری بیڈ"....... مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین کے مختلف بٹن پریس کئے اور پھر ناب گھما کر اس نے فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ مارکر کالنگ۔ اوور"....... مارکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"مارتھی بول رہا ہوں۔ اوور"....... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے مارتھی کی آواز سنائی دی۔

"مارتھی فوراً اپنے گروپ کو لے کر مین ہال پہنچو۔ وہاں پاکیشیائی ایجنٹوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور شاید چیف باس کو بھی انہوں نے یرغمال بنا لیا ہے۔ جلدی پہنچو اور ان کا خاتمہ کر دو۔ چیف باس کو بچاؤ۔ اوور"....... مارکر نے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ اوور"۔ دوسری طرف سے مارتھی نے کہا۔

"فوراً جاؤ۔ میں کہہ رہا ہوں جاؤ۔ میری ابھی چیف سے بات ہوئی ہے۔ جلدی کرو۔ تفصیل کا وقت نہیں ہے۔ جلدی جاؤ اور چیف باس کو بچاؤ۔ اوور"....... مارکر نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں جا رہا ہوں۔ اوور"....... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مارکر نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر اس

نے مختلف بٹن پریس کئے اور ایک ناب گھما کر ایک اور فریکونسی ایڈجسٹ کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ مارکر کالنگ۔ اوور"...... مارکر نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کرنل جیکب بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد کرنل جیکب کی آواز سنائی دی۔

"مارکر بول رہا ہوں کرنل جیکب۔ پاکیشیائی ایجنٹ مین ہال پر قابض ہیں اور چیف باس بھی ان کے قبضے میں ہے۔ میں نے چیف باس کے گروپ انچارج مارتھی کو کہہ دیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ کر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دے لیکن ان کی تعداد محدود ہے اس لئے تم اپنے تمام کمانڈوز کو لے کر وہاں پہنچ جاؤ اور جس طرح بھی ہو سکے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دو۔ اوور"...... مارکر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن چیف باس کا کیا ہو گا۔ اوور"...... کرنل جیکب نے کہا۔

"چیف باس اپنی حفاظت خود کر لیں گے لیکن ہمیں ہر حالت میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے ورنہ انہوں نے پورے آپریشنل سپاٹ پر موجود ہر آدمی کا خاتمہ کر کے اس پر قبضہ کر لینا ہے۔ جلدی جاؤ اور مسلح ہو کر جانا۔ اوور"...... مارکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم بے فکر رہو۔ اب وہ ہم سے نہیں بچ سکتے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی مارکر نے

ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر مختلف بٹن پریس کر کے اس نے ایک بڑا سا بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین پر ایک چھوٹا سا خانہ جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ مارکر چیف آف ایئر چیک پوسٹ نمبر ون کالنگ ٹموتھی چیف آف ایئر چیک پوسٹ نمبر ٹو۔ اوور"...... مارکر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ ٹموتھی اٹنڈنگ یو۔ کیا بات ہے مارکر۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ اوور"...... چند لمحوں بعد اس خانے کے نیچے لگے ہوئے مائیک سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹموتھی۔ مین ہال پر پاکیشیائی ایجنٹوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ چیف باس بھی ان کے قبضے میں ہے۔ میں نے فوجی کمانڈوز اور مارتھی گروپ کو کہہ دیا ہے کہ وہ ان کو ہلاک کر دیں لیکن اگر یہ فرار ہو جائیں تو تم نے الرٹ رہنا ہے۔ تمہاری ایئر چیک پوسٹ سے انہیں آسانی سے ہلاک کیا جا سکتا ہے اور باقی ایئر چیک پوسٹس کو بھی الرٹ کر دو۔ اوور"...... مارکر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ سب کیسے ہو گیا۔ وہ تو پکڑے جا چکے تھے اور یہ مشینی فائرنگ کیوں ہوئی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے ٹموتھی نے کہا۔

"یہ تفصیلات بعد میں معلوم ہو جائیں گی تمہیں۔ تم باقی دو ایئر چیک پوسٹس کو الرٹ کر دو اور خود بھی الرٹ رہو۔ اوور اینڈ

آل"....... مارکر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"انتھونی اب تم نے ہر لحاظ سے الرٹ رہنا ہے اور سکرین پر فل رینج آن کر دو"....... مارکر نے انتھونی سے کہا۔

"یس باس"....... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مارکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب اسے اطمینان سا ہو گیا تھا کہ وہ سب مل کر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ بہر حال کر لیں گے۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب"....... دور سے صدیقی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران جو کہ مین ہال کے اسلحہ ہال میں موجود تھا بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ہوا"....... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"عمران صاحب۔ اس عمارت کے گرد فوجی کمانڈوز گھیرا ڈال رہے ہیں اور ان کا انداز بے حد جارحانہ ہے"....... صدیقی نے دوڑ کر دروازے پر پہنچتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ انہیں شک پڑ گیا ہو گا۔ جلدی کرو سارے ساتھیوں کو بلاؤ اور یہاں سے میزائل گنیں اور مارٹر گنیں اور دوسرا اسلحہ اٹھا لو۔ ہم اب مقابلہ کرتے ہوئے باہر نکلیں گے ورنہ ان لوگوں نے ہمیں بھون کر رکھ دینا ہے۔ جلدی بلاؤ"....... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ عمران ایک انتہائی طاقتور بم

چارجر فٹ کر کے اسے آن کرنے میں مصروف تھا۔ اب اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس پوری عمارت کو اڑا دیا جائے اس طرح یہ لیبارٹری خود بخود تباہ ہو جائے گی کیونکہ اس اسلحہ ہال میں انتہائی خوفناک اور انتہائی طاقتور اسلحہ انتہائی کثیر تعداد میں موجود تھا اور عمران کو اندازہ تھا کہ اگر یہاں سارا اسلحہ بیک وقت پھٹ پڑا تو یہ پہاڑی تو ایک طرف نیچے تحت الثریٰ تک زمین بھی غائب ہو جائے گی۔ چند لمحوں بعد دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی اسلحہ ہال میں داخل ہو گئے۔

" جلدی کرو عمران۔ ان کی تعداد کافی ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

" گھبراؤ مت۔ یہاں انتہائی جدید اسلحہ موجود ہے۔ مارٹر گنیں اور میزائل گنیں اٹھا لو۔ ہم ان کی مدد سے انتہائی آسانی سے نکل جائیں گے "...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چارجر کو آن کر کے اس سے منسلک انتہائی طاقتور بم کو اسلحہ کی پیٹیوں کے نیچے ایسی جگہ پر رکھ دیا کہ اسے تلاش کرنا آسان نہ ہو اور اس کے ساتھ ہی اگر وہ پھٹ جاتا تو یہ پورا ہال بیک وقت اڑ سکتا تھا اور یہی عمران چاہتا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اسلحہ اٹھایا اور پھر وہ تیزی سے واپس چلے گئے۔ عمران نے ڈی چارجر جیب میں ڈالا اور پھر خود بھی اس نے ایک میزائل گن اور اس کا میگزین اٹھا لیا۔ مشین گن پہلے ہی اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ بھی اس

عمارت کی راہداری میں پہنچ گیا۔ اس کے سارے ساتھی وہاں موجود تھے۔ عمران نے دروازے سے باہر سر نکال کر دیکھا تو اسے واقعی فوجی کمانڈوز چاروں طرف پھیلے ہوئے نظر آئے۔ ان کے پاس مشین گنیں تھیں اور وہ مختلف آڑوں میں باقاعدہ مورچے بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔

" صفدر۔ اس عمارت کا الیکٹرک کنٹرول بٹن مشینری ہال میں موجود ہے جا کر اسے آف کر دو۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا واپس دوڑتا چلا گیا۔ باہر سرچ لائٹس کی تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اچانک ایک سائیڈ سے ایک کرنل ایک چٹان کی اوٹ سے نکلا۔

" بلیک ہاک۔ میں کرنل جیکب ہوں۔ کیا آپ اندر صحیح سلامت ہیں اور کیا حالات درست ہیں۔ یہ باہر خون کے دھبے کیوں ہیں۔ مارتھی اور اس کے ساتھی کہاں ہیں"...... اسی کرنل نے انتہائی اونچی آواز میں چیخ کر کہا۔

" کرنل جیکب۔ تم کیوں آئے ہو اور تم نے کیوں کمانڈوز کا گھیرا یہاں پھیلا رکھا ہے"...... اچانک عمران نے راہداری کے اندر سے ہی چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اور آواز کرنل کارٹر کا ہی تھا۔

" کرنل آپ باہر کیوں نہیں آتے۔ باہر آئیں"...... کرنل جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب

دیتا اچانک جھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی باہر گھپ اندھیرا چھا گیا۔

"یہ تم نے کیا کیا ہے کرنل جیکب۔ یہ لائٹ کیوں آف ہو گئی ہے"....... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے کیا کرنا ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کرنل۔ آپ باہر آ جائیں ورنہ میں مین ہال پر حملہ کر دوں گا۔ باہر آئیں"....... اچانک کرنل جیکب نے چیختے ہوئے کہا۔ اسی لمحے صفدر دوڑتا ہوا راہداری میں آگیا۔

"سنو۔ ہم نے یہاں سے میزائل فائر کرتے ہوئے نکلنا ہے۔ سب لوگ گروپس میں آگے بڑھیں گے۔ جولیا اور صالحہ دونوں میرے ساتھ ہوں گی اور ہم نے ایئر چیک پوسٹس پر مارٹر گنوں سے حملہ کرنا ہے ورنہ وہ لوگ ہمیں اوپر سے ہی بھون ڈالیں گے۔ جو نظر آئے اڑا دینا اب ہم نے ہر صورت میں اس پہاڑی سے باہر جانا ہے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل آپ خاموش کیوں ہو گئے۔ باہر آ جائیں"....... اچانک طاقتور بیٹریوں کی روشنی برآمدے میں لہرانے لگی اور اس کے ساتھ ہی کرنل جیکب کی تیز آواز سنائی دی۔

"میں آرہا ہوں"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے دروازے سے باہر نکلا اور برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی تیزی سے باہر آگئے۔ ٹارچوں کی روشنی عمران اور اس

کے ساتھیوں پر پڑنے لگی تھی۔

"بسم اللہ کرو"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میزائل گن کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے فضا خوفناک دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ مسلسل دائیں بائیں میزائل فائر کر رہا تھا۔ پھر صالحہ اور جولیا نے بھی میزائل فائرنگ شروع کر دی اور دوسری طرف سے بھی مشین گنوں کی فائرنگ شروع ہو گئی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جولیا اور صالحہ بھی اس کے ساتھ ساتھ تھیں۔ وہ تینوں زگ زیگ کے سے انداز میں دوڑ رہے تھے کہ اچانک جولیا کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر نیچے گر پڑی۔

"صالحہ اسے اٹھاؤ"....... عمران نے چیخ کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا کیونکہ یہاں رکنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ آگے بڑھ کر اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر دیکھا تو صالحہ، جولیا کو کاندھے پر ڈالے اس کے پیچھے دوڑی چلی آرہی تھی۔ عمران نے اب فائرنگ بند کر دی تھی کیونکہ ظاہر ہے اب وہ کمانڈوز کا گھیرا توڑ کر آگے نکل آئے تھے۔ ان کا رخ اب اس عمارت کی طرف تھا جہاں انہیں قید کیا گیا تھا۔

"جولیا زندہ تو ہے"....... عمران نے دوڑتے دوڑتے پوچھا۔

"ہاں۔ زندہ ہے"....... صالحہ کی ہانپتی ہوئی آواز سنائی دی تو

عمران تیزی سے مڑا اور اس نے جلدی سے جولیا کو صالحہ سے لے کر اپنے کاندھے پر ڈالا۔ صالحہ واقعی بری طرح ہانپ رہی تھی۔ جولیا کے زخموں سے خون مسلسل بہہ رہا تھا لیکن اس وقت پوزیشن ایسی تھی کہ نہ عمران رک سکتا تھا اور نہ ہی جولیا کے زخموں کو چیک کیا جا سکتا تھا۔

" صالحہ اس عمارت پر میزائل فائر کرو اور پھر دائیں طرف کو گھوم کر آجاؤ۔ میں ادھر جا رہا ہوں۔ ادھر ایئر چیک پوسٹ ہے اسے تباہ کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور تیزی سے بائیں طرف کو گھوم کر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جولیا بدستور اس کے کاندھے پر موجود تھی۔ ہر طرف مشین گنوں، میزائلوں اور مارٹر گنوں کی خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہاں دو فوجیں انتہائی خوفناک انداز میں ایک دوسرے سے ٹکرا گئی ہوں۔ عمران جیسے ہی عمارت کی بائیں طرف نکلا اچانک اس پر گولیوں کی خوفناک بارش ہوئی لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے غوطہ مار کر واپس ہوا اور اس طرح محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً وہ بال بال بچا تھا ورنہ اس کا اور جولیا دونوں کے جسم گولیوں سے چھلنی ہو جاتے۔ اسی لمحے عمارت پر میزائل فائر ہونے شروع ہو گئے اور عمران نے جولیا کو کاندھے سے اتار کر نیچے لٹایا اور پھر ہاتھ میں موجود مارٹر گن اٹھائے وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ آگے کر کے ٹریگر دبا دیا۔ انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی

سے آگے بڑھا۔ اس بار اس پر فائرنگ نہ ہوئی تھی۔ سامنے موجود ایئر چیک پوسٹ کا ایک حصہ اس کے فائر کئے ہوئے میزائل کی وجہ سے اڑ گیا تھا۔ عمران نے دوسرا میزائل فائر کیا اور اس بار پوری چیک پوسٹ کے پرزے اڑ گئے۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور اس نے زمین پر پڑی ہوئی جولیا کو اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔

" عمران صاحب۔ عمران صاحب"...... اسی لمحے عقب سے صالحہ کی آواز سنائی دی۔ وہ دوڑتی ہوئی آ رہی تھی۔

" جلدی آؤ۔ میں نے ایئر چیک پوسٹ اڑا دی ہے اور یہاں سے باؤنڈری بھی قریب ہو گی۔ جلدی آؤ"...... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا لیکن اچانک بائیں طرف سے تیز فائرنگ ہوئی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی بائیں پسلیوں میں گرم گرم کئی سلاخیں گھستی چلی گئی ہوں اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر جولیا سمیت نیچے گرا۔ اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس کا ذہن اس قدر تیزی سے تاریک پڑ گیا تھا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے لیکن اس کے ذہن کے تاریک پڑنے سے پہلے عمران کو محسوس ہو گیا کہ اس بار موت نے اسے واقعی جھپٹ لیا ہے اور پھر اس کے تمام احساسات تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔ شاید ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

شیخ سالم اپنے مخصوص اڈے میں اپنے خاص کمرے میں گہری نیند
سویا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون پیس سے یکلخت تیز سیٹی کی آواز
نکلنے لگی تو شیخ سالم بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے بجلی کی سی
تیزی سے فون پیس اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس۔ ریڈ ایگل"...... شیخ سالم نے خمار آلود لہجے میں کہا۔

"یعقوب بول رہا ہوں باس۔ پرندے شدید زخمی ہیں۔ میں نے
بڑی مشکل سے ان سب کو سکسٹی ون پر پہنچایا ہے۔ آپ فوراً وہاں آ
جائیں"...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا میں آ رہا ہوں"...... شیخ سالم نے یکلخت اچھلتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس آف کر کے واپس
تپائی پر رکھا اور پھر وہ اچھل کر بستر سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا ملحقہ
کمرے میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو وہ لباس

تبدیل کر چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے
دوڑتی ہوئی شہر کے مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھی چلی
جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے کیونکہ
یعقوب کا پیغام وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ پرندوں سے اس کا مطلب
پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے لوگ تھے۔ عمران نے اسے کال کر کے
بتا دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت آج رات گوام پہاڑی پر ریڈ
کرے گا۔ اس نے اسے کہا تھا کہ وہاں ہر قسم کے حالات پیش آ سکتے
ہیں اس لئے وہ اپنے گروپ کے خاص لوگوں کو اس پہاڑی کے گرد
پھیلا دے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو وہ ان کی مدد حاصل کر سکیں اور
اس نے اپنے خاص دستے کو یعقوب کی سربراہی میں وہاں بھیج دیا تھا
اور اس وقت یعقوب کی کال آنے کا مطلب تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس نے واقعی وہاں ریڈ کیا ہے لیکن وہ کامیاب ہونے کی بجائے
الٹا زخمی ہو گئے ہیں اور یعقوب اور اس کے آدمیوں نے انہیں اٹھا کر
ریڈ ایگل کے خفیہ ہسپتال میں پہنچا دیا ہے جسے کوڈ میں سکسٹی ون کہا
جاتا ہے اور بقول یعقوب سب کے سب شدید زخمی تھے۔ یہ سب کچھ
سوچتا ہوا اور کار چلاتا ہوا شیخ سالم سکسٹی ون کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا
جو شہر کے مضافات میں تھا اور بظاہر ایک ربڑ بنانے والی فیکٹری تھی
لیکن اس فیکٹری کے نیچے کافی بڑا اور جدید ہسپتال بنایا گیا تھا جہاں
ریڈ ایگل کے زخمیوں کا علاج کیا جاتا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی
مسلسل اور تیز ڈرائیونگ کے بعد اس نے کار ایک سائیڈ پر موڑ دی

اور پھر تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد ربڑ فیکٹری کا احاطہ آگیا۔ اس نے کار اس کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے روک دی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو بڑے سے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح آدمی باہر آگیا۔

" سپیشل وے کھولو۔ جلدی کرو"....... شیخ سالم نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر تیز لہجے میں کہا۔

" یس چیف "....... آنے والے نے یکلخت مؤدب ہوتے ہوئے کہا اور شیخ سالم نے کار آگے بڑھا دی۔ ربڑ فیکٹری کا احاطہ ختم ہو جانے کے بعد اس نے ایک سائیڈ سڑک پر کار موڑ دی اور پھر تقریباً درمیان میں پہنچا تھا کہ اچانک سائیڈ پر موجود دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی اور شیخ سالم نے کار اس خالی جگہ میں موڑ دی۔ آگے زمین کا ایک بڑا حصہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر کو اٹھا ہوا تھا اور سڑک نیچے گہرائی میں اترتی چلی جا رہی تھی۔ شیخ سالم کار لئے نیچے اترتا چلا گیا۔ کافی نیچے جا کر وہ سڑک ختم ہوئی تو سامنے ایک بار پھر دیوار آگئی۔ شیخ سالم نے کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے دائیں طرف کو بڑھ گیا۔ اس نے دائیں طرف دیوار پر اپنا ہاتھ ایک مخصوص جگہ پر رکھا تو سرر کی آواز سے دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔ اب دوسری طرف ایک تنگ سی راہداری تھی۔ وہ دوڑتا ہوا اس راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک کمرہ تھا۔ اس نے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو وہ ایک چھوٹے سے

ہال نما کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک لمبے قد کا آدمی بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔

" کیا ہوا یعقوب۔ کیا ہوا"....... شیخ سالم نے اندر داخل ہوتے ہی انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

" آپ آگئے باس۔ عمران اور اس کے سب ساتھی شدید زخمی ہیں۔ ان سب کی حالت شدید خطرے میں ہے۔ ان سب کے آپریشن ہو رہے ہیں۔ میں نے سکسٹی ٹو سے تمام ڈاکٹرز کال کر لئے تھے۔ ان کے آنے کے بعد آپ کو فون کیا تھا"....... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہوا کیا تھا۔ تفصیل تو بتاؤ"....... شیخ سالم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" باس۔ عمران اور اس کے ساتھی دو کاروں پر گوام پہاڑی سے تقریباً ڈیڑھ دو کلومیٹر دور رک کر پیدل پہاڑی کی طرف گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے بانس تھے۔ میں اپنے گروپ سمیت جب وہاں پہنچا تو یہ لوگ پہاڑی کے قریب پہنچ چکے تھے۔ میں وہیں رک گیا۔ پھر اچانک لائٹس بجھ گئیں۔ میں حیران رہ گیا لیکن چونکہ آپ کا حکم تھا کہ ہم نے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرنی جب تک عمران صاحب کی طرف سے ریڈ کاشن نہ مل جائے اس لئے میں اور میرے ساتھی خاموش رہے۔ پھر لائٹس دوبارہ روشن ہو گئیں لیکن اندر حالات معمول پر تھے۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ میں

نے اپنے ساتھیوں کو وہیں روک لیا لیکن آدھی رات کے قریب اندر عمارتوں پر سرچ لائٹس جل اٹھیں اور انتہائی تیز مشینی فائرنگ شروع ہو گئی لیکن چونکہ ایئر چیک پوسٹس ویسے ہی موجود تھیں اس لئے ہم آگے بڑھ ہی نہ سکتے تھے۔ پھر یہ فائرنگ بند ہو گئی اور ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ ہم انتظار کرتے رہے۔ پھر کافی دیر بعد اچانک اندر سے میزائل گنوں، مارٹر گنوں اور مشین گنوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اندر خوفناک دھماکے اور فائرنگ ہو رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے دو فوجیں آپس میں ٹکرا گئی ہوں۔ اچانک ہماری طرف والی ایئر چیک پوسٹ پر میزائل اور مارٹر گنوں سے حملے ہوئے اور چیک پوسٹ تباہ ہو گئی۔ پھر میں نے پانچ مردوں کو تین افراد کو اٹھائے اور ایک عورت کو دوسری عورت کو اٹھائے بھاگ کر حد بندی کی طرف آتے دیکھا۔ پھر اس حد بندی کو بھی میزائلوں سے اڑا دیا گیا اور یہ لوگ دوڑتے ہوئے اس حد بندی سے باہر آ گئے اور اس کے ساتھ ہی ہم پہچان گئے کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ تین مرد اور ایک عورت بے ہوش تھے جبکہ ایک عورت اور پانچ مرد شدید زخمی ہونے کے باوجود انہیں اٹھا کر دوڑے چلے آ رہے تھے لیکن حد بندی سے باہر پہنچ کر وہ سب گر گئے اور ہم نے آگے بڑھ کر انہیں اٹھا لیا جبکہ وہاں ابھی تک فائرنگ ہو رہی تھی۔ شاید وہ لوگ آپس میں لڑ رہے تھے۔ فوجیوں کے دوڑنے بھاگنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس لئے ہم ان سب کو اٹھا کر تیزی سے واپس پلٹے اور پھر انہیں

جیبوں میں ڈال کر یہاں پہنچا دیا۔ چونکہ ان سب کے بیک وقت آپریشن ضروری تھے اس لئے میں نے سکسٹی ٹو سے تمام ڈاکٹرز کال کر لئے اور اب ان کے آپریشن ہو رہے ہیں"...... یعقوب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ناکام رہی ہے"...... شیخ سالم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ کچھ کہا نہیں جا سکتا کیونکہ اندر قیامت کی جنگ ہوتی رہی ہے۔ بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں نے انتہائی دلیری اور ہمت سے کام لیا ہے۔ میں ان کے جذبوں اور حوصلوں پر ابھی تک حیران ہوں"...... یعقوب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران کے ذہن میں شاید پہلے سے یہ خدشہ موجود تھا اس لئے اس نے مجھے کال کر کے ایسا انتظام کرنے کے لئے کہا تھا۔ بہرحال اللہ کرے یہ زندہ بچ جائیں۔ حملہ تو دوبارہ بھی ہو سکتا ہے"...... شیخ سالم نے کہا۔ اسی لمحے ایک آدمی تیزی سے ہال میں داخل ہوا۔

"اوہ۔ کیا ہوا"...... شیخ سالم نے اسے دیکھتے ہی چونک کر کہا۔

"آپریشن ہو گئے ہیں باس۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سب لوگ خطرے سے باہر آ گئے ہیں۔ ویسے ڈاکٹر حیران ہیں باس کہ ان کے اندر زبردست قوت مدافعت ہے کیونکہ یہ لوگ جس حالت میں یہاں لائے گئے تھے ان کے بچ جانے کی کوئی امید نہ تھی لیکن یہ بچ گئے ہیں"...... آنے والے نے کہا۔

"خدایا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ ڈاکٹر آفاقی کہاں ہیں"...... شیخ سالم نے کہا۔

"وہ اب اپنے آفس میں گئے ہیں۔ میں باس یعقوب کو اطلاع دینے آیا تھا"...... آنے والے نے کہا۔

"او کے۔ آؤ یعقوب"...... شیخ سالم نے کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس طرف سے اطلاع دینے والا آدمی آیا تھا۔ البتہ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خطرے سے باہر آنے کی اطلاع اسے مل گئی تھی۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو پہلے تو کافی دیر تک اس کے ذہن پر گہری دھند سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ یہ دھند صاف ہوتی چلی گئی اور عمران کا شعور جاگ اٹھا۔ اس کے ذہن میں وہ لمحات کسی فلم کی طرح گھوم گئے جب وہ زخمی جولیا کو کاندھے پر اٹھائے آگے بڑھ رہا تھا اور صالحہ اس کے پیچھے تھی کہ اچانک بائیں طرف سے فائرنگ ہوئی اور عمران کو یوں محسوس ہوا تھا جیسے اس کی بائیں پسلیوں میں بیک وقت کئی گرم سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس طرح تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے محسوس ہوا کہ اس کا جسم مکمل طور پر بے حس و حرکت ہے۔ اس نے گردن موڑ کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ وہ کسی کمرے میں موجود بیڈ پر لیٹا

ہوا ہے اور اس کے جسم پر سرخ کمبل تھا اور بیڈ کے ساتھ گلوکوز اور خون کے سٹینڈ موجود تھے۔

" اوہ۔ یہ ہسپتال ہے شاید۔ لیکن میں یہاں کیسے پہنچ گیا"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی سمجھ میں واقعی نہ آرہا تھا کہ وہ کس جگہ ہے اور کیوں ہے کہ اچانک دروازہ کھلا اور ایک نرس ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی۔

" اوہ۔ آپ کو ہوش آگیا۔ میں ڈاکٹر کو بتاتی ہوں"...... نرس نے عمران کو ہوش میں دیکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ عمران اس سے کچھ پوچھتا وہ بجلی کی سی تیزی سے واپس چلی گئی لیکن اس نرس کے سر پر بندھا ہوا مخصوص سکارف دیکھ کر عمران سمجھ گیا کہ وہ مسلمانوں کے ہسپتال میں ہے کیونکہ صرف مسلمان عورتیں ہی سر پر اس مخصوص انداز میں سکارف باندھتی تھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔

" اوہ۔ یہ شاید ریڈ ایگل کا ہسپتال ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے یاد آگیا تھا کہ فائنل مشین پر روانہ ہونے سے پہلے اس نے فون پر ریڈ ایگل کے شیخ سالم سے تفصیل سے بات کی تھی اور اسے کہا تھا کہ وہ رات کو اپنے ساتھیوں سمیت گوام پہاڑی پر ریڈ کرنے جارہا ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسے حالات پیش آجائیں جس سے اسے بیرونی امداد کی ضرورت پڑے اس لئے وہ اگر اپنے کسی گروپ کو وہاں بھیج دیں تو ضرورت پڑنے پر وہ مدد کے لئے ریڈ کاشن

دے سکتا ہے اور مخصوص ٹرانسمیٹر پر اسے کال کر سکتا ہے اور شیخ سالم نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنا خاص گروپ جس کا انچارج یعقوب ہے وہاں بھیج دے گا اور ساتھ ہی اس نے مخصوص فریکونسی بھی بتا دی تھی لیکن وہاں حالات ہی ایسے پیدا ہوتے چلے گئے تھے کہ عمران کو اس گروپ کا خیال ہی نہ رہا تھا لیکن اب اسے خیال آرہا تھا کہ شاید اس یعقوب اور اس کے ساتھیوں نے انہیں یہاں پہنچایا ہے۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ڈاکٹر تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی نرس تھی۔

" اوہ۔ آپ کو ہوش آگیا۔ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نئی زندگی دی ہے"...... ڈاکٹر نے قریب آکر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" آپ کا بے حد شکریہ۔ میں کہاں ہوں اس وقت"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ سکسٹی ون میں ہیں۔ شیخ سالم اور یعقوب صاحب بھی میرے آفس میں موجود ہیں"...... ڈاکٹر نے اسے چیک کرنے کے ساتھ ساتھ بتایا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" سکسٹی ون۔ آپ کا مطلب ریڈ ایگل سے ہے"...... عمران نے کہا۔

" جی ریڈ ایگل تو تنظیم ہے۔ اس کے تحت کئی خفیہ ہسپتال بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے اور اس کا کوڈ نام سکسٹی ون

ہے"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

" میرے ساتھی کہاں ہیں اور ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

" آپ کے ساتھی بھی اب خطرے سے باہر ہیں۔ آپ سب انتہائی شدید زخمی تھے۔ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو یعقوب صاحب لے آئے تھے لیکن چونکہ مریض کافی تھے اور آپ سب کا فوری آپریشن ضروری تھا اس لئے یعقوب صاحب نے سکسٹی ٹو سے بھی فوری سارے ڈاکٹر منگوا لئے اور پھر ہم سب نے مل کر آپ سب کے آپریشن کئے۔ آپ سب میں واقعی حیران کن قوت مدافعت ہے کہ آپ اس قدر سیریئس حالات کے باوجود جلد ہی خطرے سے باہر آ گئے"۔ ڈاکٹر نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ سب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے ڈاکٹر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" آفاقی۔ میرا نام ڈاکٹر آفاقی ہے اور میں سکسٹی ون کا انچارج ہوں"...... ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ نے میرے ہاتھ کیوں کلپ کر رکھے ہیں۔ کیا میرے بازوؤں میں بھی گولیاں لگی تھیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ نہیں۔ میں نے صرف اس لئے انہیں کلپ کر دیا تھا کہ ہوش میں آتے ہی کہیں آپ زخموں کو نہ چھیڑ دیں۔ میں آپ کے بازو

کھول دیتا ہوں البتہ آپ کے جسم کو ابھی ایک دو روز حرکت میں نہیں لایا جا سکے گا"...... ڈاکٹر آفاقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کے بازوؤں کے کلپ کھولنا شروع کر دیئے۔

" شیخ سالم کو کہیے کہ علی عمران کو ہوش آ گیا ہے۔ وہ مجھ سے مل لیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ اوہ۔ تو آپ کا نام علی عمران ہے۔ وہ آپ کی ہی باتیں کر رہے تھے۔ میں ابھی انہیں بھجواتا ہوں"...... ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

" ڈاکٹر صاحب ایک منٹ"...... عمران نے اپنے جسم پر موجود کمبل کو تھوڑا سا ہٹاتے ہوئے ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جی"...... ڈاکٹر نے مڑتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر صاحب میرا وہ لباس کہاں ہے جو میں پہنے ہوئے تھا"۔ عمران نے پوچھا۔

" وہ تو سٹور میں ہو گا۔ وہ تو خون سے لتھڑا ہوا اور پھٹا ہوا تھا"...... ڈاکٹر نے قریب آ کر کہا۔

" اس لباس میں میرا خصوصی سامان ہو گا۔ برائے کرم وہ سامان بھجوا دیں۔ خاص طور اس میں ایک ڈی چارجر بھی ہو گا۔ وہ مجھے فوری چاہیئے"...... عمران نے کہا۔

" جی بہتر۔ میں بھجواتا ہوں"...... ڈاکٹر نے کہا اور ایک بار پھر واپس مڑ گیا۔ نرس بھی اس کے پیچھے کمرے سے باہر چلی گئی اور عمران

نے آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو اس نے آنکھیں کھول دیں۔ کمرے میں شیخ سالم اور اس کے پیچھے ایک لمبے قد کا آدمی اندر آگیا۔

"مبارک ہو عمران صاحب۔ نئی زندگی مبارک ہو"....... شیخ سالم نے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی خلوص اور انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بے حد شکریہ شیخ سالم۔ آپ نے جو کچھ ہمارے لئے کیا ہے اس کا احسان تا زندگی ہم نہ اتار سکیں گے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس میں احسان کی کیا بات ہے عمران صاحب۔ یہ تو میرا فرض تھا۔ یہ ریڈ ایگل کے سپیشل سیکشن کے انچارج یعقوب حنیفی ہیں۔ آپ نے جب مجھے فون پر ہدایت کی تو میں نے یعقوب حنیفی کو اس کے دستے سمیت وہاں بھجوا دیا تھا اور یعقوب صاحب ہی آپ سب کو یہاں لائے ہیں"....... شیخ سالم نے اپنے ساتھ آنے والے آدمی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ یعقوب صاحب۔ آپ نے واقعی ہمارے لئے کام کیا ہے"....... عمران نے کہا۔

"میں نے تو صرف اپنا فرض نبھایا ہے عمران صاحب۔ ویسے آپ سب صاحبان نے جس انداز میں اس پہاڑی پر حملہ کیا اور جس طرح وہاں ریڈ کر کے زندہ سلامت واپس باہر آئے ہیں اور جس طرح آپ

کے ساتھیوں نے جو خود انتہائی شدید زخمی تھے اپنے بے ہوش ساتھیوں کو اٹھا کر باہر لے آنے کا کارنامہ سرانجام دیا ہے مجھے اب تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا۔ آپ لوگ واقعی بے پناہ باہمت اور باحوصلہ لوگ ہیں"....... یعقوب حنیفی نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

"ہم بھی آپ کی طرح فرض پورا کر رہے ہیں"....... عمران نے کہا۔ اسی لمحے دو آدمی دو کرسیاں اٹھائے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے بیڈ کے ساتھ کرسیاں رکھ دیں تو شیخ سالم اور یعقوب حنیفی دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"آپ مجھے تفصیل بتائیں کہ آپ کہاں تھے اور آپ کس طرح ہمیں یہاں لے آنے میں کامیاب ہوئے تھے"....... عمران نے یعقوب حنیفی سے مخاطب ہو کر کہا تو یعقوب حنیفی نے وہ ساری تفصیل دوہرا دی جو اس سے پہلے وہ شیخ سالم کو بتا چکا تھا۔

"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ میرے ساتھی صحیح سلامت اس حد بندی سے باہر آنے میں کامیاب ہو گئے تھے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب مجھے افسوس ہے کہ آپ اپنے مشن میں ناکام رہے لیکن آپ زندہ بچ گئے ہیں۔ یہی غنیمت ہے"....... شیخ سالم نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہ آپ نے کیسے کہہ دیا کہ ہم اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب۔ کیا آپ نے وہ لیبارٹری تباہ کر دی ہے۔ اوہ نہیں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو اب تک اس کی اطلاع مجھے مل چکی ہوتی"...... شیخ سالم نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

" جناب۔ اس شاپر میں آپ کا سامان ہے جو آپ کے لباس سے ملا ہے"...... اس آدمی نے آگے بڑھ کر عمران کی طرف شاپر بڑھاتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میرا لباس کون سا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جناب میں نے ہی آپ کا لباس اتار کر اس میں سے سامان نکال کر شاپر میں ڈال کر سٹور میں رکھا تھا اس لئے مجھے معلوم ہے"۔ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اچھا۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور وہ آدمی سلام کر کے واپس چلا گیا۔ عمران نے شاپر کھولا اور اسے بستر پر ہی پلٹ دیا۔ اس میں ایک مشین پسٹل اور پھر ڈی چارجر دیکھ کر اس کی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔ اس نے ڈی چارجر اٹھا لیا۔

" یعقوب حنیفی صاحب اس ہسپتال سے گوام پہاڑی کتنے فاصلے پر ہے"...... عمران نے ڈی چارجر اٹھا کر یعقوب حنیفی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" گوام پہاڑی یہاں سے قریب ہی ہے۔ آپ جس قدر شدید زخمی تھے میں آپ کو زیادہ دور لے جا بھی نہ سکتا تھا"...... یعقوب حنیفی نے جواب دیا۔

" پھر بھی کتنا فاصلہ ہو گا"...... عمران نے پوچھا۔

" میرا اندازہ ہے عمران صاحب کہ گوام پہاڑی یہاں سے دو اڑھائی کلو میٹر تو ہو گی"...... یعقوب حنیفی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ۔ پھر تو مجھے خود وہاں جانا پڑے گا"...... عمران نے چونک کر کہا۔

" کہاں"...... شیخ سالم نے حیران ہو کر پوچھا۔

" گوام پہاڑی سے تقریباً پانچ سو میٹر کے فاصلے پر"...... عمران نے جواب دیا۔

" لیکن آپ تو شدید زخمی ہیں اور اب وہاں کیا رہ گیا ہے جس کے لئے آپ وہاں جانا چاہتے ہیں"...... شیخ سالم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" شیخ سالم آپ نے ابھی کہا ہے کہ ہم اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں۔ اس ناکامی کو کامیابی میں بدلنے کے لئے میرا وہاں جانا ضروری ہے۔ آپ پلیز ڈاکٹر آفاقی کو بلائیں۔ میں نے فوری جانا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ یہ سارا کیا دھرا ہی ختم ہو جائے اور ہم واقعی ناکام ہو جائیں"...... عمران نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

" نہیں عمران صاحب۔ اس حالت میں آپ وہاں نہیں جا سکیں گے۔ آپ ہمیں بتائیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ ہم وہ کام کر دیں گے "...... یعقوب حیفی نے کہا۔

" پلیز وقت ضائع نہ کریں۔ پلیز"...... عمران نے کہا تو یعقوب حیفی اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکٹر آفاقی کے ساتھ واپس آ گیا۔

" اوہ نہیں عمران صاحب۔ آپ کے زخموں کی پوزیشن ایسی ہے کہ آپ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر سکتے اس لئے آپ ضد نہ کریں۔ میں اس کی اجازت کسی صورت بھی نہیں دے سکتا"۔ ڈاکٹر آفاقی نے انتہائی فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" کیا میرا کوئی ساتھی ایسا ہے جو کم زخمی ہو"...... عمران نے اس کے فیصلہ کن لہجے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ایک خاتون جس کا نام صالحہ ہے وہ سب سے کم زخمی ہے۔ اسے صرف ایک گولی بازو پر لگی تھی۔ ویسے وہ ٹھیک ہے"۔ ڈاکٹر آفاقی نے کہا۔

" تو آپ پلیز جلد از جلد اسے یہاں میرے پاس لے آئیں۔ پلیز"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر آفاقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔

" آپ کرنا کیا چاہتے ہیں عمران صاحب۔ ہمیں بتائیں۔ ہمیں حکم دیں"...... شیخ سالم نے کہا۔

" میں صالحہ کو آپ کے ساتھ ہی بھیجوں گا لیکن یہ کام کرنا اس نے ہی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر آفاقی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی اندر داخل ہوئی۔ اس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ زرد تھا لیکن اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

" آپ ٹھیک تو ہیں عمران صاحب۔ ہم سب آپ کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے کہ مجھے ڈاکٹر صاحب نے آکر بتایا کہ آپ کو ہوش آ گیا ہے۔ ہم سب نے خدا کا شکر ادا کیا"...... صالحہ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں ٹھیک ہوں صالحہ۔ لیکن ہمارا مشن ابھی ادھورا ہے۔ یہ ڈی چارجر لو اور یعقوب صاحب کے ساتھ گوام پہاڑی پر چلی جاؤ۔ کم از کم پانچ سو میٹر کے فاصلے پر رک جانا اور پھر اس کو چارج کر دینا۔ جلدی جاؤ۔ جتنی دیر ہو گی اتنا ہی ناکامی کا خطرہ بڑھ جائے گا"۔ عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار اچھل پڑی۔

" اوہ۔ اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی۔ دیں مجھے"...... صالحہ نے کہا اور عمران نے ڈی چارجر اس کی طرف بڑھا دیا۔

" یعقوب صاحب آپ صالحہ کو اپنے ساتھ لے جائیں اور پھر اسے واپس لانا آپ کی ذمہ داری ہو گی"...... عمران نے یعقوب حیفی سے مخاطب ہو کر کہا۔

" آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ صالحہ بہن کو گرم ہوا بھی نہ

لگنے دوں گا"...... یعقوب حیفی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

" میرا خیال ہے مجھے بھی اجازت دیں اور آپ آرام کریں۔ آپ کو آرام کی ضرورت ہے"...... شیخ سالم نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" شیخ سالم۔ صالحہ اور یعقوب صاحب کی واپسی تک آپ یہاں ہسپتال میں ہی رہیں گے۔ مجھے آپ سے کام پڑ سکتا ہے۔ پلیز"۔ عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے۔ میں یہیں رہوں گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... شیخ سالم نے کہا اور پھر وہ صالحہ اور یعقوب حیفی کے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ وہ دل ہی دل میں مسلسل دعائیں کر رہا تھا کہ اسلحہ خانے سے اس چارج شدہ بم کو تلاش کر کے کہیں آف نہ کر دیا گیا ہو اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ دروازے پر صالحہ اور اس کے پیچھے شیخ سالم اور اس کے پیچھے یعقوب حیفی اندر داخل ہوئے۔

" کیا ہوا۔ کیا کام ہو گیا"...... عمران نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ وہ ڈی چارج ہو گیا ہے"...... صالحہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب۔ یہ آپ کیا کر کے آئے تھے۔ مس صالحہ نے جیسے

ہی ڈی چارجر کا بٹن پریس کیا گوام پہاڑی پر قیامت برپا ہو گئی۔ اُف خدایا اس قدر خوفناک قیامت کہ پانچ سو میٹر کے فاصلے پر موجود ہونے کے باوجود مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی خوفناک آتش فشاں پھٹ پڑا ہے اور اس کا تمام لاوا ہم پر گر رہا ہے۔ یہ آپ نے کیا کر دیا ہے"...... یعقوب حیفی نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" شیخ سالم یہ تھا ہمارا مشن اور اب آپ کو یقین آ گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مشن میں ناکام نہیں رہی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب میں اپنے ریمارکس پر شرمندہ ہوں۔ آپ لوگ واقعی ہمارے تصور سے بھی کہیں آگے سوچتے ہیں۔ میں سمجھا تھا کہ شاید آپ لیبارٹری تباہ کرنے گئے ہیں لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ اگر یہی پوزیشن اس وقت ہوتی جب آپ اندر تھے تو پھر آپ بھی نہ بچ سکتے اس لئے اس کے لئے صحیح لائحہ عمل یہی تھا کہ آپ وہاں سے باہر ہوتے اور پھر یہ کارروائی کی جاتی۔ بہت خوب۔ مجھے تسلیم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کبھی ناکام نہیں رہتی"...... شیخ سالم نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" آپ کا بے حد شکریہ شیخ سالم۔ یہ کامیابی اللہ تعالیٰ کی مدد، آپ اور آپ کے ساتھیوں کی وجہ سے ہوئی ہے ورنہ جس طرح ہم زخمی ہو کر وہاں گر گئے تھے تو ہماری کامیابی کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ہم سب آپ کے بے حد مشکور ہیں البتہ آپ نے اب کل صبح یہ

معلوم کر کے مجھے بتانا ہے کہ اس لیبارٹری کا کیا ہوا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہو گی عمران صاحب کیونکہ جو صورت حال یعقوب حنیفی نے بتائی ہے اس کے بعد تو گوام پہاڑی نیچے تحت الثریٰ تک اڑ گئی ہو گئی۔ ایسی صورت میں لیبارٹری کیسے بچ سکتی ہے"...... شیخ سالم نے کہا۔

"ہاں۔ ہونا تو ایسا ہی چاہیئے لیکن جب تک یقین نہ ہو جائے تب تک حتمی نتیجہ تو نہیں نکالا جا سکتا۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے لیبارٹری کو اس انداز میں بنایا ہو کہ اس پر باہر سے کسی بمباری کا اثر نہ ہو سکتا ہو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کل صبح سارے حالات معلوم کر کے آپ کو اطلاع کر دوں گا"...... شیخ سالم نے کہا۔

"ایک بات اور۔ اس خوفناک تباہی کے بعد لامحالہ اسرائیل نے انتہائی سرگرمی سے ہماری تلاش کرنی ہے۔ ایسی صورت میں کیا یہ ہسپتال محفوظ رہے گا"...... عمران نے کہا تو شیخ سالم بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ آپ قطعاً اس کی فکر مت کریں۔ یہ انتہائی محفوظ ہسپتال ہے اس کے باوجود میں خصوصی طور پر ایسے انتظامات کر دوں گا کہ کوئی یہاں تک پہنچ نہ سکے گا۔ آپ قطعاً بے فکر رہیں"...... شیخ سالم نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"صالحہ۔ اب تم بھی جا کر آرام کرو اور ساتھیوں کو بھی بتا دو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس مشن میں بھی سرخرو کیا ہے"...... عمران نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش کھڑی تھی۔

"مجھے تو اب تک یقین نہیں آ رہا کہ بلیک ہاک اور ایرو میزائل لیبارٹری کی تباہی میرے ہاتھوں عمل میں آئی ہے۔ میں آپ کی مشکور ہوں عمران صاحب کہ آپ نے یہ کارنامہ میرے ہاتھوں انجام تک پہنچایا ہے"...... صالحہ نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

"صفدر کو ضرور بتا دینا کہ تم کیسے کارنامے سرانجام دے سکتی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

ٹیلی فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی جبکہ لارڈ بوفمین اپنے بستر پر گہری نیند سویا ہوا تھا۔ گھنٹی کی آواز پہلے ہلکی تھی لیکن آہستہ آہستہ اس کی آواز نہ صرف بلند ہوتی جا رہی تھی بلکہ اس آواز میں کرختگی کا عنصر بھی شامل ہوتا جا رہا تھا۔ چونکہ لارڈ بوفمین ہمیشہ گہری نیند سونے کا عادی تھا اس لئے اس نے خصوصی طور پر ایسا انتظام کیا ہوا تھا کہ اگر کوئی ایمرجنسی ہو تو گھنٹی کی بلند اور کرخت آواز سے وہ جاگ اٹھے اور اس بار بھی ایسا ہی ہوا۔ گھنٹی کی اونچی اور کریہہ آواز پر وہ یکلخت ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ کمرے میں ہلکی پاور کا نیلا بلب جل رہا تھا اور فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی کہ لارڈ بوفمین نے جلدی سے ٹیبل لیمپ کا بٹن دبا کر اسے جلایا اور بیڈ روم میں تیز روشنی پھیل گئی۔ اس کی نظریں تپائی پر پڑی ہوئی گھڑی پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ گھڑی بتا رہی تھی کہ دو تہائی رات گزر چکی

ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... لارڈ بوفمین نے خمار آلود لہجے میں کہا۔

"جناب صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری صاحب کی کال ہے۔ صدر صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے لارڈ کے محل کے نائٹ فون آپریٹر کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو لارڈ بوفمین بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا دل اور زیادہ تیزی سے دھڑکنے لگا تھا کیونکہ اس پچھلی رات صدر کی طرف سے کال کا مطلب تھا کہ کوئی انتہائی اہم بات ہو گئی ہے۔

"کیا تم نے چیک کر لیا ہے کہ کال پریذیڈنٹ ہاؤس سے ہی کی جا رہی ہے"...... لارڈ بوفمین نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"اوکے۔ کراؤ بات"...... لارڈ نے کہا۔

"ہیلو ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد صدر کے ملٹری سیکرٹری کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس۔ لارڈ بوفمین بول رہا ہوں"...... لارڈ نے جواب دیا۔

"صدر صاحب سے بات کریں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں لارڈ بوفمین بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ہلکی سی کلک کی مخصوص آواز سنتے ہی لارڈ بوفمین نے کہا۔

"لارڈ صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ گوام پہاڑی پر کیا ہوا ہے اور کیا ہو رہا ہے"...... دوسری طرف سے صدر صاحب نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب۔ میں صبح آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بلیک ہاک نے گرفتار کر لیا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ آپ بذات خود وہاں تشریف لے جائیں تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو آپ کے سامنے ہلاک کیا جا سکے لیکن رات ہونے کی وجہ سے میں نے اسے کہہ دیا کہ اس وقت رات کو صدر صاحب تشریف نہیں لا سکتے البتہ صبح کو میں انہیں گزارش کر دوں گا۔ کیا اس نے آپ کو براہ راست کال کر لیا ہے۔ وہ واقعی اس معاملے میں بے حد بے چین ہو رہا تھا۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ اس نے آپ کو رات کے اس وقت بے آرام کیا"...... لارڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"وہ اگر بے چین تھا لارڈ صاحب تو ٹھیک بے چین تھا۔ میں نے ہزار بار آپ کو بتایا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو زندہ رہنے کا موقع نہ دیا جائے لیکن آپ نے میری بات کی پرواہ نہ کی۔ اب نہ گوام پہاڑی باقی رہی ہے اور نہ آپ کا بلیک ہاک اور اس کے ساتھی۔ فوجی کمانڈوز کا پورا گروپ اور بے شمار دوسرے افراد ہلاک ہو گئے ہیں"...... دوسری طرف سے صدر نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا تو لارڈ بوفمین کو ایسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے

کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا ہو۔

"ج۔ جی۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا۔ کیا ہوا ہے۔ وہ۔ وہ"...... لارڈ نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے ابھی اس وقت نیند سے بیدار کر کے اطلاع دی گئی ہے کہ پہلے گوام پہاڑی پر میزائلوں اور مارٹر گنوں کے دھماکے سنائی دیئے تو ایک چھاؤنی سے اس بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے آدمی بھیجے گئے اور پھر وہاں سے رپورٹ ملی کہ وہاں بے شمار افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ کرنل کارٹر بھی ہلاک ہو چکا ہے۔ فوجی کمانڈوز بھی ہلاک ہو گئے ہیں اور تمام ایئر چیک پوسٹس تباہ کر دی گئی ہیں۔ صرف فوجی کمانڈوز کا انچارج کرنل جیکب اور اس کے چند ساتھی زندہ بچ سکے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے والے باوجود زخمی ہونے کے فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور پھر ابھی اس بارے میں مزید انکوائری کی جا رہی تھی کہ اچانک وہاں خوفناک دھماکے شروع ہو گئے اور پھر پوری گوام پہاڑی فضا میں اڑا دی گئی۔ انتہائی خوفناک دھماکوں سے سب کچھ تباہ ہو گیا۔ سب کچھ۔ پوری پہاڑی اڑ گئی ہے۔ حتیٰ کہ نیچے زمین سے پانی نکل آیا ہے۔ آپ کا بلیک ہاک اپنے تمام ساتھیوں سمیت کرنل جیکب اور اس کا پورا دستہ سب کچھ ختم ہو گیا"۔ صدر نے کہا۔

"یہ۔ یہ سب کیسے ہو سکتا ہے جناب۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی تو گرفتار ہو کر اندر ایک عمارت میں موجود تھے۔ جناب اگر

یہ سب کچھ ہوا ہے تو لامحالہ وہ بھی ساتھ ہی ہلاک ہو گئے ہوں گے۔
کیا لیبارٹری بھی تباہ ہو گئی ہے جناب۔ یہ سب کیسے ہو گیا
ہے"...... لارڈ نے انتہائی مسمسے سے لہجے میں کہا۔

" وہ پہلے ہی فرار ہو چکے تھے۔ میں نے بتایا ہے کہ کرنل جیکب
نے رپورٹ دی ہے کہ وہ لوگ زخمی ہونے کے باوجود غائب ہو گئے
پھر کافی دیر بعد کسی عمارت میں موجود اسلحہ کے بہت بڑے ذخیرہ کو
اڑا دیا گیا جس کے نتیجے میں یہ تباہی واقع ہوئی ہے۔ آپ کا تو دعویٰ
تھا کہ بلیک ہاک اور جیوش چینل کامیاب رہیں گے۔ اب آپ
بتائیں کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ کہاں گئے آپ کے دعوے "۔ صدر
صاحب کا لہجہ مزید غصیلا ہو گیا تھا۔

" سس۔ سر۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بلیک ہاک کے اس طرح
ختم ہونے کا تو کوئی تصور ہی نہ کر سکتا تھا۔ یہ تو سب کچھ تباہ ہو
گیا۔ سب کچھ "...... لارڈ کے لہجے میں بے پناہ شرمندگی تھی۔

" سب کچھ تباہ نہیں ہوا لارڈ صاحب۔ ایرو میزائل لیبارٹری وہاں
موجود ہی نہ تھی ورنہ واقعی سب کچھ تباہ ہو جاتا لیکن آپ کی ناقص
کارکردگی سامنے بہرحال آ گئی ہے۔ میں نے کل صبح خصوصی میٹنگ
کال کی ہے۔ آپ اس میٹنگ میں آئیں گے تو پھر تمام حالات کا جائزہ
لینے کے بعد اس بات کا فیصلہ کیا جائے گا کہ اس سارے معاملے میں
اصل ذمہ دار کون بنتا ہے اور جو ذمہ دار ہو گا اس کا کورٹ مارشل
کیا جائے گا"...... صدر نے انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا اور اس کے

ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو لارڈ نے مرے ہوئے ہاتھ سے رسیور
کریڈل پر رکھا اور دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

" بلیک ہاک بھی ختم ہو گیا اور جیوش چینل بھی اور اب کورٹ
مارشل بھی ہو گا۔ اوہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ یہ سب کس طرح ہو گیا۔
یہ عمران اور اس کے ساتھی انسان نہیں ہو سکتے۔ نہیں ہو سکتے۔
قطعاً نہیں ہو سکتے "...... لارڈ نے لاشعوری انداز میں " نہیں ہو سکتے"
کی گردان کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ یکلخت بستر پر لڑھک گیا۔ وہ
انتہائی صدمے سے بے ہوش ہو چکا تھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں وادی مشکبار کے سلسلے
کی ایک انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز کہانی

خاص نمبر

لاسٹ موومنٹ

مصنف مظہر کلیم ایم اے

- وادی مشکبار کی تحریک آزادی کی تمام تفصیل ایک مشین میں تھی اور یہ مشین کافرستان کے ہاتھ لگ گئی —— پھر؟
- اس مشین سے معلومات حاصل ہو جانے کے بعد پوری وادی مشکبار میں تحریک آزادی کے تمام مراکز، تمام مجاہدین اور ان کے تمام اڈے کافرستان کے سامنے آجاتے —— اور
موت کے سائے پوری وادی مشکبار میں پھیل جاتے۔
- یہ مشین سرداور کی ایجاد تھی اور اس کے اندر یادداشت کا ایسا خفیہ سسٹم رکھا گیا تھا جو کسی صورت بھی ٹریس نہ ہو سکتا تھا۔
- یہ مشین ہزاروں فٹ بلند پہاڑی پلاسن کی چوٹی پر بنے ہوئے خصوصی اڈے پر بھیج دی گئی جہاں کسی صورت کوئی انسان نہ پہنچ سکتا تھا۔
- عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشین کو حاصل کرنے کی غرض سے اپنی جانوں پر کھیل گئے اور پھر ان کی ہمت، حوصلے اور بہادری نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا۔ مگر ——؟

وہ لمحہ جب پلاسن پہاڑی کو خوفناک میزائلوں سے اڑا دیا گیا اور عمران اور اس کے ساتھی اس وقت پہاڑی کی چوٹی پر موجود تھے۔ پھر ——؟

مظہر کلیم ایم اے
یکے از مطبوعات
یوسف برادرز
پبلشرز، بک سیلرز
پاک گیٹ ملتان